[illegible]

لله الحمد که … [illegible]

[illegible]

[illegible]

بسعی و اهتمام … [illegible] … السلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسعی و انتظام [illegible] باہتمام [illegible] مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب [illegible]

[illegible] مطبع مجتبائی دہلی [illegible]

مختصر فہرست کتب خانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹۱ء

قرآن شریف وغیرہ علی علم مجتبائی
مترجم بدو ترجمہ ایک ترجمہ اردو شاہ
رفیع الدین صاحب دوسرا ترجمہ
ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ رحمہ
حاشیہ پر ہر آیۃ کا شان نزول
مع فوائد شاہ عبد القادر
قرآن شریف جلد ترجمہ مجتبائی
تیسیر مترجم علی علم مجتبائی
تفسیر جلالین مع کمالین محشی بحواشی
جدیدہ مطبع مجتبائی
تفسیر حقانی مصری در دو جلد
تفسیر خازن مصری در چہار جلد
بر حاشیہ تفسیر مدارک کامل
تفسیر فتح البیان مع ابن کثیر مصری
در [illegible] جلد
تفسیر مظہری منزل اول
تفسیر اتقان مطبوعہ مصر در دو جلد
تفسیر جامع البیان دہلی
تفسیر بیضاوی تا سورہ بقر محشی
بحواشی جدیدہ مجتبائی
جواہر التفسیر اردو مطبوعہ لکھنؤ
تفسیر [illegible] اور مختلف تفسیر
سورتوں کی تفسیر
تفسیر حقانی بزبان اردو مطبوعہ
مطبع مجتبائی دہلی [illegible]
[illegible]
[illegible]

اور چھپی ہیں یہ کتب ہے
قسطلانی مصری بر حاشیہ
مسلم مع نووی
صحیح مسلم نووی مطبوعہ [illegible]
صحیح در دو جلد
ایضاً انصاری دہلی در دو جلد
ایضاً بکاغذ رنگین
ابو داود محشی کشمیری
ابن ماجہ محشی فاروقی
ترمذی مع شمائل ترمذی با ضافہ [illegible]
الواب صحاح صحیح [illegible] مطبع [illegible]
مطبوعہ مجتبائی
ایضاً کاغذ ولایتی
شمائل ترمذی مجتبائی
نسائی شریف مع شرح زہر الربی
نظامی
موطا امام مالک محشی مجتبائی
مشکوۃ شریف محشی در اکمال
فی اسماء الرجال کاغذ دیسی
ایضاً کاغذ ولایتی
ایضاً ولایتی کلاں ۲۲-۲۲
ایضاً کلاں [illegible]
شرح معانی الآثار للطحاوی کامل
[illegible]
[illegible] امام محمد [illegible]
[illegible]
[illegible]

تقریب التہذیب فی اسماء الرجال
مع حاشیہ [illegible]
نصب الرایہ فی تخریج احادیث
الہدایہ للزیلعی طبع لکھنؤ
ایضاً لابن حجر عسقلانی
اشعۃ اللمعات ترجمہ اردو با محاورہ
[illegible] و بر حاشیہ حل لغات یہ کتاب
ایک مدت سے کمیاب تھی طبع ہو کر
اردو ترجمہ کرا کر [illegible]
[illegible] کا [illegible]
شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیف
[illegible]
کے فضائل اور اعمال اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کامل در دو جلد
تیسیر القاری شرح بخاری جلد اول
پنج پارہ علوی
ایضاً جلد دوم پنج پارہ
ایضاً جلد سوم پنج پارہ
ایضاً جلد چہارم پنج پارہ
ایضاً جلد پنجم
ایضاً جلد ششم [illegible]
فیض الباری اردو ترجمہ صحیح بخاری
مطبوعہ [illegible] پارہ اول
ایضاً پارہ دوم
ایضاً پارہ سوم

ایضاً پارہ چہارم
ایضاً پارہ پنجم
مسلم شریف مترجم اردو [illegible]
[illegible] مطبوعہ لاہور
ابو داود مترجم اردو
ترمذی شریف مترجم اردو
مظاہر حق ترجمہ اردو
قطب الدین [illegible]
مشارق الانوار مترجم اردو
ریاض الصالحین از امام نووی [illegible]
[illegible] مطبوعہ [illegible]
[illegible] حل لغات
[illegible] مجتبائی [illegible]
کتاب [illegible]
اصول الشاشی محشی بحواشی [illegible]
مطبوعہ مجتبائی
ایضاً [illegible]
ایضاً ولایتی
نور الانوار [illegible]
توضیح تلویح [illegible] کلاں لکھنؤ
کشف [illegible] شرح مسلم الثبوت
[illegible]
[illegible]
مرآۃ [illegible] مجتبائی [illegible]
[illegible]
[illegible] اردو
مطبوعہ مجتبائی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل الأوقات المباركة مواسم الخيرات والبركات ومراتع
لأهل النسك في العبادات، تربح فيها تجارتهم وتضاعف لهم أجورهم ويبلغهم
المقاصد هم وما يأملون من ثواب الأعمال وإجابة الدعوات، فإنها أسواق لمن
لم يحضرها مواسم التجارة، ولمن فرط ولم يبال بالخسارة. والصلاة والسلام الأتمان
الأكملان على سيد المرسلين وإمام المتقين حبيب الله الذي بتعليمه وإشاعته حصل
العلوم والأعمال وبكرمه وشفاعته ينال الأماني والآمال في المبدأ والمآل
أستاذ الكل في الكل إمام الوحي ومنبع العلم ومعدن الحق وعلى آله وأصحابه وأتباعه
أجمعين هداة طريق الحق ومحيي علوم الدين، أما بعد فيقول العبد الفقير

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل العام في كتابه اثني عشر شهرا في العدة وجعل بعض الاعمال في بعضها للتقرب اليه عدة والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وآله واصحابه وتابعيه الذين بلغوا شرائعه واحكامه بعده۔ حمد و صلوۃ کے بعد احقر بندگان محمد عبد الاحد گزارش کرتا ہے کہ مدت سے یہ فقیر آرزومند تھا کہ کتاب ما ثبت بالسنۃ جو عربی زبان میں ہے اسکا ترجمہ اردو زبان میں ہو جائے تاکہ عام ہو سکے لوگ جو اکثر عربی نہیں جانتے اسکے مضامین سے حظ وافر اٹھائیں اور اعمال پر اسکے بموجب بجا لائیں یہ کتاب عالم بے بدیل فاضل بے عدیل فقیہ الشمائل رئیس المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف سے ہے [illegible] اس میں ہر مہینے کے اعمال اور فضائل جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہوئے ہیں درج کیے ہیں اور نیز جو اعمال کسی مہینے کے اصل میں یا ان کے باب میں اخبار و آثار ضعیف یا موضوع وارد ہوئے ہیں ان سب کو لکھا ہے تاکہ [illegible] ہر مہینے کے اعمال [illegible] اور وہم کا دور ہو اور باقی کا باقی الگ معلوم ہو جائے اسی اثنا میں سنا گیا کہ اس کتاب کا ترجمہ جناب مولانا مولوی **سبحان بخش** مرحوم شکارپوری نے اردو میں کیا ہے اور جناب مولانا مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible] رحمہ اللہ نے بھی اسکو ملاحظہ فرما کر پسند فرمایا [illegible] تلاش جسکے [illegible] تجسس کی گئی بکمال جد و جہد [illegible] اور تلاش سے وہ ترجمہ بصرف زر کثیر حاصل کیا گیا اور رفاہ عام کے ارادہ سے اپنے مطبع میں نہایت صحت اور اہتمام کے ساتھ چھاپا جاتا ہے چنانچہ اسکی خوبی اور خوش اسلوبی ناظرین پر خود واضح ہوگی [illegible] مترجم مرحوم کو اتنی مہلت نہ ملی کہ اس ترجمہ کا دیباچہ لکھتے یا نام تجویز کرتے لہذا احقر نے اسکا نام **الاعمال الماثورۃ فی الایام المشہورۃ** رکھا ناظرین با تمکین سے امید ہے کہ اگر اس ترجمہ سے فائدہ پائیں تو مترجم مرحوم کو دعا سے [illegible] یاد فرماویں وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد وآله

اطلاع

شهر المحرم

محرم کا مہینا

من جامع الاصول فيما جاء في الصحيح من الاحاديث من احواله وفضله

جامع الاصول میں سے وہ جو صحیح حدیثوں میں محرم کے احوال اور اسکی فضیلت

وفضل الصوم فيه عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كان عاشوراء يوما

اور اسکے روزہ کی فضیلت میں آئی ہیں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رمضان کی فرضیت سے

يصام قبل رمضان فلما نزل رمضان كان من شاء صام ومن شاء افطر وفي رواية

پہلے عاشورا کا روزہ رکھتے تھے پھر جب رمضان فرض ہوگیا تو جسکا دل چاہتا تھا عاشورا کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا افطار کرتا تھا اور ایک روایت

قالت كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم امر بصيام يوم عاشوراء الحديث وفي

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یوم عاشورا کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تھا آخر حدیث تک اور ایک

اخرى قالت كانوا يصومون عاشوراء قبل ان يفرض رمضان وكان يوما تستر فيه الكعبة

روایت میں ہے کہتی ہیں کہ رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورا کا روزہ رکھا کرتے تھے اور وہ ایسا دن ہے کہ جس میں کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا تھا

فلما فرض رمضان قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من شاء ان يصومه

جب رمضان فرض ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسکا روزہ رکھنا چاہے

فليصمه ومن شاء ان يتركه فليتركه وفي اخرى قالت كان يوم عاشوراء

وہ روزہ رکھے اور جو ترک کرنا چاہے ترک کرے اور ایک روایت میں ہے کہتی ہیں یوم عاشورا

يصومه قريش في الجاهلية وكان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصومه

جاہلیت کے ایام میں قریش روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بھی پیشتر از اسلام

في الجاهلية فلما قدم المدينة صامه وامر بصيامه فلما فرض رمضان ترك

اسکا روزہ رکھا کرتے تھے پھر جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ کا حکم فرمایا پھر جب رمضان فرض ہوگیا تو عاشورا

عاشوراء فمن شاء صامه ومن شاء تركه وفي اخرى فلما فرض رمضان قال

موقوف کیا پھر تو جو چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہیں رکھتا تھا اور ایک روایت میں ہے جب رمضان فرض ہوگیا تو فرمایا

من شاء صامه ومن شاء تركه وفي اخرى ان قريشا كانت تصوم عاشوراء في

جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ تحقیق قریش ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ

الجاهلية ثم امر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بصيامه حتى

رکھا کرتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اسکے روزہ کا امر فرمایا یہانتک کہ

الى الله البارى عبد الحق بن سيف الدين الدهلوى البخارى وفقه الله لسلوك

طريق الحق واليقين فى متابعة سيد المرسلين قد ثبت ان جماعة من المحدثين

والمتنسكين فيما جاء فى الليالى والايام من الاوراد والصلوة والصيام وقد تكلم

المحدثون فيما تمسك به النساك وشددوا فى الانكار وحكموا ببطلان ما ورد

فيها من الاحاديث والاخبار ولكن كنا قد تكلمنا فى ذلك فى رسالة فارسية لنا

فى الجمع بين الفريقين وسلكنا فيها بين الطريقين وذكرنا ما فيه من الاجمال والتفصيل

والله يقول الحق وهو يهدى السبيل ثم جمعنا فى هذه الرسالة ما جاء من الاحاديث

الصحاح والحسان والضعاف والموضوعات على ما قرره عند المحدثين الذين بيدهم

الامر فى هذه المعاملات مع ذكر اكثر فوائد شريفة ونكت ولطائف لطيفة فيما

انجر اليه الكلام خصوصا فى شهر ربيع الاول فى ذكر وفات سيد الانام عليه وآله

الصلوة والسلام مبتديا من الشهر المحرم الى ذى الحجة الحرام والله الموفق

للاكمال والاتمام وسميت هذه الرسالة بما ثبت من السنة فى

ايام السنة يقبله بفضله من لا تأخذه سنة ولا نوم

اليهود ويتخذونه عيدا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموا أنتم

کرتے تھے اور اسکو عید مناتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ روزہ رکھا کرو

وفي رواية كان أهل خيبر يصومون يوم عاشوراء ويتخذونه عيدا ويلبسون

اور ایک روایت میں ہے کہ خیبر کے لوگ یوم عاشورا کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اسکو عید مناتے تھے اور اپنی

نساءهم فيه حليهم وشارتهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فصوموه أنتم

عورتوں کو اس دن زیور اور پوشاک پہناتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اس دن روزہ رکھا کرو

أخرجه البخاري ومسلم وعن ابن عباس قال قدم رسول الله صلى الله عليه

یہ روایت بخاری اور مسلم کی ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم المدينة فرأى اليهود تصوم يوم عاشوراء فقال ما هذا قالوا يوم صالح نجى

وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہیں آپ نے پوچھا یہ کیا ہے عرض کیا کہ یہ نیک دن ہے [illegible]

الله فيه موسى وبني إسرائيل من عدوهم فصامه فقال أنا أحق بموسى منكم

اس میں اللہ نے موسیٰ کو اور بنی اسرائیل کو انکے دشمن سے بچایا سو موسیٰ نے اس دن روزہ رکھا آپ نے فرمایا میں موسیٰ سے زیادہ حقدار ہوں تم سے

فصامه وأمر بصيامه وفي رواية فقال لهم ما هذا اليوم الذي تصومونه قالوا هذا

سو آپ نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا یہ کیسا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو عرض کیا یہ

يوم عظيم أنجى الله فيه موسى وقومه وغرق فيه فرعون وقومه فصامه موسى

بڑا دن ہے کہ اس میں اللہ نے موسیٰ کو اور انکی قوم کو نجات بخشی اور اس میں فرعون کو اور اسکی قوم کو ڈبو دیا سو موسیٰ نے اس دن روزہ رکھا

شكرا فنحن نصومه تعظيما له أخرجه البخاري ومسلم وأخرجه أبو داود والقزويني

شکر کے لئے سو ہم اس دن کی تعظیم کے لئے روزہ رکھتے ہیں یہ روایت بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے اور ابوداؤد [illegible] نے نقل کی ہے

وعن جابر بن سمرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرنا بصيام يوم

اور جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشورا کے روزہ کا امر فرمایا

عاشوراء ويحثنا عليه ويتعاهدنا عنده فلما فرض رمضان لم يأمرنا ولم

کرتے تھے اور ہمکو اسپر رغبت دلاتے تھے [illegible] جب رمضان فرض ہوا تو نہ ہمکو امر کیا اور نہ

ينهنا عنه ولم يتعاهدنا عنده أخرجه مسلم وعن علقمة أن الأشعث بن قيس دخل

منع کیا [illegible] یہ روایت مسلم کی ہے اور علقمہ سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس [illegible]

على عبد الله وهو يطعم يوم عاشوراء فقال يا أبا عبد الرحمن إن اليوم يوم

عبد اللہ کے پاس گئے اور وہ کھانا کھا رہے تھے کہا یا ابا عبد الرحمن آج تو یوم

فرض رمضان فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من شاء

رمضان فرض ہو گیا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے عاشورا کا

فليصمه ومن شاء فليفطر اخرجه البخاري ومسلم واخرجه مالك

روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے یہ روایت بخاری اور مسلم کی ہے اور مالک

وابو داؤد والترمذي للرواية الرابعة وقالوا فيها فكانت هي الفريضة

اور ابو داؤد اور ترمذی نے چوتھی روایت نقل کی ہے اور اس روایت میں اس عبارت کے بعد فلما فرض رمضان کے

بعد قوله فلما فرض رمضان وعن ابن عمر رضي الله عنهما ان اهل الجاهلية

یہ کہتے ہیں پھر وہی رمضان فرض تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت والے

كانوا يصومون يوم عاشوراء وان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم صامه

عاشورا کے دن روزہ رکھتے تھے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے

والمسلمون قبل ان يفرض رمضان فلما فرض رمضان قال رسول الله صلى

رمضان کی فرضیت سے پہلے یوم عاشورا کا روزہ رکھا پھر جب رمضان فرض ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ

الله تعالى عليه وسلم ان عاشوراء يوم من ايام الله تعالى فمن شاء صامه وفي

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک عاشورا اللہ کے دنوں میں کا ایک دن ہے جو چاہے اس میں روزہ رکھے اور ایک

رواية قال ذكر عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يوم عاشوراء فقال ذاك يوم

روایت میں یوں ہے کہ عبد اللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے یوم عاشورا کا ذکر آگیا آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے کہ

كان يصومه اهل الجاهلية فمن شاء صامه ومن شاء تركه اخرجه البخاري ومسلم

اہل جاہلیت اس میں روزہ رکھتے تھے سو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے ترک کرے بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے

وللبخاري صام رسول الله صلى الله عليه وسلم عاشوراء وامر بصيامه فلما فرض

اور تنہا بخاری کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا اور اس کا حکم فرمایا پھر جب

رمضان تركه وكان عبد الله لا يصومه الا ان يوافق صومه ولمسلم مثل الثاني

رمضان فرض ہو گیا تو موقوف کیا اور عبد اللہ اس دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے مگر جب اتفاق سے روزہ کا دن مطابق پڑتا اور مسلم کی ایک روایت دوسری کے مثل ہے

وقال فمن احب منكم ان يصومه فليصمه ومن كره فليدعه واخرجه ابو داؤد

اور کہا جو کوئی تم میں سے روزہ رکھنا محبوب جانے سو روزہ رکھے اور جس کو برا معلوم ہو تو ترک کرے اور ابو داؤد نے

الرواية الاولى وعن ابي موسى قال كان يوم عاشوراء يوما يعظمه

پہلی سی روایت کی ہے اور ابو موسیٰ سے روایت ہے کہتے ہیں یوم عاشورا ایسا دن ہے کہ یہود اسکی تعظیم

نفعل ما اخرجه النسائی واخرج عن محمد بن الصیفی قال قال رسول الله صلی الله

یہی کرتے رہیں اسکو نسائی نے نقل کیا ہے اور محمد بن صیفی سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم یوم عاشوراء امنکم احد اکل الیوم فقالوا منا من صام ومنا من لم

علیہ وسلم نے عاشورا کے دن پوچھا کیا تم میں سے کسی نے آج کھانا کھایا ہے عرض کیا ہم میں سے بعضے نے روزہ رکھا ہے اور بعضے نے نہیں روزہ

یصم قال فاتموا بقیة یومکم وابعثوا الی اهل العروض فلیتموا بقیة یومهم

نہیں رکھا فرمایا پس اپنا باقی کا دن پورا کر لو اور گرد و نواح کے لوگوں کو کہلا بھیجو کہ اپنا باقی کا دن پورا کر لیں

وروی مالك بلغه ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه ارسل الی الحارث بن هشام

اور مالک روایت کرتے ہیں انکو یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حارث بن ہشام کو کہلا بھیجا کہ

ان غدا یوم عاشوراء فصم وأمر اهلك ان یصوموا اخرجه فی الموطا وعن عبید الله

کل یوم عاشورا ہے سو تو روزہ رکھنا اور اپنی اہل کو کہہ دینا کہ روزہ رکھیں اسکو موطا میں نقل کیا ہے اور عبید اللہ

بن ابی یزید انه سمع ابن عباس رضی الله عنهما وسئل عن صیام یوم عاشوراء

ابن ابی یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انسے یوم عاشورا کے روزہ کا سوال ہوا

فقال ما علمت رسول الله صلی الله علیه وسلم صام یوما یطلب فضله علی الایام

سو کہا کہ مجھکو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے دن کا روزہ رکھا ہو کہ اس دن کو اور دنوں پر فضیلت سمجھ کر رکھا ہو

الا هذا الیوم ولا شهرا الا هذا الشهر یعنی رمضان وفی حدیث عبد الله

سوا اسی دن کے اور نہ کسی مہینہ کا سوا اس مہینے یعنی رمضان کے اور عبد اللہ بن موسی کی

ابن موسی قال ما رایت النبی صلی الله علیه وسلم یتحری صیام یوم فضله علی غیره

حدیث میں یوں کہا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ ایسے دن کے روزہ کی تلاش کرتے ہوں جسکو اور دنوں پر فضیلت ہو

الا هذا الیوم یوم عاشوراء وهذا الشهر یعنی رمضان اخرجه البخاری

سوا اس دن یعنی یوم عاشورا کے اور اس مہینہ یعنی رمضان کے اسکو بخاری اور مسلم نے

ومسلم وعن ابی قتادة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال صیام یوم عاشوراء

نقل کیا ہے اور ابو قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عاشورا کے روزہ میں

انی احتسب علی الله ان یکفر السنة التی قبله اخرجه الترمذی وعن ابن

خدا سے امید رکھتا ہوں کہ سال گذشتہ کا کفارہ ہو جاوے اسکو ترمذی نے نقل کیا ہے اور ابن عباس

عباس رضی الله عنهما قال امر رسول الله صلی الله علیه وسلم بصوم یوم عاشوراء

عاشوراء فقال كان يصام قبل ان ينزل رمضان فلما نزل رمضان ترك

عاشوراء سے جواب دیا کہ رمضان کی فرضیت سے پہلے روزہ رکھا کرتے تھے جب رمضان فرض ہو گیا تو چھوڑ دیا گیا

فان كنت مفطرا فاطعم اخرجه البخاري ومسلم وعن سلمة بن الاكوع ان

تو بھی اگر روزہ سے نہ ہو تو کھا لے یہ روایت بخاری اور مسلم کی ہے اور سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم امر رجلا من اسلم ان اذن في الناس ان من كان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قبیلہ اسلم میں سے فرمایا کہ لوگوں میں پکار دے کہ جس نے

اكل فليصم بقية يومه ومن لم يكن اكل فليصم فان اليوم يوم عاشوراء وفي رواية

کھا لیا ہو تو وہ باقی دن روزہ کی طرح پورا کرے اور جس نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے کیونکہ آج یوم عاشوراء ہے اور ایک روایت میں

انه قال لرجل من اسلم اذن في قومك او في الناس بالشك اخرجه البخاري

کہ رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کو قبیلہ اسلم میں سے فرمایا کہ اپنی قوم میں یا لوگوں میں پکار دے راوی کو شک ہے اس روایت کو بخاری

ومسلم والنسائي وعن عبد الرحمن بن سلمة نحوه اخرجه ابو داود وعن الربيع

اور مسلم اور نسائی نے نقل کیا ہے اور عبد الرحمن بن سلمہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے یہ روایت ابو داود نے نقل کی ہے اور ربیع

بنت المعوذ رضي الله عنها قالت ارسل رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة

معوذ کی بیٹی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم

عاشوراء الى قرى الانصار التي حول المدينة من كان اصبح صائما فليتم صومه

عاشوراء کی صبح کو انصار کے گاؤں میں جو مدینہ کے اس پاس تھے یہ کہلا بھیجا کہ جس نے کچھ نہ کھایا ہو تو وہ اپنا روزہ پورا کرے

ومن كان اصبح مفطرا فليتم بقية يومه فكنا بعد ذلك نصومه ونصوم صبياننا

اور جس نے کچھ کھا لیا ہو تو اپنا سارا دن روزہ کی طرح پورا کرے سو ہم اس کے بعد اس دن روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں سے

الصغار منهم ونذهب الى المسجد فنجعل لهم اللعبة من العهن فاذا بكى احدهم

روزہ رکھواتے تھے اور ہم مسجد کو جاتے تو ان کے واسطے اون کا کھلونا بنا دیتے جب کوئی ان میں سے کھانے پر

على الطعام اعطيناها اياه حتى يكون عند الافطار اخرجه البخاري ومسلم وفي رواية

روتا تو ہم اس کو وہ کھلونا دے دیا کرتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا اس روایت کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے اور ایک روایت میں

اخرى مثله وعن قيس بن سعد بن عبادة رضي الله عنه قال كنا نصوم عاشوراء

ایسا ہی ہے اور قیس بیٹا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ہم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے

ونؤدي زكوة الفطر فلما نزل رمضان ونزلت الزكوة لم نؤمر به ولم ننه عنه وكنا

اور صدقہ فطر بھی دیا کرتے تھے پھر جب رمضان اور زکوۃ فرض ہو گئی تو نہ ہم کو اس کا کچھ حکم ہوا اور نہ اس سے منع کیا گیا اور ہم

وركعتان قبل الفجر اخرجه النسائي وعن ابي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور فجر سے پہلے دو رکعتیں اسکو نسائی نے نقل کیا ہے اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

قال افضل الصيام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم وافضل الصلوة بعد المكتوبة

فرمایا کہ رمضان کے بعد سب سے بہتر روزے ماہ الٰہی محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب نمازوں میں بہتر

صلوة الليل وفي رواية قال سئل اي الصلوة افضل بعد المكتوبة قال الصلوة

رات کی نماز یعنی تہجد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ افضل نماز کون سی ہے بعد فرض نماز کے فرمایا کہ رات کی

الليل واي الصيام بعد شهر رمضان قال صيام شهر الله المحرم اخرجه

نماز اور رمضان کے بعد کون سے روزے بہتر ہیں کہا ماہ الٰہی محرم کے روزے اسکو

مسلم وابو داود واخرج الترمذي والنسائي الاول وعن علي رضي الله

مسلم اور ابوداود نے نقل کیا اور ترمذی اور نسائی نے اول روایت نقل کی ہے اور علی رضی اللہ عنہ

عنه انه سأله رجل قال اي شهر تأمرني ان اصوم بعد رمضان فقال له

سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا کہ مجھکو بعد رمضان کے کس مہینے کے روزوں کا حکم دیتے ہو علی نے فرمایا میں نے کسی سے

ما سمعت احدا يسأل عن هذا الا رجلا سمعته يسأل رسول الله صلى الله

نہیں سنا کہ یہ بات پوچھی ہو سوائے ایک شخص کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

عليه وسلم وانا قاعد عنده فقال يا رسول الله اي شهر تأمرني ان اصوم بعد

پوچھتا تھا اور میں آپ کے پاس بیٹھا سنتا تھا اسنے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو بعد رمضان کے کونسے مہینے کا

شهر رمضان قال ان كنت صائما بعد شهر رمضان فصم المحرم فانه شهر الله

حکم دیتے ہو کہ روزے رکھا کروں فرمایا اگر تو بعد رمضان کے روزہ رکھنا چاہتا ہے تو محرم کے روزے رکھ کیونکہ وہ مہینہ اللہ کا ہے

تعالى فيه يوم تاب فيه على قوم ويتوب فيه على قوم آخرين اخرجه الترمذي

اس میں ایک دن ہے کہ اس میں اللہ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی اور اس میں اور قوم کی توبہ قبول کریگا اسکو ترمذی نے نقل کیا ہے

هذه احاديث جاءت في الكتب الستة مذكورة في جامع الاصول وقد وردت

یہ حدیثیں صحاح ستہ میں آئی ہیں جامع الاصول میں مذکور ہیں

باحاديث ذكرت في جامع الكبير تاليف سيدنا ومولانا الشيخ العارف بالله

وہ حدیثیں لائے ہیں کہ جامع کبیر میں مذکور ہیں جو کہ ہمارے سید اور مولانا شیخ عارف باللہ

علي المتقي الذي رتبها وبوبها من جمع الجوامع للسيوطي فيه احاديث الستة

علی متقی کی تالیف ہے جمع الجوامع سیوطی سے اور اس میں صحاح کی حدیثیں

يوم العاشر رواه الترمذي وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله

روزہ کا حکم فرمایا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتا ہے کہ رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم لئن بقيت الى قابل لاصومن التاسع يعني يوم عاشوراء

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا تو البتہ نویں تاریخ روزہ رکھونگا یعنی عاشوراء کی نویں تاریخ

وفي رواية قال حين صام رسول الله صلى الله عليه وسلم عاشوراء وامر بصيامه

اور ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کو آپ روزہ رکھا اور اسکے روزہ کا حکم فرمایا

فقالوا يا رسول الله انه يوم يعظمه اليهود والنصارى فقال رسول الله صلى

تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ وہ دن ہے جسکی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں پس رسول اللہ صلے اللہ

الله عليه وسلم فاذا كان العام المقبل ان شاء الله صمت اليوم التاسع فلم يأت

علیہ وسلم نے فرمایا جب سال آئندہ ہوگا تو ان شاء اللہ نویں تاریخ روزہ رکھونگا سو اگلا سال

العام المقبل حتى توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي رواية حكم بن الاعرج

آنے ہی نہ پایا یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات کی اور حکم بن الاعرج کی روایت میں ہے

قال انتهيت الى ابن عباس رضي الله عنهما وهو متوسد رداءه في زمزم

کہتا ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اس وقت پہنچا کہ وہ اپنی چادر سے زمزم میں تکیہ لگائے تھے

فقلت اخبرني عن صوم عاشوراء فقال اذا رأيت هلال المحرم فاعدد واصبح

میں نے کہا یوم عاشوراء کے روزہ کا حال بتاؤ کہا جب تو محرم کا ہلال دیکھے تو گنتا جا اور

يوم التاسع صائما قال هكذا كان محمد صلى الله عليه وسلم يصومه قال نعم

نویں تاریخ روزہ رکھ کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسیطرح روزہ رکھا کرتے تھے آپنے کہا ہاں

اخرجه مسلم واخرج ابو داؤد الثانية والثالثة وفي رواية ذكرها رزين عن

اسکو مسلم نے نقل کیا ہے اور ابو داؤد نے دوسری اور تیسری روایت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رزین نے

عطاء قال سمعت ابن عباس رضي الله عنهما يقول صوموا التاسع والعاشر

عطاء سے نقل کی ہے کہتا ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ کہتا تھا نویں اور دسویں کو روزہ رکھا کرو

وخالفوا اليهود وعن حفصة رضي الله عنها قالت اربع لم يكن يدعهن

اور یہود کی مخالفت کرو اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں چار کام ہیں کہ ان کو

رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام عاشوراء والعشر وثلثة ايام من كل شهر

[illegible]

أنس رضي الله عنه قال من صام ثلاثة أيام من شهر حرام الخميس والجمعة

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جس شخص نے حرام مہینوں میں سے تین دن کے روزے رکھے جمعرات اور جمعہ

والسبت كتب له عبادة سنتين وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال

اور ہفتہ کو تو اس کے واسطے دو سال کی عبادت لکھی جاوے گی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان العام المقبل صمنا يوم التاسع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سال آئندہ ہوگا تو ہم نویں تاریخ کو روزہ رکھیں گے

وعنه أنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لئن بقيت إلى قابل لأصومن

اور ابن عباس سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں جیتا رہا تو آئندہ سال

اليوم التاسع وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه

نویں تاریخ روزہ رکھوں گا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وسلم من صام يوم الزينة أدرك ما فاته من صيام السنة يعني عاشوراء

فرمایا جس نے یوم الزینہ کو روزہ رکھا تو اس نے سال بھر کے روزے جو اس سے فوت ہوئے پا لیے مراد عاشورا کا دن ہے

وروى أبو الشيخ في الثواب أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور ابو الشیخ نے ثواب میں روایت کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

أن نوحا هبط من السفينة على الجودي يوم عاشوراء فصام وأمر من معه

بیشک نوح علیہ السلام کشتی سے جودی پر عاشورہ کے دن اترے سو روزہ رکھا

بصيامه شكرا لله وفي يوم عاشوراء تاب الله على آدم وعلى أهل مدينة

اور اپنے ساتھیوں کو روزہ کا حکم دیا اور اسی دن اللہ نے آدم کی اور یونس کے شہر والوں کی

يونس وفيه فلق البحر لبني إسرائيل وفيه ولد إبراهيم وعيسى عليهما

توبہ قبول کی اور اسی دن بنی اسرائیل کے واسطے دریا پھٹا اور اسی روز ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام

السلام وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه

پیدا ہوئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وسلم من وسع على عياله يوم عاشوراء لم يزل في سعة سائر سنته وعن

فرمایا جس نے عاشورا کے روز اپنے عیال پر فراخی کی تو وہ سال بھر فراخی میں رہے گا اور

علي رضي الله عنه سيد الناس آدم وسيد العرب محمد صلى الله عليه وسلم

بطرق اخر ولا حاجة الى اعادتها بعد ذكرها بطرقها اللهم الا ان
اور طریق سے آئی ہیں اور انکے دوبارہ لانے کی کچھ حاجت نہیں ہے جب کہ صحاح کے طریق پر ذکر ہو چکیں ہاں

يكون بلفظ اخر لم يذكر في الجامع واحاديث اخر ما عداها ولنذكرها
اگر دوسرے لفظ ہوں جو جامع میں مذکور نہیں ہوئے تو اعادہ ہوتا اور سوا انکے اور حدیثیں ہیں ہم انکو ذکر کرتے ہیں

وعن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان كنت صائما بعد شهر رمضان فصم المحرم فانه شهر الله تعالى فيه
اگر تو بعد رمضان کے روزہ رکھنا چاہے تو محرم میں روزہ رکھنا کیونکہ یہ اللہ تعالی کا مہینہ ہے اسمیں

يوم تاب فيه على قوم ويتوب فيه على اخرين رواه الترمذي وعن
ایک دن ہے اسمیں ایک قوم کی توبہ قبول کی اور اسمیں اوروں کی توبہ قبول کریگا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور

ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صوموا يوم عاشوراء وخالفوا فيه اليهود وصوموا قبله يوما او بعده
روز عاشورا کو روزہ رکھا کرو اور اسمیں یہود کی مخالفت کیا کرو اور اس سے پہلے ایک دن پہلے اور ایک دن پیچھے

يوما رواه احمد وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
روزہ رکھا کرو اسکو احمد نے روایت کیا ہے اور انہی سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لئن بقيت لامرت بصيام يوم قبله ويوم بعده يعني يوم عاشوراء رواه
اگر میں جیتا رہا تو ایک دن پہلے اور ایک دن پیچھے کے روزہ کا حکم دونگا مراد عاشورا کا دن تھا

البيهقي في شعب الايمان وعن ابي هريرة رض صوموا يوم
اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور ابی ہریرہ سے روایت ہے عاشورا کے

عاشوراء وهو يوم كانت الانبياء تصومه فصوموه رواه ابن ابي
دن روزہ رکھا کرو یہ وہ دن ہے کہ اسمیں انبیاء روزہ رکھتے تھے سو تم بھی روزہ رکھا کرو اسکو ابن ابی

شيبة وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم
شیبہ نے روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ ہی سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز

عاشوراء عيد من قبلكم فصوموه انتم رواه البزار والديلمي وعن

عند ربه والحاق بدرجات أهل بيته الطاهرين فمن ذكر ذلك اليوم
نصیب ہو اور اہل بیت طاہرین کے درجات میں شامل ہونے پر دلالت کرتا ہے جو شخص اس دن کی

مصابه لا ينبغي أن يشتغل إلا بالاسترجاع امتثالا للأمر وإحرازا لما رتبه
مصیبت کو یاد کرے تو اسکو یہی سزاوار ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تاکہ حکم کی فرمانبرداری ہو اور اللہ نے جو اجر

الله تعالى عليه بقوله أولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة وأولئك هم
ثواب مرتب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہی گروہ ہیں کہ ان پر انکے رب کی صلوات اور رحمت ہے اور یہی گروہ

المهتدون ولا يشتغل ذلك اليوم إلا بذلك ونحوه من عظائم الطاعات كالصوم
راہ یاب ہے اور اس روز وہ کچھ شغل نہ کرے مگر یہی اور اسکے مثل بڑے بڑے طاعات جیسے روزہ

وإياه ثم إياه أن يشتغل ببدع الرفضة ونحوهم من الندب والنياحة والحزن
اور بچو آپ کو اس بات سے کہ رافضیوں وغیرہ کی سی بدعات کرنے لگے گریہ اور نوحہ اور اندوہ

إذ ليس ذلك من أخلاق المؤمنين وإلا لكان يوم وفاته رسول الله صلى الله
کیونکہ یہ مومنین کا طریقہ نہیں ہے اور نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

عليه وسلم أولى بذلك وأحرى أو ببدع الناصبة المتعصبين على أهل البيت أو الجهال
وفات کا دن اس سے سزاوار تر اور لائق تر ہوگا یا خارجیوں کی بدعات جو اہل بیت سے تعصب رکھتے ہیں کرنے لگو یا جاہلوں کی

المقابلين الفاسد بالفاسد والبدعة بالبدعة والشر بالشر من إظهار غاية
جو فاسد کو فاسد سے اور بدعت کو بدعت سے اور بدی کو بدی سے یعنی نہایت درجہ کی

الفرح والسرور واتخاذه عيدا وإظهار الزينة فيه كالخضاب والاكتحال
فرح اور سرور کا ظاہر کرنا اور اس دن کو عید بنانا اور آرائش ظاہر کرنی جیسے خضاب کرنا اور سرمہ لگانا

ولبس جديد الثياب وتوسيع النفقات وطبخ الأطعمة والحبوب الخارجة
اور نئی پوشاک پہننی اور خرچ میں فراخی کرنی اور کھانے دانے خلاف عادت

عن العادات واعتقادهم أن ذلك من السنة والمعتاد والسنة ترك ذلك كله
پکانا اور انکا یہ سمجھنا کہ یہ امور مسنون و معتاد ہیں حالانکہ ان تمام امور کا ترک کرنا مسنون ہے

فإنه لم يرد في ذلك شيء يعتمد عليه ولا أثر يرجع إليه وقد سئل بعض أئمة
کیونکہ اس باب میں کوئی معتمد علیہ روایت نہیں ہے اور نہ کوئی اثر ہے کہ جس کی طرف رجوع کیجیے اور بعض ائمہ حدیث اور

الحديث والفقه عن الكحل والغسل والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجديد وإظهار
فقہ کی بعض ائمہ سے عاشورا کے دن سرمہ لگانے اور نہانے اور مہندی لگانے اور دانے پکانے اور کپڑے نئے پہننے اور

وسید الروم صہیب وسید الفرس سلمان وسید الحبشۃ بلال وسید
اور روم کا سردار صہیب ہے اور فارس کا سردار سلمان ہے اور حبشہ کا سردار بلال ہے اور پہاڑوں کا

الجبال طور سیناء وسید الشجرۃ السدرۃ وسید الاشہر محرم وسید الایام
سردار طور سینا ہے اور درختوں کا سردار سدرہ ہے اور مہینوں کا سردار محرم ہے اور دنوں کا سردار

الجمعۃ وسید الکلام القرآن وسید القرآن البقرۃ وسید البقرۃ آیۃ الکرسی اما ان
جمعہ ہے اور کلام کا سردار قرآن ہے اور قرآن کا سردار سورۃ البقرہ ہے اور سورہ بقرہ کا سردار آیۃ الکرسی ہے سنو

فیہا خمس کلمات فی کل کلمۃ خمسون برکۃ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس
اسمیں پانچ کلمے ہیں ہر ایک کلمہ میں پچاس پچاس برکتیں ہیں اسکو دیلمی نے مسند الفردوس میں نقل کیا ہے

وھو ضعیف قال العبد الضعیف قد ورد فی حدیث اخر من ھذا الباب
اور یہ شخص ضعیف ہے بندہ ضعیف کہتا ہے اور بیشک اسی باب کے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

ان افضل الشھور شھر رمضان وھو ما رواہ الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ
مہینوں میں افضل رمضان ہے اور یہ وہ ہے جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل الملائکۃ
روایت کیا ہے کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمکو کیوں نہ بتادوں کہ فرشتوں میں افضل

جبرئیل وافضل الایام یوم الجمعۃ وافضل الشھور شھر رمضان وافضل
جبرئیل ہے اور دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے اور مہینوں میں افضل ماہ رمضان ہے اور راتوں میں

اللیالی لیلۃ القدر وافضل النساء مریم بنت عمران اللھم الا ان یفرق
افضل لیلۃ القدر ہے اور عورتوں میں افضل مریم عمران کی بیٹی ہے ہاں مگر یہ کہ افضلیت اور

بین الافضلیۃ والسیادۃ فتدبر وباللہ التوفیق قال الشیخ شہاب الدین
سیادت میں کچھ فرق کیا جائے سو اسکو سوچ لے اور توفیق اللہ ہی سے ہے شیخ شہاب الدین

ابن الحجر الھیثمی المصری مفتی بلد اللہ الحرام وشیخ الفقھاء والمحدثین فی
ابن حجر ہیثمی مصری مکہ شریف کے مفتی اور اپنے وقت میں ان کے فقہا اور محدثین کا استاد

اوانہ بذلک المقام فی الصواعق المحرقۃ اعلموا ان ما اصیب بہ الحسین رضی اللہ
صواعق محرقہ میں کہتا ہے دیکھو کہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ پر

تعالی عنہ فی عاشوراء انما ھو الشھادۃ الدالۃ علی مزید حظوتہ ورفعۃ درجتہ
دو روز عاشورہ کو مصیبت واقع ہوا وہ کچھ اور نہ تھی شہادت تھی دلالت کرتی تھی کہ اللہ کے بارگاہ میں ان کا مرتبہ بلند ہو اور درجہ بڑھے

كسائر الاحاديث في فضائله غير الصوم كفضل الصلوة والانفاق

والخضاب والادهان والاكتحال وطبخ الحبوب وغير ذلك كله موضوع ومفترى

وبذلك صرح ابن القيم ايضا فقال حديث الاكتحال والادهان والتطيب يوم

عاشوراء من وضع الكذابين والكلام في حديث يوم عاشوراء بالكحل واما ان

التوسعة فيه لها اصل هو كذلك فقد اخرجه حافظ الاسلام زين العراقي في

اماليه من طريق البيهقي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من وسع على

اهله يوم عاشوراء وسع الله عليه سائر سنته ثم قال عقيبه هذا حديث في

اسناده لين لكنه حسن على رأي ابن حبان وله طرق اخرجه الحافظ ابو الفضل

محمد بن ناصر وفيه زيادة منكرة والظاهر ان كلام البيهقي ان حديث التوسعة

حسن على رأي غير ابن حبان ايضا فانه روي من طرق عن جماعة من الصحابة مرفوعا

ثم قال هذه الاسانيد وان كانت ضعيفة لكن اذا ضم بعضها الى بعض

احدثت قوة وانكار ابن تيمية ان التوسعة لم يرو فيها شيء عن النبي صلى الله عليه وسلم وهم

فاعلمه وقول احمد انه لا يصح اي لذاته لا ينفي كونه حسنا لغيره والحسن

الشهر ويوم عاشوراء فقال لم يرو فيه حديث صحيح عنه صلى الله عليه وسلم

ظاہر کیجئے کہ سوال ہوا - جواب ہے کہ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح مروی نہیں ہے

ولا عن أحد من أصحابه ولا استحبه أحد من أئمة المسلمين لا الأربعة ولا

اور نہ آپ کے کسی اصحاب سے اور نہ مسلمانوں کے چاروں اماموں میں سے کسی نے اسکو پسند کیا اور نہ

من غيرهم ولم يرو في الكتب المعتمدة في ذلك لا صحيح ولا ضعيف وما قيل إن

کسی اور نے اور نہ معتمد کتابوں میں اس باب کے کوئی روایت صحیح یا ضعیف اور یہ جو کہتے ہیں کہ

من اكتحل يوم عاشوراء لم يرمد ذلك العام ومن اغتسل لم يمرض كذلك

جس نے عاشورا کے دن سرمہ لگایا تو اس سال میں آنکھیں نہیں دکھیں گی اور جو کوئی نہایا سال بھر بیمار نہیں ہوگا

ومن وسع على عياله فيه وسع الله عليه سائر سنته وأمثال ذلك مثل فضل

اور جس نے اپنے عیال پر فراخی کی تو اللہ تمام سال اس پر فراخی رکھیگا اور ایسی ہی اور روایتیں جیسے اس دن کی

صلاة فيه وأنه كان فيه توبة آدم واستواء السفينة على الجودي وإنجاء إبراهيم

نماز کی فضیلت اور یہ کہ آدم کی توبہ قبول ہوئی اور جودی پر کشتی جا ٹھہری اور ابراہیم کو آگ سے

من النار وفداء الذبيح بالكبش ورد يوسف على يعقوب عليه السلام فكل

نجات ملی اور ذبیح کا فدیہ ہوا اور یوسف یعقوب علیہ السلام کے پاس پھر کر آئے یہ

ذلك موضوع إلا حديث التوسعة على العيال لكن في سنده من تكلم فيه

سب موضوع ہیں بجز حدیث توسعہ علی العیال کے لیکن اسکے سند میں ہیں جنکے حق میں کلام ہے

فصار هؤلاء لجهلهم يتخذونه موسما وأولئك لرفضهم يتخذونه مأتما

سو اس گروہ نے نادانی سے اس دن کو موسم بنا لیا ہے اور دوسروں نے رفض کے سبب ماتم

وكلاهما مخطئ مخالف للسنة كذا ذكره بعض الحفاظ وقد صرح الحاكم

اور دونوں خطا پر اور سنت کے برخلاف ہیں بعض حفاظ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور حاکم نے صاف بیان کیا ہے

بأن الاكتحال يومه بدعة مع روايته خبر إن من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء

کہ اس دن سرمہ لگانا بدعت ہے باوجودیکہ یہ حدیث روایت کی ہے کہ جس نے روز عاشورا میں سرمہ اثمد کا لگایا

لم ترمد عينه أبدا لكنه قال إنه منكر ومن ثم أورده ابن الجوزي في الموضوعات

اسکی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی پر یہ کہہ دیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور اسی لیے ابن الجوزی اس حدیث کو

من طريق الحاكم وقال بعض الحفاظ ومن بعد ذلك الشهر ونقل المجد اللغوي

حاکم کے طریق سے موضوعات میں لائے ہیں اور بعض حفاظ نے کہا ہے اور اس طرح ... اور مجد لغوی

جابر على شرط مسلم اخرجه ابن عبد البر في الاستذكار من رواية ابي الزبير

جابر سے مسلم کی شرط کے موافق مروی ہے اسکو ابن عبد البر نے استذکار میں بروایت ابی الزبیر کی روایت سے

عنه فهو اصح طرقه ورواه هو والدارقطني في الافراد بسند جيد عن عمر موقوفا

جابر سے جو نقل کیا ہے یہ طریق سب سے صحیح ہے اور اسکو ابن عبد البر اور دارقطنی نے افراد میں بسند جید کے ساتھ حضرت عمر سے موقوفا

عليه والبيهقي في الشعب من جهة محمد بن المنتشر قال كان يقال

علیہ اور بیہقی نے شعب میں محمد بن المنتشر کی جہت سے روایت کیا ہے

كثير المذكرة وتعقبه اعتقاد ابن الجوزي في الموضوعات قول العقيلي

بہت مذاکرہ کیا ہے اسکو ذکر نہیں کیا اور ابن جوزی نے موضوعات میں عقیلی کا قول

ابن شداخ راوي حديث ابن مسعود انه مجهول بقوله بل ذكره ابن حبان في

ابن شداخ ابن مسعود کی حدیث کے راوی کے حق میں کہ وہ مجہول ہے ... بلکہ ابن حبان نے

الثقات والضعفاء انتهى وفي تنزيه الشريعة في الاحاديث الموضوعة للشيخ

ثقات اور ضعفاء میں ذکر کیا ہے انتہی اور شیخ امام حافظ علامہ مدینہ نبوی کے عالم اپنے زمانہ کا ... شیخ علی

الامام الحافظ العلامة عالم المدينة النبوية في زمانه الشيخ علي بن

محمد بن العراق کے تنزیہ الشریعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ میں ہے

ابن العراق حديث من صام تسعة ايام من اول المحرم بنى الله له قبة في الهواء

حدیث جسنے اول محرم میں نو دن روزہ رکھے تو خدا اسکے واسطے ہوا میں ایک قبہ

ميلا في ميل لها اربعة ابواب وابو نعيم عن انس فيه من لا يعرف

الاوقة وحديث من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة بصيامها

وقيامها ومن صام يوم عاشوراء اعطي ثواب عشرة آلاف ملك ومن صام يوم

عاشوراء اعطي ثواب الف حاج ومعتمر ومن صام يوم عاشوراء اعطي ثواب عشرة

آلاف شهيد ومن صام يوم عاشوراء كتب الله له اجر سبع سموات ومن اشبع

لذ يره بحيدته كما بين في علم الحديث انتهى وفي المقاصد الحسنة للشيخ محمد

مغیرہ سے ثبوت کیا کرنا ہے جیسا کہ علم حدیث میں اسکا بیان ہے انتہی اور شیخ محمد سخاوی کے

السخاوي حديث من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم ترمد عينه أبدا رواه

مقاصد میں یہ حدیث ہے جسنے بروز عاشورا اثمد سرمہ ڈالا تو اسکی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی اسکو

الحاكم والبيهقي في الثالث والعشرين في الشعب والديلمي من حديث جويبر عن الضحاك

حاکم اور بیہقی نے شعب کے تئیسویں باب میں روایت کیا ہے اور دیلمی نے جویبر کی حدیث سے ضحاک سے

عن ابن عباس رفعه وقال الحاكم إنه منكر بل موضوع وأورده ابن الجوزي

اور وہ ابن عباس سے مرفوعا روایت کی ہے اور حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث منکر بلکہ موضوع ہے ابن جوزی

في الموضوعات من هذا الوجه ومن حديث أبي هريرة رض بسند فيه أحمد

اسکو اسی وجہ سے موضوعات میں لایا ہے اور ابی ہریرہ کی حدیث کو بسند ضعیف کہ اسمیں احمد

ابن منصور الشونيزي فكأنه أدخل عليه انتهى وحديث من وسع على عياله

ابن منصور شونیزی ہے سو گویا کہ اسکو داخل کر لیا ہے انتہی اور یہ حدیث جسنے اپنے عیال پر

في يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها رواه الطبراني والبيهقي في

عاشورا کے دن فراخی کی اللہ اسپر تمام سال فراخی رکھیگا اسکو طبرانی نے اور بیہقی نے

شعب الإيمان وفضائل الأوقات وأبو الشيخ عن ابن مسعود والأول فقط

شعب الایمان اور فضائل اوقات میں روایت کیا ہے اور ابو الشیخ نے ابن مسعود سے اور صرف دو قول پہلے

عن أبي سعيد والثاني فقط في الشعب عن جابر وأبي هريرة وقال إن أسانيده

ابو سعید سے اور صرف دوسرے شعب میں جابر اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور کہا ان سب کی

كلها ضعيفة ولكن إذا ضم بعضها إلى بعض أفاد قوة بل قال العراقي في أماليه

سندیں ضعیف ہیں پر جب سب کو آپس میں ملا دیں قوت پیدا ہو جاویگی بلکہ عراقی نے اپنی امالی میں کہا ہے کہ

لحديث أبي هريرة طرق صحح بعضها ابن ناصر الحافظ وأورده ابن الجوزي في الموضوعات

ابو ہریرہ کی حدیث کے طریقوں میں سے بعضوں کو حافظ ابن ناصر نے صحیح کہا ہے اور اسکو ابن الجوزی

من طريق سليمان بن أبي عبد الله عنه وقال سليمان مجهول وسليمان

سلیمان بن ابی عبد اللہ کے طریق سے جو ابو ہریرہ سے روایت کرتا ہے موضوعات میں لایا ہے اور یہ کہا ہے کہ سلیمان مجہول ہے اور سلیمان

ذكره ابن حبان في الثقات فالحديث حسن على رأيه وقال وله طريق أخرى عن

اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور یہ حدیث اسکی رائے پر حسن ہے کہتا ہے کہ اسکا اور بھی طریق ہے کہ

شونیز ... بغداد

فيه ادريس مكانا عليا وهو اليوم الذي نجى الله فيه ابراهيم من النار وهو

اس روز ادریس کو بلند مرتبہ دیا اور وہ ایسا دن ہے کہ جس روز اللہ نے ابراہیم کو آگ سے بچا لیا اور وہ

اليوم الذي اخرج فيه نوحا من السفينة وهو اليوم الذي انزل الله فيه التورية

ایسا دن ہے کہ جس روز نوح کو کشتی سے اتارا اور وہ ایسا دن ہے کہ جس روز اللہ نے موسیٰ پر

على موسى وفيه فدى الله اسمعيل من الذبح وهو اليوم الذي اخرج الله يوسف

توریت نازل کی اور اسی روز اللہ نے اسمعیل کے ذبح کا فدیہ کیا اور وہ ایسا دن ہے کہ اللہ نے یوسف کو

من السجن وهو اليوم الذي رد الله على يعقوب بصره وهو اليوم الذي كشف

قیدخانہ سے نکالا اور وہ ایسا دن ہے کہ اللہ نے یعقوب کو بینائی عنایت کر دیا اور وہ ایسا دن ہے کہ اس روز

الله فيه عن ايوب البلاء وهو اليوم الذي اخرج الله فيه يونس من بطن الحوت

اللہ نے ایوب سے بلا دفع کردی اور وہ ایسا دن ہے کہ اس روز اللہ نے یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا

وهو اليوم الذي فلق الله فيه البحر لبني اسرائيل وهو اليوم الذي غفر الله فيه

اور وہ ایسا دن ہے کہ جس روز بنی اسرائیل کے واسطے دریا پھاڑ دیا اور وہ ایسا دن ہے کہ بخش دیا اللہ نے

لمحمد ذنبه ما تقدم وما تأخر وفي هذا اليوم عبر موسى البحر وفي هذا اليوم انزل الله

محمد صلعم کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے اور اسی روز موسیٰ دریا سے اتر گئے اور اسی روز اللہ نے

التوبة على قوم يونس فمن صام هذا اليوم كانت له كفارة اربعين سنة واول يوم

یونس کی قوم پر توبہ اتاری سو جس نے اس دن روزہ رکھا تو چالیس برس کا کفارہ ہو گیا اور پہلا دن

خلق الله من الدنيا يوم عاشوراء واول مطر نزل من السماء يوم عاشوراء

جو اللہ نے دنیا میں پیدا کیا روز عاشورا ہے اور پہلا مینہ کہ آسمان سے اترا روز عاشورا کو

فمن صام يوم عاشوراء فكانما صام الدهر كله وهو صوم الانبياء ومن

سو جس نے عاشورا کے دن روزہ رکھا تو گویا تمام زمانہ کا روزہ رکھا اور یہ پیغمبروں کا روزہ ہے اور جو

احيى ليلة عاشوراء فكانما عبد الله مثل عبادة اهل السموات السبع ومن

شب عاشورا کو جاگتا رہا گویا مشغول اہل آسمانوں کے ساتھ عبادت کی اور جو

صلى اربع ركعات يقرأ في كل ركعة بالحمد لله مرة وخمسين مرة قل هو الله احد

کوئی چار رکعات ادا کریں کہ ہر ایک میں سورہ فاتحہ ایکبار اور قل ہو اللہ احد پچاس بار پڑھے تو

غفر الله له ذنوب خمسين عاما ماضية وخمسين عاما مستقبلة وبنى الله له في

اللہ اس کے پچاس برس گزشتہ کے اور پچاس برس آئندہ کے گناہ بخش دے گا اور بنائے گا

جائعاً في يوم عاشوراء فكأنما أطعم جميع فقراء أمة محمد وأشبع بطونهم

عاشوراء کے دن بھوکے کا پیٹ بھر دیا تو گویا اسنے امت محمدی کے تمام فقیروں کو کھانا کھلایا اور سب کو سیر کر دیا

ومن مسح يده على رأس يتيم رفعت له بكل شعرة على رأسه درجة في

اور جسنے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اسکو ہر ہر بال کے بدلے جو اسکے سر پر ہیں جنت میں بلند

الجنة وخلق الله السموات يوم عاشوراء والأرض كمثله وخلق القلم يوم

درجہ ملیگا اللہ نے عاشوراء کے دن آسمان پیدا کئے اور ویسے ہی زمین اور عاشوراء کے دن قلم پیدا کیا

عاشوراء واللوح كمثله وخلق جبرئيل يوم عاشوراء والملائكة يوم عاشوراء

اور ایسے ہی لوح کو اور عاشوراء کے دن جبرئیل کو پیدا کیا اور عاشوراء ہی کے دن فرشتوں کو اور آدم کو

وخلق آدم يوم عاشوراء وولد إبراهيم يوم عاشوراء ونجاه الله من النار

عاشوراء کے دن پیدا کیا اور ابراہیم عاشوراء کے دن پیدا ہوئے اور اللہ نے عاشوراء کے دن انکو آگ سے بچایا

يوم عاشوراء وفدى إسمعيل يوم عاشوراء وغرق فرعون يوم عاشوراء

اور عاشوراء کے دن اسمعیل کا فدیہ آیا اور عاشوراء کے دن فرعون کو ڈبویا اور عاشوراء کے دن

ورفع إدريس يوم عاشوراء وتاب الله على آدم يوم عاشوراء وغفر ذنب داود

ادریس کو اٹھایا اور عاشوراء کے دن آدم کی توبہ قبول ہوئی اور عاشوراء کے دن داؤد کے گناہ معاف ہوئے

يوم عاشوراء واستوى الرب على العرش يوم عاشوراء ويقوم القيامة يوم

اور عاشوراء کے دن رب عرش پر مستوی ہوا اور عاشوراء ہی کے دن قیامت قائم ہوگی

عاشوراء موضوع ذكره ابن الجوزي عن ابن عباس رضي فيه حبيب بن أبي حبيب

یہ سب موضوع ہیں اسکو ابن جوزی نے بروایت ابن عباس ذکر کیا ہے اور اسمیں حبیب بن ابی حبیب اخل ہے

وهو آفته حديث إن الله فرض على بني إسرائيل صوم يوم في السنة وهو

اور یہی آفت کا پیدا کرنیوالا ہے حدیث کہ اللہ نے بنی اسرائیل پر تمام سال میں ایک دن کا روزہ فرض کیا اور وہ

يوم عاشوراء وهو اليوم العاشر من المحرم فصوموه ووسعوا على أهليكم

عاشوراء کے دن ہے اور وہ دن محرم کی دسویں تاریخ ہے سو تم اس روز روزہ رکھو اور اپنے اہل پر فراخی کرو

فيه فإن من وسع على أهله من ماله يوم عاشوراء وسع الله عليه سائر سنته

کیونکہ جسنے عاشوراء کے دن اپنے اہل پر اپنے مال میں سے فراخی کی تو اللہ اسپر تمام سال فراخی کریگا

فصوموه فإنه اليوم الذي تاب الله فيه على آدم وهو اليوم الذي رفع الله

سو تم اس روز روزہ رکھا کرو کیونکہ وہ ایسا دن ہے کہ اسمیں اللہ نے آدم کی توبہ قبول کی اور یہ وہی دن ہے کہ اللہ نے

رواه ابن سعد والطبراني في الكبير وعن ام الفضل بنت الحارث قالت قال
اسکو ابن سعد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہتی ہیں
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان امتي ستقتل ابني هذا يعني الحسين واتاني
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک قریب ہے کہ میری امت میرے اس فرزند یعنی حسین کو مار ڈالیگی اور مجھکو
بتربة من تربة حمراء رواه ابو داود والحاكم في المستدرك وعن ام سلمة
جبرئیل نے اسکی سرخ مٹی میں سے لا دی ہے اسکو ابوداؤد اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور ام سلمہ سے روایت ہے
قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبرني جبرئيل ان ابني يقتل بارض
کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا فرزند فرات کی سرزمین میں
الفرات فقلت لجبرئيل ارني تربة الارض التي يقتل فيها فجاء بها فهذه تربتها
مارا جاویگا میں نے جبرئیل سے کہا مجھکو اس زمین کی مٹی دکھا جسمیں مارا جاویگا سو وہ لایا سو یہ ہے وہ مٹی
رواه ابن سعد ان ابني هذا يعني الحسين يقتل بارض من ارض العراق يقال
اسکو ابن سعد نے روایت کیا ان ابنی ہذا سے مراد یہ ہے کہ حسین ایک جگہ عراق کی سرزمین میں مارے جاوینگے جسکو کربلا کہتے ہیں
لها كربلا فمن شهد ذلك منكم فلينصره رواه البغوي وابن السكن والباوردي
مارا جاویگا سو تم میں سے جو کوئی اسوقت موجود ہو تو اسکی مدد کرے اسکو بغوی اور ابن السکن اور باوردی
وابن منده وابن عساكر عن انس بن الحارث بن نبيه قال البغوي لا اعلم روى
اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے انس بن حارث بن نبیہ سے روایت کیا ہے بغوی کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ سوا اس حدیث کے
غيره وقال ابن السكن ليس يروى الا من هذا الوجه ولا يعرف لانس غيرها
روایت کیا ہو اور ابن السکن کہتا ہے اسکی کوئی اور وجہ نہیں ہے اور انس کی کوئی اور روایت معلوم نہیں ہوتی
ان جبرئيل اخبرني ان ابني الحسين يقتل وهذه تربة تلك الارض رواه
کہ جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ میرا فرزند حسین مارا جاویگا اور یہ ہے اس زمین کی مٹی سے اسکو
الخليلي في الارشاد عن عائشة وام سلمة ان جبرئيل كان معنا في
خلیلی نے ارشاد میں روایت کیا ہے اور عائشہ اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ جبرئیل گھر میں ہمارے ساتھ تھے
البيت فقال اتحبه فقلت وما في الدنيا انعم فقال ان امتك ستقتله بارض
کہا کیا تم اسکو محبوب رکھتے ہو میں نے کہا دنیا میں تو البتہ پھر کہا بیشک تیری امت جلد اسکو اس
بارض يقال لها كربلا فتناول جبرئيل من تربته فاراه رواه الطبراني في الكبير

الملأ الاعلى الف منبر من نور ومن سقى شربة ماء فكأنما لم يعص الله طرفة

ملاء اعلیٰ میں نور کا منبر بنا دیگا اور جیسے ایک گھونٹ پانی پلا دیا تو گویا کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی

عين ومن اشبع اهل بيت مساكين يوم عاشوراء مر على الصراط كالبرق

اور جیسے عاشوراء کے روز اہل بیت مساکین کا پیٹ بھر دیا تو صراط پر سے مثل چمکتی بجلی کے

الخاطف ومن تصدق بصدقة فكأنما لم يرد سائلا قط ومن اغتسل يوم

گذر جائیگا اور جیسے کچھ خیرات کیا تو گویا اس نے کسی سائل کو کبھی محروم نہیں کیا اور جیسے روز عاشوراء

عاشوراء لم يمرض الا مرض الموت ومن اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عيناه

غسل کیا سوا مرض الموت کے بیمار نہیں ہوگا اور جیسے عاشوراء کے دن سرمہ ڈالا تو تمام سال اسکی

السنة كلها ومن امر يده على رأس يتيم فكأنما بر بيتامى ولد آدم كلهم ومن عاد

آنکھیں نہیں دکھینگی اور جیسے یتیم کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا تو گویا بنی آدم میں سے تمام یتیموں کے ساتھ بھلائی کی اور جیسے

مريضا يوم عاشوراء فكأنما عاد مرضى ولد آدم كلهم ذكره ابن الجوزي في

عاشوراء کے دن بیمار پرسی کی تو گویا بنی آدم کے تمام بیماروں کی عیادت کی اسکو ابن الجوزی نے

الموضوعات وقال رجاله ثقات فالظاهر ان بعض المتأخرين وضعه وركبه على هذا

موضوعات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکے راوی ثقہ ہیں سو ظاہر یہ ہے کہ بعض متاخرین نے وضع کرکے ان

الاسناد انتهى ذكر مقتل سيدنا الامام الشهيد السعيد

اسانید سے ترکیب دیا ہے انتہیٰ ذکر ہمارے سید امام شہید باسعادت

سبط رسول الله صلعم الامام ابي عبد الله الحسين سلام

رسول اللہ صلعم کے فرزند امام ابو عبد اللہ الحسین کے مقتل کا اور

الله عليه وعلى آبائه الكرام عن علي رض قال قال رسول الله صلى

انکے آباء کرام پر اللہ کا سلام علی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ

الله عليه وسلم اخبرني جبريل ان حسينا يقتل بشاطئ الفرات رواه ابن سعد

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو جبریل نے خبر دی ہے کہ حسین فرات کے کنارہ پر مارا جاویگا اسکو ابن سعد نے روایت کی ہے

وعن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابني

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک

الحسين يقتل بعدي بارض الطف وجاءني بهذه التربة واخبرني ان فيها مضجعه

حسین میرا فرزند میرے بعد ... طف کے ... [illegible]

كأني انظر الى كلب ابقع يلغ في دماء اهل بيتي رواه ابن عساكر عن الحسين
گویا میں ابلق کتے کو دیکھتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈال کر پیتا ہے اسکو ابن عساکر نے حسین بن
بن علي يا عائشة الا اعجبك لقد دخل علي ملك آنفاً ما دخل علي قط فقال
علی سے روایت کیا ہے اے عائشہ تعجب کی بات سنو ابھی میرے پاس وہ فرشتہ آیا جو میرے پاس کبھی نہ آیا تھا کہا کہ
ان ابني هذا مقتول وقال ان شئت اريتك تربة يقتل فيها فتناول الملك
میرا یہ فرزند مقتول ہوگا اور کہا اگر تم کہو تو وہ مٹی تمکو دکھلا دوں جہاں وہ مارا جاویگا پھر فرشتہ نے
بيده فاراني تربة حمراء رواه الطبراني في الكبير عن عائشة يزيد لا بارك الله
ہاتھ سے اٹھائی اور مجھکو مٹی سرخ دکھائی اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے عائشہ سے یزید اللہ اسمیں
في يزيد الطعان اللعان اما انه نعي الي حبيبي وسخيلي حسين اتيت بتربته
یزید قاتل اور ملعون میں برکت نہ کرے سنو خبر کہ میرے حبیب اور بچہ حسین کی خبر مرگ مجھکو پہنچی ہے میرے پاس انکی مٹی آئی
ورأيت قاتله اما انه لا يقتل بين ظهراني قوم فلا ينصرونه الا عمهم الله بعقاب
اور میں نے اسکے قاتل کو دیکھ لیا سنو وہ جس قوم کے سامنے مارا جاویگا اور وہ اسکی امداد نہ کرینگے تو اللہ انپر عام عذاب بھیجیگا
رواه ابن عساكر عن ابن عمرو يقتل الحسين على راس ستين سنة من مهاجري
اسکو ابن عساکر نے ابن عمرو سے روایت کیا اور حسین میری ہجرت سے ساٹھ برس کے شروع پر مارا جاویگا
رواه الطبراني في الكبير والخطيب وابن عساكر عن ام سلمة وفيه سعد
اسکو طبرانی نے کبیر میں اور خطیب اور ابن عساکر نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے اور اسمیں سعد
بن طريف متروك وقال ابن حبان يضع الحديث واورده ابن الجوزي في
ابن طریف متروک ہے اور ابن حبان کہتا ہے کہ یہ شخص حدیث کو وضع کیا کرتا تھا اور ابن جوزی نے اسکو
الموضوعات يقتل حسين حين يعلوه القتير رواه الطبراني في الكبير وفيه
موضوعات میں لایا ہے حسین تب قتل ہوگا کہ جب سر میں سفیدی آنے لگیگی اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور اسمیں
سعد بن طريف نعي الي الحسين واتيت بتربته واخبرت بقاتله رواه
سعد بن طریف داخل ہے مجھکو حسین کی خبر مرگ آئی اور انکی مٹی مجھکو ملی اور انکے قاتل کی خبر آگئی اسکو دیلمی نے
الديلمي عن معاذ وفي جامع الاصول من حديث الترمذي عن سلمى امرأة
معاذ سے روایت کیا اور جامع الاصول میں ترمذی کی حدیث سلمی کی روایت سے ہے وہ سلمی ہے
من الانصار قالت دخلت على ام سلمة وهي تبكي فقلت ما يبكيك قالت رأيت
جو انصار میں سے ایک عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میں ام سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا کیوں روتی ہو کہا میں نے دیکھا

عن ام سلمة ان جبرئيل اخبرني ان ابني هذا يقتل وانه اشتد غضب الله على

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ میرا یہ فرزند مارا جاویگا اور حال یہ ہے کہ اللہ کا غضب سخت ہوگا اسپر

من يقتله رواه ابن عساكر عن ام سلمة ان جبرئيل اراني التربة التي يقتل عليها

جو اسکو قتل کریگا اسکو ابن عساکر نے روایت کیا ہے ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جبرئیل نے مجھکو وہ مٹی دکھائی جس پر

الحسين فاشتد غضب الله على من يسفك دمه فيا عائشة والذي نفسي بيده

حسینؓ مارا جاویگا سو غضب الٰہی بہت سخت ہوا اسپر کہ اسکا خون بہاوے گا سو اے عائشہ قسم ہے اسکی جسکے قبضہ میں میری جان ہے

انه ليحزنني فمن هذا من امتي يقتل حسينا بعدي رواه ابن سعد عن عائشة

بیشک یہ حال غمگین کرتا ہے مجھکو سو کون ہے یہ میری امت میں سے جو قتل کریگا حسینؓ کو بعد میرے اسکو ابن سعد نے روایت کیا ہے عائشہ

رضي الله عنها ان جبرئيل اتاني فاخبرني ان ابني يقتله امتي فقلت فارني

رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرئیل میرے پاس آیا اور مجھکو خبر دی کہ میرے فرزند کو میری امت مار ڈالیگی میں نے کہا مجھکو اسکی مٹی تو

تربته فاراني تربة حمراء رواه الطبراني في الكبير عن زينب بنت جحش وحي الله

دکھلائے سو انہوں نے اسکی سرخ مٹی دکھادی اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

تعالى الي اني قتلت بيحيى بن زكريا سبعين الفا واني قاتل بابن ابنتك سبعين الفا

مجھکو وحی بھیجی ہے کہ بیشک یحییٰ بن زکریا کے بدلہ ستر ہزار قتل کئے ہیں اور بیشک میں تیرے فرزند کے بدلے ستر ہزار

وسبعين الفا رواه الحاكم في المستدرك عن ابن عباس قال [illegible] جبرئيل انفا

اور ستر ہزار مارنے والا ہوں اسکو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابھی میرے پاس جبرئیل بیٹھے تھے

فحدثني ان الحسين يقتل بشط الفرات وقال هل لك ان اشمك من تربته قلت

سو کہنے لگا کہ حسینؓ فرات کے کنارہ پر مارا جائیگا اور کہا کہو تو اسکی مٹی تمکو سنگھاؤں میں نے کہا

نعم فمد يده فقبض قبضة من تراب فاعطانيها فلم املك عيني ان فاضتا رواه

ہاں پھر انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور مٹی کی ایک مٹھی بھر لی اور مجھکو دیدی پھر میری آنکھیں قابو میں نہ رہیں رو پڑیں اسکو

احمد وابو يعلى وابن سعد والطبراني في الكبير عن علي رضي الله عنه وعن ابي

احمد اور ابو یعلی اور ابن سعد اور طبرانی نے کبیر میں علی رضی اللہ عنہ سے اور ابو

امامة وعن انس وعن عائشة وروى ابن عساكر عن ام سلمة وعن ام الفضل

امامہ سے اور انسؓ سے اور عائشہؓ سے روایت کیا اور ابن عساکر ام سلمہ سے اور ام الفضل

بنت الحارث زوجة العباس وابن سعد عن عائشة وابو يعلى عن زينب ام المؤمنين

رسول الله صلى الله عليه وسلم نصف النهار أشعث أغبر وبيده قارورة فيها دم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کے وقت دیکھا پراگندہ مو غبار آلودہ آپکے ہاتھ میں شیشہ ہے جس میں خون

فقلت بأبي أنت وأمي يا رسول الله ما هذا قال هذا دم الحسين وأصحابه لم أزل

ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ فدا یہ کیا ہے فرمایا حسین اور انکے یاروں کا خون ہے آج صبح سے

ألتقطه منذ اليوم فأحصي ذلك اليوم فوجد قد قتل يومئذ وأخرج أبو نعيم

ہمیشہ چنتا رہا سو حساب کیا وہ دن یاد رہے سو اسکو اسی دن مقتول پایا اور ابو نعیم نے

في الدلائل عن أم سلمة قالت سمعت الجن تبكي على الحسين وتنوح وأخرج

دلائل میں ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہتی ہے میں نے جنوں کو سنا کہ حسین پر روتے اور نوحہ کرتے تھے اور ثعلب نے

ثعلب في أماليه عن أبي جناب الكلبي قال أتيت كربلاء فقلت لرجل من أشراف العرب

اپنی امالی میں ابی جناب کلبی سے نقل کیا ہے کہتا ہے میں کربلا میں آیا پس میں نے ایک شخص سے پوچھا جو شریف عرب

بها بلغني أنكم تسمعون نوح الجن فقال ما تلقى أحدا إلا أخبرك أنه سمع ذلك قلت

لوگوں میں ہے سنا ہے کہ تم جنوں سے نوحہ سنا کرتے ہو اس نے کہا تو جس سے ملیگا وہی تجھکو یہ خبر دیگا کہ میں نے نوحہ سنا ہے میں نے کہا

فأخبرني ما سمعت أنت قال سمعتهم يقولون مسح الرسول جبينه

مجھے تو تو خبر کیا سنا ہے کہا میں نے جنوں سے یہ سنا ہے کہ کہتے ہیں رسول اللہ نے انکی پیشانی پر ہاتھ پھیرا

فله بريق في الخدود ۔ أبواه من عليا قريش وجده خير الجدود ۔ وأخرج

سو انکے رخسارہ میں روشنی ہے انکے باپ دادے اوپر کے قریش میں اور انکا نانا سب سے بہتر ہے اور ابو یعلی

أبو يعلى بسند ضعيف عن أبي عبيدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

نے بسند ضعیف ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا يزال أمر أمتي قائما بالقسط حتى يكون أول من يثلمه رجل من بني أمية يقال

میری امت کا معاملہ ہمیشہ عدالت کے ساتھ قائم رہیگا یہانتک کہ پہلے پہل ایک شخص بنی امیہ میں کا اسمیں رخنہ ڈالنے والا ہوگا

له يزيد وأخرج الروياني في مسنده عن أبي الدرداء سمعت رسول الله صلى

اسکا نام یزید ہوگا اور رویانی نے اپنی مسند میں ابو الدرداء سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الله عليه وسلم يقول أول من يبدل سنتي رجل من بني أمية يقال له يزيد

سے سنا کہ فرماتے تھے پہلے پہل ایک شخص بنی امیہ میں کا میری سنت کو بدلیگا اسکا نام یزید ہوگا

وقال نوفل بن أبي الفرات كنت عند عمر بن عبد العزيز فذكر رجل

اور نوفل بن ابو الفرات کہتا ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس بیٹھا تھا پس ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا کہ کہا

الاّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام وعلی رأسہ ولحیتہ التراب وھو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور سر اور داڑھی پر گرد پڑی ہوئی تھی اور

یبکی فقلت مالک یا رسول اللہ قال شھدت قتل الحسین آنفا وفیہ من حدیث

روتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکا کیا حال ہے فرمایا ابھی حسینؓ کی قتل میں گیا تھا اور اسی میں

البخاری والترمذی عن انسؓ قال اتی عبید اللہ بن زیاد برأس الحسین فجعل فی

بخاری اور ترمذی کی حدیث انسؓ کی روایت سے ہے کہا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حسینؓ کا سر لائے پھر

طست فجعل ینکت وقال فی حسنہ شیئا قال انسؓ فقلت واللہ انہ کان

طشت میں رکھا اس نے لکڑی سے چھیڑنا شروع کیا اور کچھ انکے حسن کی بات کی انسؓ کہتا ہے میں نے کہا واللہ یہ

اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان مخضوبا بالوسمۃ وفی روایۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ صورت شکل میں ملتا تھا اور وسمہ کا خضاب کیے ہوئے تھے اور ایک روایت میں ہے

قال کنت عند ابن زیاد فجیئ برأس الحسین فجعل یضرب بقضیب فی انفہ ویقول

کہتا ہے میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ حسینؓ کا سر لائے سو اسکی ناک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا

ما رأیت مثل ھذا حسنا فقلت اما انہ کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ

میں نے ایسا صاحب حسن کوئی نہیں دیکھا تب میں نے کہا سنو یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سب سے زیادہ

وسلم اخرج الروایۃ الاولی البخاری والثانیۃ الترمذی وفیہ عن عمارۃ بن عمیر قال

ملتا تھا یہ روایت اول کو بخاری نے اور دوسری کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور اسی میں عمارہ بن عمیر سے روایت ہے کہتا ہے

لما جیئ برأس عبید اللہ بن زیاد واصحابہ فصبت فی المسجد فی الرحبۃ فانتھیت

جب عبید اللہ بن زیاد اور اسکے ہمراہیوں کا سر کاٹ کر لائے تو مسجد میں میدان کا قصد کیا آخر ان تک

الیھم وھم یقولون قد جاءت فاذا حیۃ قد جاءت تخلل الرؤس حتی دخلت فی

چلا گیا اور وہ یہ کہہ رہے تھے وہ آیا ناگاہ ایک سانپ سروں میں گھسے ہوئے آ گیا یہاں تک کہ

منخری عبید اللہ بن زیاد فمکثت ھنیئۃ ثم خرجت فذھبت حتی تغیبت ثم

عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا تھوڑی دیر کے بعد نکل کر چلا گیا یہاں تک کہ غائب ہو گیا پھر وہ

قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذلک مرتین او ثلثا اخرجہ الترمذی وفی

کہنے لگے وہ آیا وہ آیا پھر اس سانپ نے دو بار یا تین بار ایسا ہی کیا یہ ترمذی نے نقل کیا ہے اور

تاریخ الخلفاء للسیوطی واخرج البیھقی فی الدلائل عن ابن عباسؓ قال رأیت

سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں ہے اور بیہقی نے دلائل میں نقل کیا ہے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہتا ہے میں نے

له نکت بالفتح چوب و جز آن زدن کا دیدن ۱۲ منتخب

له وہ بگی گی سے استکبرہ آن دسے زار نگ کرتے ہیں ۱۲ مجمع بحار

له منخر بکسر میم و خا اندرون بینی و منخر بکسر میم و فتح خا ۱۲ صراح

له صحاح عربی ۱۲ ص

وعمر رضي الله عنهما فقام عبد الرحمن بن ابي بكر الصديق فقال بل
اور عمر رضی اللہ عنہما کے خلیفہ کر دیئے تب عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق کھڑے ہوئے اور کہا بلکہ

سنة كسرى وقيصر ان ابا بكر وعمر لم يجعلاها في اولادهما ولا في احد
بطور کسری اور قیصر کے بیشک ابو بکر اور عمر نے خلافت کو اپنی اولاد میں نہ رکھا تھا اور نہ

من اهل بيتهما ثم حج معاوية سنة احدى وخمسين واراد البيعة لابنه فبعث
اپنے اہل بیت میں سے کسی کے لیئے پھر معاویہ نے سن اکیاون میں حج کیا اور اپنے بیٹے کے واسطے بیعت لینی چاہی

الى ابن عمر فتشهد فقال اما بعد يا ابن عمر انك تحدثني انك لا تحب ان تبيت
سو ابن عمر کو بلوایا وہ آئے اور معاویہ نے کہا پھر حمد کے بعد اے ابن عمر تو مجھ سے کہتا تھا کہ تجھکو یہ بات پسند نہیں ہے کہ کسی

ليلة سوداء وليس عليك فيها امير واني احذرك ان تشق عصا المسلمين
شب تاریک میں رہے اس حال میں کہ تیرے اوپر امیر نہ ہو اور میں ڈراتا ہوں تجھ کو اس سے کہ تو مسلمانوں کی لاٹھی کو توڑے یا

او تسعى في فساد ذات بينهم فحمد ابن عمر الله واثنى عليه ثم قال اما بعد
ان میں فساد ڈالنے میں سعی کرے پھر ابن عمر نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا اسکے بعد

فانك قد كانت قبلك خلفاء لهم ابناء ليس ابنك بخير من ابنائهم فلم
بیشک تو جانتا ہے کہ تجھ سے پہلے خلفا گزرے ہیں انکے بھی بیٹے تھے اور تیرا بیٹا ان کے بیٹوں سے بہتر نہیں ہے پھر

يروا في ابنائهم ما رأيت في ابنك ولكنهم اختاروا للمسلمين حيث علموا
انہوں نے اپنے بیٹوں کے واسطے ایسا تجویز نہیں کیا جو تو اپنے بیٹے کے واسطے تجویز کرتا ہے لیکن انہوں نے مسلمانوں کو اختیار دیا

وانك تحذرني ان اشق عصا المسلمين ولم اكن لافعل انما انا رجل
جہاں جانا بہتر سمجھا اور تو مجھ کو ڈراتا ہے کہ مسلمانوں کی لاٹھی توڑوں اور میں ایسا نہ کرونگا میں تو ایک

من المسلمين فاذا اجتمعوا على امر فانما انا رجل منهم فقال يرحمك الله
مسلمانوں میں سے ہوں جب کسی بات پر اتفاق کرینگے تو میں بھی انہیں کا ایک شخص ہوں [illegible] کہا خدا تجھ پر رحمت کرے

فخرج ابن عمر ثم ارسل الى ابن ابي بكر فتشهد ثم اخذ في الكلام فقطع عليه
پھر ابن عمر چلے گئے پھر اسنے ابن ابی بکر کو بلوا بھیجا پھر انہوں نے کہنا شروع کیا اور ابن ابی بکر نے منقطع کی کلام

كلامه وقال انك والله لوددت انا وكلناك في امر ابنك الى الله وانا والله لا نفعل
اسکی اور کہا بیشک تو اللہ کی قسم یہ چاہتا ہے کہ تیرے بیٹے کے باب میں ہم تجھکو اللہ کے سپرد کر دیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں کرینگے

والله لتردن هذا الامر شورى بين المسلمين او لنعيدنها عليك جذعة ثم
اللہ کی قسم ہم اس کام کو مسلمانوں کے مشورت میں صاف کرینگے اور ہم اسکو تیرے اوپر [illegible]

يزيد فقال امير المؤمنين يزيد بن معاوية فقال يقول امير المومنين وامر به

امیر المومنین یزید بن معاویہ عمر بن عبد العزیز نے کہا تو اسکو امیر المومنین کہتا ہے اور حکم دیا

فضرب به عشرين سوطا انتهى استطراد بذكر مصالحة

اسکے تعزیر کا بیس درہ مارین انتہی ذکر مین ذکر ہمارے سید امام

سيدنا الامام حسن بن علي معاوية بن ابي سفيان

حسن بن علی رض کی مصالحت کا معاویہ بن ابی سفیان سے

اعلموا في سنة احدى واربعين خرج معاوية على الامام السيد الحسن بن

یاد رکھو کہ سن اکتالیس مین معاویہ نے امام سید حسن بن

علي رضي الله عنهما فنزل له الحسن عن الخلافة فسمي هذا العام عام الجماعة

علی رضی اللہ عنہما پر خروج کیا سو آپکے لئے حسن رض خلافت سے آپ اتر گئے تب اس سال کا نام عام الجماعہ ہو گیا

لاجتماع الامة فيه على خليفة واحدة وفيه ولى معاوية مروان بن الحكم

کیونکہ اس سال مین امت نے ایک خلیفہ پر اجماع کیا اور اسی سال مین معاویہ نے مروان بن الحکم کو

المدينة وفي سنة ثلاث واربعين فتح الرخج وغيرها من بلاد سجستان

مدینہ پر والی کر دیا اور سن تینتالیس مین رخج وغیرہ سجستان کے بلاد

وودان من بلاد السودان وفيها استلحق معاوية زياد بن ابيه وهي اول

اور فتح ہوئے حبشیون کے شہر فتح کئے اور اسی سال مین معاویہ نے زیاد کو اپنے باپ کا بیٹا کر لیا وہ پہلا

قضية غير فيها حكم النبي صلى الله عليه وسلم في الاسلام ذكره الثعلبي وغيره

قضیہ ہے جسمین اسلام کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بدل ڈالا اسکو ثعلبی وغیرہ نے ذکر کیا ہے

وفي سنة خمسين دعا معاوية اهل الشام الى البيعة بولاية العهد من

اور سن پچاس مین معاویہ نے شام کے لوگون کو اپنے بیٹے یزید کے ولیعہدی کی بیعت پر اپنے بعد طلب کیا

بعده لابنه يزيد فبايعوه وهو اول من عهد بالخلافة لابنه واول من عهد بها

سو انہون نے بیعت کر لی اور معاویہ اول ہے جنہون نے اپنے بیٹے کو ولیعہد کیا اور اول جنہون نے اپنی صحت کی حالت

في صحته ثم انه كتب الى مروان بالمدينة ان ياخذ البيعة له فخطب مروان

ولیعہد کیا پھر معاویہ نے مروان کو مدینہ مین لکھ بھیجا کہ اسکے لئے بیعت لیوے سو مروان نے یہ خطبہ پڑھا

فقال ان امير المومنين راى ان يستخلف عليكم ولده يزيد على سنة ابي بكر

فلحق بالشام قال الحسن البصري أفسد أمر الناس اثنان عمرو بن العاص
شام کو روانہ ہوا حسن بصری کہتے ہیں کہ لوگوں کا معاملہ دو شخص نے خراب کیا ایک عمرو بن العاص نے

يوم أشار على معاوية برفع المصاحف فحملت وقال ابن القراء فحكم الخوارج
جس روز معاویہ کو قرآن اٹھانیکی صلاح دی سو وہ اٹھائے گئے اور [illegible] کہتا ہے پھر خارجیوں کو حکم کر دیا

ولا يزال هذا التحكيم إلى يوم القيامة والمغيرة بن شعبة فإنه كان عامل
اور یہ حکومت قیامت تک باقی رہیگی دوسرے مغیرہ بن شعبہ کیونکہ یہ معاویہ کی طرف سے

معاوية على الكوفة فكتب إليه معاوية إذا قرأت كتابي فأقبل معزولا
کوفہ پر عامل تھا پس معاویہ نے اسکو لکھا کہ جس وقت خط کو پڑھے تو ہی معزول ہو کر چلا آ

فأبطأ عنه فلما ورد عليه قال ما أبطأ بك قال أمر كنت أوطئه وأهيئه قال
سو مغیرہ نے دیر لگائی جب معاویہ کے پاس آیا معاویہ نے پوچھا تجھکو کیوں دیر لگی کہا ایک بات تھی کہ اسکی تیاری کرنا تھا پوچھا

وما هو قال البيعة ليزيد من بعدك قال أو فعلت قال نعم قال ارجع إلى
وہ کیا بات ہے کہا تیرے بعد یزید کی بیعت کہا کیا تو نے کر لی کہا ہاں کہا جا اپنی

عملك فلما خرج قال له أصحابه ما وراءك قال وضعت رجل معاوية في
نوکری پر چلا جا جب وہ نکلا تو اس سے اسکے یاروں نے کہا کیا پیش آیا کہا میں نے معاویہ کا پاؤں گمراہی کی

غرز غي لا يزال فيه إلى يوم القيامة وقال ابن سيرين وفد عمرو بن حزم على
رکاب میں رکھ دیا ہے قیامت تک اسی میں رہیگا اور ابن سیرین کہتا ہے کہ عمرو بن حزم رسالت میں

معاوية فقال له أذكرك الله في أمة محمد بمن تستخلف عليها فقال نصحت وقلت
معاویہ کے پاس آیا کہا امت محمدی کے حق میں [illegible] تو کس کو خلیفہ بناتا ہے جواب دیا تو نے نصیحت کی [illegible]

برأيك وإنه لم يبق إلا ابني وأبناؤهم وابني أحق وقال عطية بن قيس خطب
[illegible] اور عطیہ بن قیس کہتا ہے کہ معاویہ نے

معاوية فقال اللهم إن كنت إنما عهدت ليزيد لما رأيت من فضله فبلغه
خطبہ پڑھا کہا یا الٰہی اگر میں نے یزید کو اسکی فضیلت دیکھکر ولیعہد کیا ہے تو اسکو [illegible]

ما أملت وأعنه وإن كنت إنما حملني حب الوالد لولده وأنه ليس لما
جو میں نے چاہا ہے اور اسکی اعانت کر اور اگر مجھکو محبت پدری نے جو اولاد کے ساتھ ہوتی ہے آمادہ کیا ہے اور وہ

صنعت به أهلا فاقبضه قبل أن يبلغ ذلك وولد يزيد لسنة [illegible]
[illegible]

ثم مضى فقال معاوية اللهم اكفنيه بما شئت ثم قال على رسلك ايها الرجل

پھر چلے گئے معاویہ نے کہا الٰہی مجھکو اسکے شر سے جسطرح تو چاہے بچا پھر کہا اے شخص

لا تشرفن على اهل الشام فاني اخاف ان يسبقوني بنفسك حتى اخبر العشية

اہل شام کے پاس ابھی نہ جا مجھکو یہ خوف ہے کہ وہ میری طرف تیری جان پر سبقت کرینگے جب تک میں شام کو نہ کہہ دوں ظاہر جا

انك قد بايعت ثم اركن بعد ذلك على ما بدا لك من امرك ثم ارسل الى ابن الزبير

کہ تو نے بیعت کر لی ہو پھر تو اسکے بعد جو تیرے دل میں آئے سو کرنا پھر ابن زبیرؓ کو بلوایا

فقال يا ابن الزبير انما انت ثعلب رواغ كلما خرج من جحر دخل جحرا آخر وانك عمدت

اور کہا اے ابن زبیر تو تو صرف مکار لومڑی ہے جب ایک بل میں سے نکلتی ہے دوسرے بل میں گھس جاتی ہے

الى هذين الرجلين فنفخت في مناخرهما وحملتهما على غير رأيهما فقال ابن الزبير

اور بیشک تو ان دونو شخصوں سے ملا پھر تو نے انکو نتھنوں میں پھونکا اور ان دونوں کو برخلاف رائے کر دیا یعنی بہکا دیا ابن زبیر نے کہا

ان كنت قد مللت الامارة فاعتزلها وهلم ابنك فلنبايعه أرأيت اذا بايعنا

اگر تو امارت کا مالک ہے تو اس سے معزول ہو کر الگ ہو جا اور اپنے بیٹے کو حاضر کر ہم اس سے بیعت کرینگے کیا تو نے دیکھا اگر ہم تیرے ساتھ

ابنك معك لايكما نسمع ونطيع ولا تجتمع البيعة لكما ابدا ثم راح وصعد معاوية

تیرے بیٹے کی بھی بیعت کی تو پھر کسکی سنیں اور اطاعت کریں تم دونوں کی بیعت کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتی پھر چلا گیا اور معاویہ

المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال انا وجدنا احاديث الناس ذات عوار زعموا

منبر پر چڑھا اور خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا ہمنے لوگوں کی باتیں عیب وار پائیں لوگ کہتے ہیں کہ

ان ابن عمر وابن ابي بكر وابن الزبير لن يبايعوا يزيد وقد سمعوا واطاعوا

ابن عمرؓ اور ابن ابی بکرؓ اور ابن زبیرؓ یزید کی بیعت ہرگز نہیں کرینگے حالانکہ انہوں نے سنا اور مان لیا

وبايعوا له فقال اهل الشام والله لا نرضى حتى يبايعوا له على رؤوس الاشهاد

اور اس سے بیعت کر لی شام کے لوگوں نے کہا اللہ کی قسم ہم کبھی نہ مانینگے جب تک وہ سب کے سامنے بیعت نہ کریں

والا ضربنا اعناقهم فقال سبحان الله ما اسرع الناس الى قريش بالشر لا اسمع

ورنہ ہم انکا سر کاٹ ڈالینگے معاویہ نے کہا سبحان اللہ لوگ قریش سے کیا جلد برائی کرنیکو تیار ہیں آج سے آئندہ کوئی میں کسی

هذه المقالة من احد منكم بعد اليوم ثم نزل فقال الناس بايع ابن عمر وابن

یہ بات کبھی نہ سنوں پھر معاویہ منبر سے اتر آیا پھر لوگوں نے چرچا کیا کہ ابن عمرؓ اور ابن

ابي بكر وابن الزبير وهم يقولون لا والله فيقول الناس بلى وارتحل معاوية

ابی بکرؓ اور ابن زبیرؓ نے بیعت کی اور وہ کہتے تھے نہیں واللہ اور لوگ کہتے تھے ہاں اور معاویہ

ابنائك ونسائك وبناتك كما قتل عثمان رضـ فلم يقبل منه فبكى ابن عباس رضـ وقال اقررت

[illegible]

عين ابن الزبير ولما راى ابن عباس عبد الله بن الزبير قال له قد اتى ما احببت [illegible]

[illegible]

يخرج ويتركك والحجاز [illegible]

[illegible]

وتقرى [illegible]

[illegible]

الحسين [illegible]

[illegible]

ذى الحجة [illegible]

[illegible]

بالعراق وعبيد الله بن زياد [illegible]

[illegible]

بن سعد بن ابى وقاص [illegible] الكوفة [illegible]

[illegible]

[illegible] السلام [illegible]

[illegible]

[illegible] برأسه [illegible]

[illegible]

لعن الله قاتله وابن زياد معه ويزيد [illegible]

[illegible]

[illegible] فانا لله وانا اليه راجعون [illegible]

[illegible]

[illegible] ولما قتل الحسين مكثت الدنيا سبعة ايام والشمس [illegible]

[illegible]

اشهر او ست وعشرین وجعله ابوه ولی عهده واکره الناس علی ذلک کما
پچیسویں یا چھبیسویں میں پیدا ہوا اور اسکے باپ نے اسکو ولیعہد بنا دیا اور اس بات میں لوگوں کو رنج پہونچا جیسا کہ

تقدم فلما مات معاویة وذلک فی رجب سنة ستین بایع اهل الشام
اوپر گزرا جب معاویہ نے وفات کی اور یہ ماہ رجب سن ساٹھ ہجری میں ہوا تو شام کے لوگوں نے یزید سے بیعت کرلی

ثم بعث الی اهل المدینة من یاخذ له البیعة فابی الحسین وابن الزبیر ان
پھر مدینہ والوں کے پاس ایسا آدمی بھیجا کہ اسکے لئے بیعت لے لی سو حسین اور ابن زبیر نے بیعت سے

یبایعا وخرجا من لیلتهما الی مکة فاما ابن الزبیر فلم یبایع ولا دعا الی
انکار کیا اور اسی رات مکہ کو چلے گئے پھر ابن زبیر نے تو نہ بیعت کی اور نہ اپنے واسطے کسی کو

نفسه واما الامام حسین فکان اهل الکوفة یکتبون الیه یدعونه الی
بلایا اور امام حسین کو اہل کوفہ پہلے سے لکھتے تھے معاویہ کے زمانہ میں اُن پر

الخروج الیهم زمن معاویة وهو یابی فلما بویع یزید اقام علی ما هو مهموما
خروج کے لئے بلاتے تھے اور یہ انکار کرتے تھے جب یزید کی بیعت ہوگئی تو اسی بات پر متردد رہے

یجمع الاقامة مرة ویرید المسیر الیهم اخری فاشار الیه ابن الزبیر بالخروج
کبھی اقامت ٹھہراتے تھے کبھی انکی طرف جانے کا ارادہ کرتے تھے سو ابن زبیر نے روانگی کا مشورہ دیا

وکان ابن عباس یقول له لا تفعل وقال له ابن عمر لا تخرج فان رسول الله
اور ابن عباس انسے کہا کرتے تھے کہ ایسا نہ کرنا اور ابن عمر نے کہا مت جانا کیونکہ رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم خیره الله بین الدنیا والآخرة فاختار الآخرة وانک بضعة
صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے دنیا اور آخرت کا اختیار دیا تھا سو رسول خدا صلعم نے آخرت کو پسند کیا اور تم انکے جگر گوشہ ہو

منه ولا تنالها یعنی الدنیا فاعتنقه وبکی وودعه فکان ابن عمر یقول غلبنا
تم دنیا نہیں لوگے پھر انکو گلے لگا کر رو دیا اور انکو رخصت کیا اور ابن عمر کہا کرتے تھے خروج کے بارہ میں

حسین بالخروج ولعمری لقد رای فی ابیه واخیه عبرة وکلمه فی ذلک
حسین ہم پر غالب آگئے اور قسم اپنی عمر کی بیشک اپنے باپ اور بھائی سے عبرت دیکھی ہے اور اس میں

ایضا جابر بن عبد الله وابو سعید وابو واقد اللیثی وغیرهم فلم یطع احدا
انسے جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید اور ابو واقد لیثی وغیرہ نے بھی گفتگو کی پر کسی کا کہا نہ مانا

وصمم علی المسیر الی العراق فقال له ابن عباس والله انی لاظنک تقتل بین

المدينة خرجوا عليه وخلعوه فارسل جيشا كثيفا وامرهم بقتالهم ثم المسير الى مكة
مدینہ نے پھر خروج کیا اور بیعت سے مرتفع کیا پس ایک لشکر گران روانہ کیا اور انکو حکم کیا ان کے قتال کا پھر مکہ پر یورش کا

بقتال ابن الزبير فجاؤا وكانت وقعة الحرة على باب طيبة وما ادراك ما وقعة
ابن زبیر کے جنگ کے لیے اس لشکر یا سو وہ آئے اور جنگ حرہ باب طیبہ پر واقع ہوئی اور تو کیا جانے کہ جنگ حرہ کیا تھی

الحرة وقعة لا يسمع القلب ذكرها ولا يحتمل السامعة اسماعها ذكرها الحسن مرة فقال
یہ وہ جنگ ہے جسکے بیان کا دل میں اندازا نہیں ہے اور نہ کانوں کو اسکے سننے کی برداشت ہے حسن نے ایک بار ذکر کیا پھر کہا

والله ما كان ينجو منهم احد وقتل فيها خلق من الصحابة وغيرهم ونهبت المدينة
واللہ کہ ان میں سے کوئی نہ بچا صحابہ وغیرہ میں سے بڑی خلقت ماری گئی اور مدینہ لوٹا گیا

وافتض فيها الف عذراء فانا لله وانا اليه راجعون قال النبي صلى الله عليه وسلم من
اور ہزار باکرہ لڑکیوں سے زنا واقع ہوا پس انا للہ وانا الیہ راجعون نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص

اخاف المدينة اخافه الله وكانت عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين رواه
مدینہ کو ڈرائیگا خدا اسکو ڈرائیگا اور اس پر خدا کی اور تمام فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہوگی اسکو مسلم نے

مسلم وكان سبب خلع اهل المدينة له ان يزيد اسرف في المعاصي واخرج الواقدي
روایت کیا ہے اور مدینہ والوں نے جو خلع بیعت کیا اسکا یہ سبب تھا کہ یزید نے گناہ حد کو پہنچا دیئے اور واقدی نے کئی طریق سے

من طرق ان عبد الله بن حنظلة الغسيل قال والله ما خرجنا على يزيد حتى
نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل نے کہا ہے کہ اللہ کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہیں کیا یہاں تک کہ

خفنا ان نرمى بالحجارة من السماء انه رجل ينكح امهات الاولاد والبنات والاخوات
ہمکو یہ خوف ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسینگے بیشک یہ بدبخت شخص امہات الاولاد اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے لگا

ويشرب الخمر ويدع الصلوة قال الذهبي ولما فعل يزيد باهل المدينة ما فعل
اور شراب پینی شروع کی اور نماز چھوڑ دی ذہبی کہتا ہے اور جب یزید مدینہ والوں سے جو کیا سو کر دیا باوجودیکہ

مع شرب الخمر واتيانه المنكرات اشتد عليه الناس وخرج عليه غير واحد ولم
شراب پیتا تھا اور منکرات کو عمل میں لاتا تھا تو پھر لوگوں نے سختی کی اور بیعت لوگوں نے خروج کیا خدا نے اسکی

يبارك الله في عمره وسار جيش الحرة الى مكة لقتال ابن الزبير فمات امير الجيش
عمر میں برکت نہ دی اور جنگ حرہ کا لشکر ابن زبیر کے قتال کے لیے مکہ کو چلا تو لشکر کا سردار مرگیا

فاستخلفوا عليهم اميرا واتوا مكة فحاصروا ابن الزبير وقاتلوه ورموه بالمنجنيق
[illegible]

المعصفرة والكواكب يضرب بعضها بعضا وكان قتله يوم عاشوراء وكسفت الشمس ذلك

چادریں ہیں اور ستارے ایک دوسرے پر ٹکرا رہے تھے اور انکا قتل روز عاشورا کو ہوا اور اسی دن سورج کو گہن لگا

اليوم واحمرت آفاق السماء ستة أشهر بعد قتله ثم لا زالت الحمرة ترى فيها بعد ذلك

اور انکے قتل کے بعد چھ مہینے تک آسمان کے کنارے سرخ رہے پھر اس وقت سے ہمیشہ سرخی دکھائی دیتی ہے

اليوم ولم تكن ترى فيها قبله وقيل إنه لم يقلب حجر ببيت المقدس يومئذ إلا وجد

اس سے پہلے کبھی نظر نہیں آتی تھی اور کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں اس روز جس پتھر کو اٹھاتے تھے نیچے

تحته دم عبيط وصار الورس الذي في عسكرهم رمادا ونحروا ناقة في عسكرهم

تازہ تازہ خون پایا گیا اور انکے لشکر میں جسقدر کیسر تھی سب جلکر راکھ ہو گئی اور انہوں نے اپنے لشکر میں اونٹنی ذبح کی

فكانوا يرون في لحمها النيران وطبخوها فصارت مثل العلقم وتكلم رجل في الحسين

پس انکو اسکے گوشت میں آگ نظر آتی تھی اور پکایا تو اندرائن کی مثال کڑوی ہو گئی اور کسی شخص نے حسین رض کے حق میں کچھ

بكلمة فرماه الله بكوكب من السماء فطمس بصره قال الثعلبي دون الرواة من غير

کلمہ کہا تھا سو خدا تعالی نے آسمان پر سے اسکے ایک انگارا ایسا مارا کہ اسکو اندھا کر دیا ثعلبی کہتا ہے بہت سے راویوں نے اور طریق سے بھی روایت

وجه عن عبد الملك بن عمير الليثي قال رأيت في هذا القصر وأشار إلى قصر الإمارة

کیا ہے عبد الملک بن عمیر لیثی سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے اس محل میں اور کوفہ کی جو محل ہے کہ ان کی طرف اشارہ کیا

بالكوفة رأس الحسين بن علي رضي الله عنهما بين يدي عبيد الله بن زياد على ترس

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے ڈھال پر رکھا دیکھا

ثم رأيت رأس عبيد الله بن زياد بين يدي المختار بن أبي عبيد ثم رأيت رأس المختار

پھر میں نے عبید اللہ بن زیاد کا سر مختار بن ابی عبید کے سامنے دیکھا پھر میں نے مختار کا سر

بين يدي مصعب بن الزبير ثم رأيت رأس مصعب بين يدي عبد الملك فحدثت

مصعب بن زبیر کے سامنے دیکھا پھر میں نے مصعب کا سر عبد الملک کے سامنے دیکھا پھر میں نے

بهذا الحديث عبد الملك فتطير منه وفارق مكانه ولما قتل الحسين رض وبنو أبيه

یہ بات عبد الملک سے بیان کی سو عبد الملک نے اس سے شگون بد لیا اور اس مکان کو چھوڑ دیا اور جب حسین رض اور انکے بھائی بند قتل ہوئے

بعث ابن زياد برؤوسهم إلى يزيد فسر بقتلهم أولا ثم ندم لما مقته المسلمون على

ابن زیاد نے انکے سر یزید کے پاس بھیجے پہلے تو انکے قتل سے خوش ہوا پھر جب مسلمان اس امر پر اس کے دشمن ہو گئے

ذلك وأبغضه الناس وحق لهم أن يبغضوه وفي سنة ثلث وستين بلغه أن أهل

اور لوگوں نے اسکو بغض رکھا تو پشیمان ہوا اور انکا بغض رکھنا حق تھا اور سنہ تریسٹھ میں یزید کو یہ خبر پہنچی کہ اہل

لا عدوى ولا هام ولا صفر ولا يحل الممرض على المصح وليحل المصح حيث شاء قالوا يا رسول الله

عدوی ہے اور نہ ہام اور نہ صفر اور بیمار اونٹوں والا اچھے اونٹوں والے کے پاس نہ آئے اور اچھے اونٹوں والا جہاں چاہے اترے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم وما ذلك قال النبي انه اذى اخرجه مالك في الموطا احاديث الجامع الكبير

صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہے فرمایا یہ ایذا دیتی ہے اسکو مالک نے موطا میں نقل کیا ہے جامع کبیر کے حدیثیں

عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر وفر من المجذوم كما تفر من الاسد رواه احمد في

نہیں لگتا ہے اور نہ الو کی نحوست اور نہ صفر اور کوڑھی سے بھاگ جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے اسکو احمد نے اپنی

مسنده والبخاري عن ابي هريرة لا يعدي شيء شيئا فمن اجرب الاول لا عدوى ولا

مسند میں اور بخاری نے نقل کیا ہے ابو ہریرہ سے روایت ہے کوئی چیز دوسری چیز کو بیماری نہیں لگاتی پھر پہلے کو کس نے خارشی کیا نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ

صفر خلق الله كل نفس فكتب حياتها ورزقها ومصائبها رواه احمد في مسنده

صفر اللہ نے ہر جان کو پیدا کیا پھر اسکی زندگی اور روزی اور مصیبتیں لکھ دیں اسکو احمد نے اپنی مسند میں

والترمذي عن ابن مسعود لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر ولا غول رواه

ترمذی نے روایت کیا ہے ابن مسعود سے روایت ہے نہ بیماری کا لگنا ہے نہ بدشگونی اور نہ الو کی نحوست اور نہ صفر اور نہ غول ہے اسکو

مسلم عن جابر لا عدوى ولا صفر ولا هامة رواه احمد والبيهقي وابو داود عن

مسلم نے روایت کیا ہے جابر سے روایت ہے نہ بیماری کا لگنا ہے نہ صفر اور نہ الو کی نحوست ہے اسکو احمد اور بیہقی اور ابو داود نے

ابي هريرة ورواه احمد ومسلم عن السائب بن يزيد لا صفر ولا هامة ولا يعدي سقيم

ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور احمد اور مسلم نے سائب بن یزید سے روایت کیا ہے نہ صفر ہے اور نہ الو کی نحوست اور کوئی بیمار تندرست کو بیمار نہ

صحيحا رواه القاضي محمد بن عبد الباقي الانصاري في جزء من حديث عن انس

لگا دیتا اسکو قاضی محمد بن عبد الباقی انصاری نے اپنی احادیث کے ٹکڑے میں انس سے روایت کیا ہے

لا صفر ولا هامة ولا عدوى ولا يتم شهران ستين يوما ومن خفر بذمة الله

نہ صفر ہے اور نہ الو کی نحوست اور نہ بیماری کا لگنا اور دو مہینے پورے ساٹھ دن کے نہیں ہوتے اور جس نے اللہ کے ذمہ کو

لم يرح رائحة الجنة رواه الطبراني في المعجم الكبير وابن عساكر عن عبد الرحمن بن

توڑا وہ جنت کی بو نہ سونگھے گا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عساکر نے عبد الرحمن بن

عبسة المزني ورواه الطبراني عن ابي امامة انه قال لا عدوى ولا صفر ولا هام ولا يتم

عبسہ مزنی سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا ہے نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ صفر اور نہ الو کی نحوست ہے اور نہ

شهران ستين يوما ومن خفر بذمة الله لم يرح رائحة الجنة لا عدوى ولا هامة ولا

دو مہینے پورے ساٹھ دن کے ہوتے ہیں اور جس نے اللہ کے ذمہ کو توڑا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ الو کی نحوست اور نہ

ذلك في صفر سنة اربع وستين واحترقت من شرارة من نيرانهم استار

اور بگزشت ماہ صفر سنہ [illegible] میں گھیرا اور ان کی آگ کے شعلوں سے کعبہ شریف کے پردے

الكعبة وسقفها وقرنا الكبش الذي فدي به اسمعيل وكانا في السقف واهلك

اور چھت جل گئی اور اس مینڈھے کے دونوں سینگ جو اسمٰعیل کا فدیہ ہوا تھا کہ وہ چھت ہی میں تھے اور خدا نے

الله يزيد في نصف ربيع الاول من هذا العام فجاء الخبر بوفاته

یزید کو اسی سال ربیع الاول کے نصف میں ہلاک کیا سو آپ کے مرنے کی خبر آگئی

شهر صفر

ماہ صفر

اعلم انه قد وقع في شهر صفر النهي عن التطير به فالاحاديث كثيرة بطرق متعددة

جاننا چاہیے کہ [illegible] صفر [illegible] بدشگونی [illegible] سو حدیثیں بہت [illegible] طرح پر آئی ہیں

فنذكر اولا الاحاديث الواردة فيه ثم نبين المراد به نقلا عن اقوال العلماء الاعلام

سو ہم پہلے وہ حدیثیں بیان کرتے ہیں [illegible] پھر اس سے جو مراد ہے علما کے اقوال سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں

فمن جملة الاحاديث عن جابر رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه

[illegible] جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتا ہے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

وسلم يقول لا عدوى ولا صفر ولا غول اخرجه مسلم وعن ابي هريرة قال ان

[illegible] بیماری کا لگنا [illegible] مسلم نے نقل کیا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] کہتا ہے کہ

النبي صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى ولا صفر ولا غول اخرجه مسلم وفي رواية عن ابي هريرة

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ نحوست [illegible] مسلم نے نقل کیا [illegible] ابوہریرہ [illegible]

قال لا عدوى ولا صفر ولا هامة فقال اعرابي يا رسول الله فما بال الابل تكون في الرمل كانها

[illegible] ایک گنوار نے عرض کیا یا رسول اللہ [illegible]

الظباء فيأتي البعير الاجرب فيدخل بينها فيجربها فقال فمن اعدى الاول اخرجه البخاري ومسلم وابو داود

[illegible] بخاری [illegible] مسلم [illegible] ابو داود نے نقل کیا

وفي رواية لهما لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر ولمسلم لا عدوى ولا هامة ولا نوء

[illegible]

ولا صفر وله في اخرى ولا غول وعن ابن عطية ان رسول الله صلى الله عليه

[illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

فمن عظم وقيل هو الشهر المعروف فحموا أن فيه تكثر الدواهي والفتن فنفاه الشارع

[illegible]

وفي النهاية وقيل أراد به النسيء وهو تأخير المحرم إلى صفر ويجعلون صفرا

[illegible]

هو الشهر الحرام وفي شرح الإمام النووي على صحيح مسلم الصفر دواب في البطن وهي

[illegible]

دود تهيج عند الجوع وربما قتلت دواب بدال مهملة وباء موحدة عند الجمهور

[illegible]

وروي ذوات بذال معجمة ومثناة فوقانية وله وجه وفي النهاية ومن الأول

[illegible]

صفرة في سبيل الله خير من حمر النعم أي جوعة والصفر أيضا دود يقع في الكبد

[illegible]

وشراسيف الأضلاع فيصفر عنه الإنسان جدا وربما قتله وفي مشارق الأنوار

[illegible]

للقاضي عياض في قوله لا صفر قيل المراد الشهر المعلوم وتغيير الجاهلية حكمه [illegible]

[illegible]

فالنسيء وتأخيرهم المحرم إلى صفر [illegible] وهذا قول مالك وغيره وقيل إن معنى

[illegible]

لا صفر المراد دواب في البطن كالحيات تصيب الإنسان إذا جاع وتقتل

[illegible]

فأبطل الإسلام العدوى وفي جامع الأصول قال أبو داود قال بقية سألت

[illegible]

عن محمد بن راشد عن قوله لا هامة فقال كان أهل الجاهلية يقولون ليس أحد

[illegible]

يموت فيدفن إلا خرج من قبره هامة وعن قوله لا صفر فقال [illegible]

[illegible]

صفر خلق الله كل نفس فكتب حياتها وموتها ومصيباتها ورزقها رواه احمد والخطيب

صفر اللہ نے ہر جان کو پیدا کیا اور اسکی عمر اور موت اور مصیبتیں اور اسکی روزی لکھدیں اسکو احمد اور خطیب نے

عن ابی هريرة لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر فمن اعدى الاول رواه احمد وابن

ابوہریرہ سے روایت کیا نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ بدشگونی اور نہ ہام کی نحوست اور نہ صفر کی پھر پہلے کو کس نے بیماری لگائی اسکو احمد نے اور ابن

ماجة والطبرانی فی الكبير عن ابن عباس لا عدوى ولا هامة ولا صفر ولا يحل الممرض

ماجہ نے اور طبرانی نے کبیر میں ابن عباس سے روایت کیا ہے نہ عدوی ہے اور نہ ہامہ اور نہ صفر اور بیمار اونٹوں والا

على المصح وليحل المصح حيث شاء قيل ولم ذاك قال لانه اذى رواه البيهقی عن

تندرست اونٹوں والے کے پاس نہ اترے اور تندرست اونٹوں والا جہاں چاہے اترے کسی نے عرض کیا کس لئے فرمایا اسلئے کہ یہ ایذا دینی ہے اسکو بیہقی نے ابوہریرہ سے

ابی هريرة لا عدوى ولا هامة ولا صفر واتقوا المجذوم كما يتقى الاسد لا عدوى

روایت کیا ہے نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ الو کی نحوست اور نہ صفر اور کوڑھی سے ایسے بچتے رہو جیسے تم شیر سے بچتے ہو نہ بیماری کا لگنا ہے

ولا هامة ولا غول ولا صفر رواه ابن جرير عن ابی هريرة وعن ثعلبة بن يزيد الحمانی

اور نہ الو کی نحوست اور نہ بھوت اور نہ صفر اسکو ابن جریر نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اور ثعلبہ بن یزید حمانی سے روایت ہے

قال سمعت عليا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صفر ولا هامة ولا يعدى

وہ کہتا ہے میں نے علی کو سنا ہے کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ صفر ہے اور نہ الو کی نحوست اور کوئی بیمار

سقيم صحيحا قلت انت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم سمع اذنی ووعاه

بھلے چنگے کو بیماری نہیں لگا دیتا ہے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نے سنا ہے کہا ہاں میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھ نے

عينی رواه ابن جرير وصححه واذا فرغنا من سوق الاحاديث حان ان نشرع فی

دیکھا اسکو ابن جریر نے روایت کیا ہے اور صحیح بتایا ہے اور جب ہم حدیثیں بیان کر چکے تو وہ وقت آیا کہ ہم وہ بیان شروع کریں

بيان ما قالوا فی المراد بصفر فنقول قال ابن الاثير فی النهاية هو فی زعم العرب

کہ صفر سے جو مطلب بیان کرتے ہیں سو ہم کہتے ہیں ابن اثیر نہایہ میں کہتا ہے صفر عرب کے گمان میں

حية فی البطن تصيب الانسان اذا جاع وتؤذيه وانها تعدی فابطل الاسلام ذلك وفی

پیٹ کے اندر سانپ ہوتا ہے انسان کو بھوک کی حالت میں کاٹتا ہے اور ستاتا ہے اور یہ بھی مرض میں متعدی ہے اسلام نے اسکو باطل کر دیا اور

الكرمانی فی شرح البخاری هو بفتحتين حية فی البطن اعتقدوا انها اعدى من الجرب

کرمانی بخاری کی شرح میں ہے صفر دو زبر سے پیٹ کے اندر سانپ ہوتا ہے عرب یہ سمجھتے ہیں کہ وہ خارش سے زیادہ متعدی ہے

وفی الطيبی شرح المشكوة زعموا انها تعض اذا جاع وما يوجد عند الجوع من الالم

اور طیبی مشکوۃ کی شرح میں ہے کہ عرب کہتے ہیں کہ وہ سانپ بھوک کے وقت کاٹتا ہے اور بھوک کے وقت جو الم ہوتا ہے

ويتشاءم به ويرى أن ذلك مانع من الخير فنفى الإسلام ذلك وقال

لا طيرة وهو مصدر كالتطير تطير الرجل تطيرا وطيرة كما قالوا تخير

الشيء تخيرا وخيرة ولم يجئ من المصادر على هذا القياس غيرهما والفال

أصل الهمزة وقد يخفف وهو مثل أن يكون الرجل مريضا ويسمع آخر

يقول يا سالم ويكون طالبا فيسمع آخر يقول يا واجد فيقع في ظنه أنه

يبرأ من مرضه ويجد ضالته وهو مهموز فيهمز ويخفف قال الهروي

اسم من الإعداء كالبقوى من الإبقاء أعداه الداء يعديه مثل ما

بصاحب الداء بأن يكون ببعير جرب مثلا فيتقى مخالطته بإبل أخرى

حذار أن يتعدى ما به من الجرب إليها ويظنون أنه بنفسه يتعدى فأبطله

الإسلام وأعلمهم النبي صلى الله عليه وسلم أن الله هو الذي ينزل الداء ولهذا قال فمن أعدى

الأول أي من أين صار فيه الجرب وقال التوربشتي في شرح المصابيح العدوى

مجاوزة العلة والخلق إلى غيره وهو بزعم أهل الطب في سبعة الجذام والجرب

والجدري والحصبة والبخر والرمد والأمراض الوبائية وفي المشارق

صفر فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا صفر قال وسمعت من يقول هو وجع يأخذ في

[illegible]

البطن يزعمون أنه يعدي قال أبو داود وقال مالك كان أهل الجاهلية يحلون

[illegible]

صفر عاما ويحرمونه عاما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صفر وفي

[illegible]

شرح غريب [illegible] ذكر في الحديث تفسير قوله لا صفر والعرب تزعم أن في

[illegible]

البطن حية تصيب الإنسان إذا جاع وتؤذيه وأنها تعدي فأبطل الإسلام

[illegible]

قال العبد الضعيف أصلح الله حاله وخفف أثقاله هكذا جاءت الأقوال

[illegible]

مختلفة في بيان المراد بصفر وحاصلها يؤول إلى ثلثة إما الشهر المعروف وإما الداء

[illegible]

في البطن أو النسيء المذكور وذكره في باب التطير يؤيد الأول وفي باب [illegible]

[illegible]

الثاني والله أعلم والأنسب بالمراد بصفر ها هنا بيان المراد من الألفاظ الأخر

[illegible]

التي وقعت في الأحاديث أعدى يقال أعدى المرض إذا أصابه مثله [illegible]

[illegible]

[illegible] وقيل بطله الإسلام كذا في جامع الأصول والطيرة

[illegible]

في شرح جامع الأصول للمصنف الطيرة ما يتشاءم به من الفال الردي وغيره

[illegible]

واشتقاقه من الطيرة كانت العرب تتطير بالغراب [illegible] ونحوها من الطيور

[illegible]

اذا بليت تصير هامة وتخرج من القبر ويتردد ويأتي باخبار اهله فابطل

بوسیدہ ہو کر اسیر جاتی ہیں اور وہ قبر سے نکل کر پھرا کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کی خبر لاتا ہے سو نبی

صلى الله عليه وسلم هذا الاعتقاد وقيل هي البومة اذا سقطت على دار

صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اعتقاد کو باطل کر دیا اور کوئی کہتا ہے الو ہوتا ہے جب وہ کسیکے گھر پر جا بیٹھتا ہے تو

احدهم راها ناعية له او لبعض اهله وهو بتخفيف الميم على المشهور وقيل

وہ اسکو اپنی موت کا یا اپنے اہل کی موت کا خبر دینے والا جانتا ہے اور یہ تخفیف میم سے مشہور ہے اور کوئی کہتا ہے

بتشديدها وقال القاضي عياض الهام طائر بالليل الموتى في القبور وهو

بھی تشدید سے ہے اور قاضی عیاض کہتا ہے ہام ایک پرندہ ہوتا ہے کہ مردوں کی قبروں میں کہتا ہے اور اسکو

الصدى ايضا وهو مما يطير بالليل وهو غير البوم يشبهه وكانت العرب

صدی بھی کہتے ہیں اور وہ پرندہ رات کو اڑتا ہے اور وہ بوم سے علیحدہ بوم کے مشابہ ہے اور عرب کہا کرتے تھے

تزعم ان الرجل اذا قتل فلم يدرك بثاره خرج من هامته وهو اعلى راسه

جب کوئی شخص مارا جاتا ہو اور اسکے کینہ کا عوض نہیں لیا جاتا تو اسکے سر کی کھوپڑی میں سے ایک پرندہ

طائر يصيح على قبره اسقوني اسقوني فانا عطشان حتى يقتل قاتله

نکلتا ہے اور اسکے گور پر کہتا ہے کہ مجھکو پانی پلاو مجھکو پانی پلاو میں پیاسا ہوں جب تک اسکا قاتل مارا جاوے

واشعارهم في هذا كثيرة وقال بعضهم يخرج من راسه دودة فتنقلب

اور اس باب میں انکے بہت شعر ہیں اور بعضے کہتے ہیں اسکے سر میں سے کیڑا نکلتا ہے پھر وہ

طائرا يصفق الله فنفى النبي صلى الله عليه وسلم ويحتمل انه هذا واليه

ہو جاتی ہے آواز دیتا ہے پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت یہی احتمال رکھتی ہے

ذهب غير واحد واليه نحى الحربي وابو عبيد وقال مالك في تفسيره اذا الطير

بہت علماء گئے ہیں اور اسی طرف حربی اور ابو عبید مائل ہوئے ہیں اور مالک اسکی تفسیر میں کہتا ہے

يقال لها الهامة قال القاضي وقد يحتمل انه اراد التطير بها فان العرب

ہامہ کہتے ہیں اور قاضی کہتا ہے اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ اس سے تطیر مراد ہو کیونکہ عرب کے لوگ بھی

كانت تتطير بالطائر المسمى بالهام ومنهم من كان يتيمن به والى

پرندہ سے جسکا نام ہام ہے بدشگونی کیا کرتے تھے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے فال نیک لیتے تھے اور اس

هذا ذهب شمر بن حمدويه وحكاه عن ابن الاعرابي قال ابو عبيد كانت العرب

طرف شمر بن حمدویہ گیا ہے اور اسکو ابن الاعرابی سے نقل کیا ہے ابو عبید کہتا ہے کہ عرب کے لوگ کہتے

القاضي عياض العدوى ما كانت يعتقده الجاهلية من تعدي داء ذي
شمار فرماتے ہیں کہ عدوی وہ ہی جسکو اہل جاہلیت یہ سمجھتے تھے کہ دکھ کا

الداء الى من يجاوره ويلاصقه ممن ليس به داء فنفاه الشرع وقوله صلى الله
بیمار ہمنشین اور ملاصق کو جو بھلا چنگا تھا لگ گیا سو اسکو شرع نے اٹھا ڈالا اور نبی صلی اللہ علیہ

عليه وسلم لا عدوى يحتمل النهي عن قول ذلك واعتقاده او النفي لحقيقة
وسلم کا ارشاد لا عدوی اسمیں یہ احتمال ہے کہ عدوی کا قائل ہونا منع ہو اور اسکا عقیدہ رکھنا یا یہ کہ عدوی کی حقیقت ہی کی نفی ہو

ذلك كما قال لا يعدي شيء شيئا وقوله فمن اعدى الاول وكلاهما مفهوم
جیسا کہ فرمایا کوئی چیز کسی کو نہیں لگتی اور یہ ارشاد پھر پہلے کو کسنے لگا دی اور یہ دونوں شرع سے

من الشرع الهام جمع هامة وهو طائر كانت العرب تزعم ان عظام الميت
مفہوم ہوتے ہیں ہام ہامہ کی جمع ہے اور ہامہ پرندہ ہوتا ہے عرب کہا کرتے تھے کہ مردہ کی ہڈیاں ہامہ

تصير هامة فتطير وكانوا يقولون ان القتيل يخرج من هامته اي من راسه
ہوکر اڑ جاتی ہیں اور یہ کہا کرتے تھے کہ مقتول کے ہامہ یعنی اسکے سر میں سے ہامہ

هامة ولا يزال يقول اسقوني اسقوني حتى يقتل قاتله وفي النهاية الهامة
نکلتا ہے اور ہمیشہ یہ کہے جاتا ہے مجھکو پانی پلاؤ مجھکو پانی پلاؤ جب تک کہ اسکا قاتل مارا جاوے اور نہایہ میں ہے کہ ہامہ

هي الراس واسم طائر وهو المراد في الحديث وذلك انهم كانوا يتشاءمون بها
سر کو کہتے ہیں اور ایک پرندہ کا نام ہے اور حدیث میں یہی مراد ہے اور یہ اسواسطے کہ عرب اس سے نحوست سمجھا کرتے تھے

وهي من طير الليل وقيل هو البومة وقيل كانت العرب تزعم ان روح
اور ہامہ رات کا پرندہ ہے اور کوئی کہتا ہے کہ الو ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ عرب کے لوگ کہتے ہیں کہ میت مقتول کی

القتيل الذي لا يدرك بثاره تصير هامة فيقول اسقوني فاذا ادرك
روح جسکے کینہ کا عوض نہ لیا جاوے ہامہ ہو جاتی ہے پھر وہ یہی کہے جاتی ہے مجھکو پانی پلا جب اسکا بدلہ لیتی ہے

بثاره طارت وقيل كانوا يزعمون ان عظام الميت وقيل روحه تصير
تو اڑ جاتی ہے اور کوئی کہتا ہے عرب کہا کرتے تھے کہ مردہ کی ہڈیاں اور کوئی کہتا ہے اسکی روح ہامہ

هامة فتطير ويسمونه الصدى فنفاه الاسلام ونهاهم عنه وقال الطيبي
ہو جاتی ہے پھر اڑتی پھرتی ہے اور اسکا نام صدی کہتے تھے سو اسکو اسلام نے دفع کیا اور انکو اس عقیدہ سے منع کر دیا اور طیبی کہتا ہے

الهامة اسم يتشاءم به الناس وكانت العرب تزعم ان عظام الميت
ہامہ اسم ہے کہ لوگ اسکو منحوس سمجھتے ہیں اور عرب کے لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ مردہ کی ہڈیاں

وهو يدل على انه لم يرد بنفيها عدمها وقال البغوي بل الخبر انها لا تقدر
اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ غول کی نفی سے اس کی ذات کی نفی مراد نہیں ہے اور بغوی کہتا ہے بلکہ یہ خبر دی ہے کہ غول کو
على شيء من الاضلال والاهلاك الا باذن الله تعالى ويقال ان الغيلان
کسی کام پر بہکانے اور ہلاک کرنے سے بدون امر الٰہی کے کچھ قدرت نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ غیلان
سحرة الجن تفتن الناس بالاضلال وفي المفاتيح شرح المصابيح هو بالفتح
جنوں کے جادوگر ہیں لوگوں کو راستہ بہکا کر مفتون کرتے ہیں اور مفاتیح مصابیح کی شرح میں ہے غول بالفتح
مصدر غاله اهلكه وبالضم اسم كانوا يزعمون انها تتراءى للناس فتغتالهم
غالہ یعنی اہلکہ کا مصدر ہے اور غول بالضم ایک نام ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ وہ لوگوں کو نظر آتی ہے سو اس کو شرع نے
الشرع ويحتمل انه دفع ببعثته صلى الله عليه وسلم كما دفع الاستراق قال
نفی کر دی اور یہ بھی احتمال ہے کہ غول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی برکت سے جاتا رہا جیسے استراق جاتا رہا طیبی
الطيبي في الحديث اعوذ بك ان اغتال فهو من الغول وهو ما لا يشعر
کہتا ہے اور یہ جو حدیث میں ہے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ غول کے ہاتھ مروں تو وہ غول سے ہے اور غول وہ چیز ہے کہ
من حيث لا يحس قلت ويؤيده ما ورد في رواية واعوذ بك من ان اغتال
اس طرح آوے کہ اس کو خبر نہ ہو میں کہتا ہوں اس کی تائید کرتا ہے وہ جو ایک روایت میں آیا ہے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ
من تحتي اي ادهى من حيث لا اشعر يريد به الخسف كذا في النهاية وقال
نیچے کی جانب سے ہلاک کیا جاؤں یعنی مصیبت میں پڑوں اس طرح کہ مجھ کو معلوم نہ ہو اس کی مراد زمین میں دھنس جانا ہے چنانچہ نہایہ میں ہے اور قاضی
القاضي عياض في المشارق قوله ولا غول بفتح الغين وقد جاء في الحديث
عیاض نے مشارق میں کہا ہے کہ اس کا قول ولا غول غین کے فتحہ سے ہے اس کی تفسیر حدیث میں
تفسيرها الغول التي تتغول بفتح التاء والغين يريد تتلون في صور شتى
آئی ہے غول وہ جو تغول کرے یعنی تتغول تا اور غین کے فتح سے اس کا معنی یعنی طرح طرح کی شکل اور رنگ بدلے
الغيلان سحرة الجن وكانت العرب تقول ان الغيلان تتراءى للناس
مطلب یہ ہے کہ غیلان جنوں کے جادوگر ہوتے ہیں اور عرب کہا کرتے تھے بیشک غیلان لوگوں کو دکھائی دیا کرتے ہیں
فتتغول تغولا اي تتلون لهم وتضلهم عن الطريق وتهلكهم فابطل
پھر وہ تغول کرتے ہیں یعنی ان کے سامنے طرح طرح کی صورتوں میں آتے ہیں اور ان کو رستہ سے بہکاتے ہیں اور ان کو ہلاک کر دیتے ہیں سو
النبي صلى الله عليه وسلم هذا الشان النوع في شرح جامع الاصول النوع
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کو باطل کر دیا ۔ نور کا بیان جامع الاصول کی شرح میں ۔ نور

يزعمون ان عظام الموتى تصير هامة تطير ويسمون الطائر الذي يخرج من

گمان کرتے تھے کہ مردہ کی ہڈیاں ہامہ بنکر اڑجاتی ہیں اور اس طائر کا نام جو مردہ کی کھوپڑی میں سے

هامة الميت ذا بلى وهو الصدى الغول في شرح جامع الاصول هو الحيوان

نکلتا تھا صدیٰ رکھتے تھے غول کی تفسیر جامع الاصول کی شرح میں ہے کہ یہ وہ حیوان ہے

الذي كانت العرب تزعم انه تعرض لها في بعض الاوقات في الطرق فيغتال

جسکو عرب کے لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ بعضے وقت راستہ میں سامنے آجاتا ہے پس ناگاہ لوگوں کو

الناس وانه ضرب من الشياطين وليس قوله ولا غول نفيا لعين الغول

ہلاک کر دیتا ہے اور یہ شیاطین میں سے ایک قسم ہے اور حضرت کا ارشاد لاغول کچھ غول کی ذات

ووجوده وانما فيه ابطال زعم العرب في اغتياله وتلونه في الصور

اور وجود کی نفی نہیں ہے اور سوا اسکے نہیں ہے کہ عرب کے قول کا جو دربارہ ہلاک کرنے اور مختلف صورتیں بدلنے کی ہے

المختلفة بقوله لا تصدقوا بذلك وفي النهاية الغول احد الغيلان وهو

اس قول سے ابطال ہے کہ اسکی تصدیق مت کرو اور نہایہ میں ہے کہ غول غیلان کا مفرد ہے اور یہ

جنس من الشيطان والجن كانوا يزعمون ان الغول في الفلاة تتراءى للناس

شیطان اور جن کے جنس کا ہے اور وہ کہا کرتے تھے کہ جنگل میں غول لوگوں کو نظر آیا کرتا ہے

فيتغول تغولا اي يتلون في صور شتى ويغولهم اي يضلهم عن الطريق و

پھر وہ بڑا تغول کرتا ہے یعنی رنگ بدلتا ہے اور تغول کرتا ہے یعنی انکو راستے سے بہکا دیتا ہے

يهلكهم فنفاه صلى الله عليه وسلم وابطله وقيل لا غول ليس نفيا لعين

[illegible]

الغول بل ابطال لزعم العرب في تلونه في الصور المختلفة واغتياله اي

[illegible]

لا تضل احدا ويشهد له الحديث لا غول ولكن السعالي وهي سحرة الجن

[illegible]

ولكن في الجن سحرة لهم تخييل وتلبيس ومنه الحديث اذا تغولت الغيلان

[illegible]

فبادروا بالاذان اي ادفعوا شرها بذكر الله تعالى فانهم يتفرقون

تو تم اذان پڑھو یعنی انکی شرارت کو اللہ تعالیٰ کے نام سے دور کرو کیونکہ وہ پراگندہ ہو جاوینگے

وارادعمر کم بقی من الوقت الذی قد جرت العادة انه اذا تم اتی الله بالمطر

اور عمر کا ارادہ یہ تھا کہ کتنا وقت باقی ہے جسکو عادت کے موافق کہتے ہیں کہ جب وقت پورا ہوتا ہے تو مینہ آتا ہے

وفی النهایة فی حدیث امر الجاهلیة الانواء وهی ثمان وعشرون منزلة

اور نہایہ میں امر جاہلیت کی حدیث میں یہ ہے کہ انواء اٹھائیس منزل ہیں

ینزل القمر کل لیلة فی منزلة منها ومنه والقمر قدرناه منازل وباقی

اور چاند انہیں سے ہر شب کو ایک منزل میں ہوتا ہے اور باقی

کلامه مثل کلام شرح جامع الاصول الا المنقول من ابی عبیدة

باقی کلام مثل شرح جامع الاصول کے ہے بجز اسکے جو ابو عبیدہ سے منقول ہے اور

قال الکرمانی فی شرح صحیح البخاری النوء بفتح النون وسکون واو

صحیح بخاری کی شرح کرمانی میں ہے نوء نون کی فتح اور واو کے سکون سے ہے

فهمزة زعموا ان المطر لاجل ان الکواکب ناء ای غرب او طلع ومن جهة

پھر ہمزہ ہے وہ کہتے تھے کہ بارش اس سبب سے ہوتی ہے کہ کواکب منزل میں پہنچ گیا اور جو شخص

وقائلا فلا صحیح فلیس من الوقت الا وهو مشهور بنزول من العباد

ایک وقت کا ہے سو کوئی سا وقت ایسا نہیں ہے کہ بندگان الہی کے مشہور

ثم حکی قصة الاستسقاء من عمر علی ما حکاه فی جامع الاصول وقال

پھر اسنے عمر کے عہد کے استسقاء کا قصہ بیان کیا اسی طرح جو جامع الاصول میں مذکور ہے اور قاضی

القاضی ابن العربی من انتظر منها على ما اذا علمه من ذلك الله

ابن العربی کہتا ہے کہ جو شخص انواء سے امید وار رہے

شریکا فیها فهو کافر لان الخلق من الله وحده ومن انتظر منها على

شریک ہے پس وہ کافر ہے کیونکہ خلق صرف ذات باری کا کام ہے اور جو شخص انواء سے

اجراء العادة فلا شیء علیه قال النووی لکنه یکره لانه شعار الکفر وموهم

عادت کے موافق امید وار رہے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے نووی کہتا ہے لیکن مکروہ ہے کیونکہ کفر کی نشانی ہے

له قال الطیبی یکره کراهة تنزیه وقال القاضی عیاض وکذا من امر

طیبی کہتا ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے اور قاضی عیاض کہتا ہے ایسے ہی انواء کا ذکر کرنا

الجاهلیة ذکر الانواء من قال مطرنا بنوء کذا النوء عند العرب سقوط

واحد الانواء وهي ثمانية وعشرون نجما هي منازل تسقط في الغرب

انواء کا واحد ہے اور یہ اٹھائیس ستارے ہیں وہ منازل ہیں انمیں سے غروب میں

ثلاثة عشر ليلة منزلة مع طلوع الفجر فيطلع اخرى مقابلها فينقضي

تیرھویں رات کو طلوع فجر کے ساتھ ایک منزل ڈوب جاتی ہے اور دوسری منزل اسکے مقابل کی نکل آتی ہے سو

هذه الثمانية والعشرون مع انقضاء السنة وكانت العرب تزعم ان مع

یہ اٹھائیس سارے سال کو پورا کر دیتے ہیں اور عرب کہا کرتے تھے کہ ایک منزل کے

سقوط المنزلة وطلوع نظيرها يكون مطر فينسبون المطر الى المنزلة

ڈوبنے اور اسکے مقابل کے نکلنے سے مینہ برستا ہے سو عرب مینہ کو منزل کی طرف نسبت کرتے تھے

ويقولون مطرنا بنوء كذا وانما سمي نوءا لانه اذا سقط الساقط منها

اور یوں کہا کرتے تھے فلانے منزل کے سبب سے ہم پر مینہ برسا اور نوء اسواسطے نام ہو گیا کہ جب ڈوبنے والی منزل

بالمغرب ناء الطالع بالمشرق ينوء نوءا اي نهض وطلع وقيل ان النوء هو

مغرب میں ڈوبتی ہے تو نکلنے والی منزل مشرق میں نکل آتی ہے بولا کرتے ہیں ینوء نوءا یعنی کھڑا ہوا اور ظاہر ہوا اور کوئی کہتا ہے نوء کے معنی

الغروب وهو من الاضداد قال ابو عبيد لم يسمع في النوء انه السقوط الا في

غروب کے ہیں اور یہ لغت کے معنی ضدین کے ہیں ابو عبید کہتا ہے کہ نوء کے معنی غروب کے سوا اس موضع کے کہیں نہیں سنے

هذا الموضع وانما غلظ النبي صلى الله عليه وسلم امر الانواء لان العرب

نہیں آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انواء کے باب میں صرف اسلئے تغلیظ فرمائی ہے کہ عرب کے لوگ

كانت تنسب المطر اليها فاما من جعل المطر من فعل الله عز وجل واراد

مینہ کو انکی طرف نسبت کرتے تھے اور جو شخص مینہ کو خدا کی طرف سے جانتا ہے اور اس عبارت

بقوله مطرنا بنوء كذا اي في وقت كذا وهو هذا النوء الفلاني فان ذلك

مطرنا بنوء کذا سے یہ مراد لیتا ہے کہ فلانے وقت مینہ برسا کہ وہ فلانی منزل ہے تو اسکے یوں کہنا

جائز وقد قيل ان عمر بن الخطاب اراد ان يستسقي فنادى بالعباس

جائز ہے اور کہتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے صلوة استسقا کا قصد کیا عباس بن عبد المطلب سے

ابن عبد المطلب كم بقي من نوء الثريا فقال ان العلماء بها يزعمون انها تعترض

پکار کر پوچھا ثریا کی منزل میں سے کتنے دن باقی رہے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اسکے علما کہتے ہیں کہ زمین پر

في الافق سبعا بعد وقوعها فما مضت تلك السبعة حتى غيث الناس

سقوط کے بعد افق کے کنارہ پر سات روز رہتا ہے پھر وہ سات دن گزرنے نہ پائے کہ لوگوں پر مینہ برسا

وأصله فيما يقال التطير بالسوانح والبوارح من الطير والظباء وغيرهما

اور اسکی اصل جیسا کہ کہتے ہیں [illegible]

وكان ذلك يصدهم عن مقاصدهم فنفاه الشرع وأبطله ونهى عنه وأخبر

[illegible]

أنه ليس له تأثير في جلب نفع أو دفع ضر والفأل يستعمل فيما يسر ويسوء

[illegible]

والطيرة لا تستعمل إلا فيما يسوء وربما استعملت فيما يسر قلت كذا ذكره

[illegible]

أهل اللغة وإلا فاستعمال الشرع على أن الفأل إذا أطلق فهو خاص بالخير

[illegible]

والطيرة بما يسوء ثم قد يستعمل الفأل مقيدا فيما يسوء كما [illegible]

[illegible]

السيء والفأل المكروه وقد قال الطيبي والفرق بين الفأل والطيرة فيهما

[illegible]

ما روى أنس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال لا عدوى ولا [illegible]

[illegible]

طيرة ويعجبني الفأل قالوا وما الفأل قال كلمة طيبة رواه [illegible]

[illegible]

البخاري وأصله أنهم كانوا ينفرون الظباء والطيور فإذا أخذت [illegible]

[illegible]

اليمين تبركوا وإن أخذت ذات الشمال تشاءموا قال النووي [illegible]

[illegible]

وهو شرك إن اعتقد وضابطه أن ما لم يقع منه [illegible]

[illegible]

خاصة ولا عامة فهو المنكر وهو الطيرة وما [illegible]

[illegible]

نجم من نجوم المنازل الثمانية والعشرين وهو مغيبه بالمغرب مع طلوع

اٹھائیس ستاروں میں سے کسی ایک ستارہ کا ساقط ہونا اور سقوط مغرب میں طلوع

الفجر وطلوع مقابله حينئذ من المشرق وعندهم انه لا بد ان يكون

فجر کے ساتھ ایک ستارہ کا غائب ہونا اور اسکے مقابل کا اسی وقت مشرق کی طرف نکلنا اور انکے عقیدہ میں ہے کہ اس حال میں

مع ذلك لاكثرها نوء من مطر او رياح عاصفة وشبهها فمنهم من

بارش ہو اکثر تاثیر مینہ کی ہوتی ہے یا جھکڑ آندھیوں وغیرہ کے پھر کوئی تو اس

يجعله لذلك الساقط ومنهم من يجعله للطالع لانه هو الذي ناء اي

ڈوبنے ستارہ کی تاثیر اتنا ہے اور کوئی نکلنے والے ستارہ کی کیونکہ اسی کو نوء ہوا ہے یعنی

نهض فينسبون المطر اليه فنهى النبي صلى الله عليه وسلم عن اعتقاد ذلك

اپنی جگہ سے اٹھا ہے سو مینہ کو اسکی طرف نسبت کرتے ہیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتقاد سے منع فرمایا

وقوله وكفر فاعله لكن العلماء اختلفوا في ذلك واكثرهم على ان النهي

اور اسکا یہ قول انکا فاعل کافر ہوتا ہے پر علماء کو اس باب میں اختلاف ہے اکثر علماء اسپر متفق ہیں کہ نہی

والتكفير لمن اعتقد ان النجم فاعل لذلك دون من اسنده الى العادة ومنهم

اور تکفیر اسکے حق میں ہے جو یہ اعتقاد کرے کہ ستارہ ہی اسکا فاعل ہے اسکے حق میں نہیں جو اسکو عادت کی طرف نسبت کرے اور بعضے علماء

من كرهها على الجملة كيف كان لعموم النهي ومنهم من اعتقد في كفره

سب کو مکروہ کہتے ہیں کسی طور پر ہو کیونکہ نہی عام ہے خصوصیت نہیں ہے اور بعضے علماء اسکی تکفیر میں

كفر النعمة وقد تقصينا الكلام فيه في غير هذا الكتاب واما امر الطيرة و

کفران نعمت کا اعتقاد کرتے ہیں اور اس باب میں ہم نے دوسری کتاب میں پوری گفتگو کی ہے اور چونکہ طیرہ اور

العدوى واشتداد ابتلاء الناس بهما عملا واعتقادا ولكثرة وقوع الاحاديث

عدوی کا حال بہت مشہور ہے اور لوگ اسمیں باعتبار عمل اور اعتقاد کے سخت مبتلا ہیں اور حدیثیں بھی اس باب میں بکثرت وارد ہیں

فيهما اردنا ان نفردهما بالذكر في بابين الباب الاول في الطيرة

تو چاہتے ہیں ہم کہ ان دونوں کو جدا جدا دو باب میں بیان کریں پہلا باب طیرہ کے بیان میں

في الطيبي الطيرة بكسر الطاء وفتح الياء وقد تسكن وهي التشاؤم بالشيء

طیبی میں ہے طیرہ طاء حطی کے کسرہ اور یاء تحتانی کے فتح سے اور کبھی یا ساکن بھی ہوتی ہے کسی شے کو منحوس سمجھنا

وهو مصدر تطير طيرة كتخير خيرة ولم يجئ من المصادر هكذا غيرهما

اور طیرہ اور تطیر طیرہ کا مصدر ہے جیسا تخیر خیرہ اور اور مصدروں میں سے سوا ان دونوں کے اس وزن پر کوئی نہیں آیا

[illegible marginal notes]

من الفأل الردي وإذا عرفت معنى التطير والتفاؤل فسنذكر الأحاديث

جیسے نحوست سمجھے لیکن اور جب تو تطیر اور تفاؤل کے معنی سمجھ چکا تو ہم وہ حدیثیں

الواردة في هذا الباب فاعلم أنه قد اجتمع في بعض الأحاديث ذكر الفأل

جو اس باب میں آئی ہیں بیان کرتے ہیں پس تو یاد رکھ کہ بعضے احادیث میں فال کا اور

والطيرة فإذا ذكرناه منها في أحدهما المذكور في الأخرى وكذلك ما نقلناه

طیرہ کا ذکر اکٹھا ہو گیا ہے سو ہم نے جس حدیث کو ان میں سے کسی ایک کے حال میں ذکر کیا وہ دوسرے کے حال میں بھی ہے

من الأحاديث في صفة اللهم الا لغرض ويأتيك بيانه في أثناء البيان

جو ہم نے دوسرے کے حال میں نقل کی ہیں مگر کسی غرض سے جس کا بیان آگے آئے گا

الأحاديث عن جامع الأصول عن بريدة قال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم

وہ حدیثیں جو جامع الاصول میں ہیں بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

كان لا يتطير من شيء وكان إذا بعث عاملا يسأل عن اسمه فإذا أعجبه فرح به

کسی شیء سے تطیر نہیں کرتے تھے اور یہ حال تھا کہ جب کوئی عامل روانہ کرتے تو اس کا نام پوچھتے اگر وہ پسند آتا تو خوش ہوتے

ورأى بشر ذلك في وجهه وإن كره اسمه رأيت كراهة ذلك في وجهه وإذا

اور وہ خوشی آپ کے چہرے میں معلوم ہوتی اور اگر وہ نام ناپسند آتا تو وہ کراہت آپ کے چہرے میں معلوم ہوتی اور جب

دخل قرية سأل عن اسمها فإذا أعجبه فرح بها ورأى بشر ذلك في وجهه

کسی گاؤں میں جاتے تو اس گاؤں کا نام پوچھتے پھر اگر وہ پسند آتا تو خوش ہوتے اور وہ خوشی آپ کے چہرے میں معلوم ہوتی

وإن كره اسمها رأيت كراهة ذلك في وجهه أخرجه أبو داود وعن أنس

اور اگر اس کا نام ناپسند آتا تو اس کی کراہت آپ کے چہرے میں معلوم ہوتی اس کو ابو داود نے نقل کیا ہے اور انس سے روایت ہے کہ

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعجبه إذا خرج لحاجته أن يسمع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند آتا تھا کہ جب کسی کام کو نکلتے تو یا راشد

يا راشد يا نجيح أخرجه الترمذي وعن عروة بن عامر القرشي قال ذكرت

یا نجیح سنیں اس کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور عروہ بن عامر قرشی سے روایت ہے کہ رسول اللہ

الطيرة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أحسنها الفأل ولا ترد

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس طیرہ کا ذکر آ گیا آپ نے فرمایا ان میں سے فال بہتر ہے اور مسلم کو

مسلما فإذا رأى أحدكم ما يكره فليقل اللهم لا يأتي بالحسنات إلا أنت

واپس نہ کرے جب تم میں سے کوئی اس امر کو دیکھے جو برا لگے تو یہ کہہ لیا کرے اے اللہ تیرے سوا حسنات کو کوئی نہیں لاتا

لا يخصه ونادراً لا منكراً كالوباء فلا يقدم عليه ولا يخرج منه وهما

کچھ تخصیص نہیں ہو اور کبھی کبھی ہوتا ہو متواتر نہ ہو جیسے وبا تو نہ اس میں جانا چاہیے اور نہ اس سے نکل آئے اور جب

يخصه ولا يعم كالدار والفرس والمرأة فيباح الفرار منه وفي النهاية الفال

بالخصوص ہو علی العموم نہ ہو جیسے گھر اور گھوڑا اور عورت تو اس سے علیحدہ ہونا مباح ہے اور نہایہ میں ہے فال

بالهمزة فيما يسر ويسوء والطيرة فيما يسوء إلا نادراً وقد أولع الناس بترك

ہمزہ سے امر نیک اور بد میں مستعمل ہے اور طیرہ امر بد میں مستعمل ہے مگر کبھی نادر امر نیک میں بھی اور لوگ ہمزہ کو ترک کرنے پر

همزه تخفيفاً وإنما أحب رسول الله صلى الله عليه وسلم الفال لأن الناس

تخفیف کے واسطے میلان کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فال اسلئے محبوب رکھا ہے کہ لوگ

إذا أملوا فائدة من الله ورجوا عوائده عند كل سبب ضعيف وقوي فهم

جب کسی سبب ضعیف یا قوی سے کسی فائدہ کی امید اللہ سے کرتے ہیں اور اسکے انعام کے بھلائی کی توقع کرتے ہیں وہ لوگ

على خير ولو غلطوا على جهة الرجاء فإن الرجاء لهم خير وإذا قطعوا أملهم

خیر پر ہیں اگرچہ امید کی جہت میں غلطی کر جاویں کیونکہ رجا انکے حق میں بہتر ہے اور جب وہ اپنی امید اور رجا

ورجاءهم من الله كان ذلك من الشر وأما الطيرة فإن فيها سوء الظن بالله

اللہ سے قطع کر دیں تو یہ صفت مذموم ہے اور رہی طیرہ سو اس میں خدا کی جناب میں بدگمانی

وتوقع البلاء وذلك مذموم بين العقلاء منهي عنه من جهة الشرع والتفاؤل

اور بلا کی توقع ہوتی ہے اور یہ امر عقلا کے نزدیک اور شرع کی طرف سے مذموم اور ممنوع ہے اور تفاؤل

أن يسمع المريض وطالب الضالة يا سالم يا واجد فيظن برؤه ووجدان

یہ ہے کہ بیمار آدمی یا گم ہوئی چیز کا ڈھونڈنے والا سن پاوے یا سالم یا واجد پس گمان کرے بیمار تو اپنی صحت کا اور ڈھونڈنے والا

مطلوبه قلت وهذا معنى ما ورد في الحديث كلمة طيبة وفي النهاية وقد

مطلوب پانے کا گمان کرے میں کہتا ہوں یہی معنی ہیں اسکے جو حدیث میں آیا ہے کہ فال کلمہ طیبہ ہے اور نہایہ میں ہے اور بیشک طیرہ

الطيرة بمعنى الجنس والفال بمعنى النوع ومنه أصدق الطيرة الفال قلت

بمعنی الجنس یعنی عام آیا ہے اور فال بمعنی النوع یعنی خاص آیا ہے اور اسی واسطے ہے کہ طیرہ میں سچا فال ہی ہے میں کہتا ہوں

يحتمل أن يكون هذا من قبيل المشاكلة فإن الطيرة لا شك أنه في اللغة

یہ احتمال باقی ہے کہ شاید اصدق الطیرۃ الفال اخیر مشاکلت کی جہت سے ہو کیونکہ طیرہ بیشک لغت میں بمعنی تشاؤم کے

بمعنى التشاؤم وأما عموم الفال فمسلم قال في القاموس الطيرة ما يتشاءم به

آیا ہے اور رہا فال کا عام ہونا سو یہ ہم مانتے ہیں قاموس میں کہتا ہے طیرہ وہ ہے کہ جس سے فال بد لیں

أخرجه البخاري ومسلم ولهما في المرأة والفرس والمسكن وأخرج صاحب

کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے اور مسلم میں ہے عورت اور گھوڑے میں اور گھر میں اور صاحب مؤطا

الموطا وأبو داود والترمذي والنسائي الرواية الأولى لم يذكر العدوى و

اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی نے پہلی روایت نقل کی ہے اور عدوی اور طیرہ کا

الطيرة وعن سهل بن سعد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن كان

ذکر نہیں کیا اور سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر [illegible]

في شيء ففي الفرس والمرأة والمسكن يعني الشؤم أخرجه البخاري ومسلم

گھوڑے میں اور عورت میں اور مسکن میں ہوتی یعنی نحوست اسکو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے

والموطا مثله وقال في حديث [illegible] الربع والخادم والفرس أخرجه مسلم

اور موطا میں بھی اسی کے مثل نقل کیا ہے [illegible]

والنسائي وعن حكيم بن معاوية قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول

نقل کیا ہے اور حکیم بن معاویہ سے روایت ہے کہتا ہے کہ سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے

لا شؤم وقد يكون اليمن في الدار والمرأة والفرس أخرجه الترمذي وعن

نحوست کچھ نہیں ہے اور کبھی برکت ہوتی ہے گھر اور عورت اور گھوڑے میں [illegible] اسکو ترمذی نے نقل کیا ہے اور ابوہریرہ سے

أبي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا طيرة وخيرها

روایت ہے کہتا ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے [illegible]

الفأل قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وما الفأل قال الكلمة الصالحة

فال ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فال کیا چیز ہے فرمایا نیک کلمہ

يسمعها أحدكم أخرجه البخاري ومسلم وعن [illegible] بن مالك عن أبيه

جسکو تم میں سے کوئی سنے اسکو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے اور [illegible] بن مالک اپنے باپ سے روایت کرتا ہے

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول العيافة والطيرة والطرق

کہتا ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے عیافہ اور طیرہ اور طرق

من الجبت أخرجه أبو داود وقال الطرق الزجر والعيافة الخط وقال

[illegible] اسکو ابوداود نے نقل کیا ہے [illegible]

في شرح السنة العيافة زجر الطير والتفاؤل بها كما كانت العرب تفعله وعاف

[illegible] جیسے عرب کے لوگ کیا کرتے تھے [illegible]

ولا يدفع السيئات الا انت ولا حول ولا قوة الا بك اخرجه ابو داود وعن

اور نہیں ہے سوا تیرے برائیوں کو کوئی دفع کرنے والا اور نہ پھرنا برائی سے نہ قوت نیکی کی مگر تیرے سبب سے اسکو ابو داود نے نقل کیا ہے اور ابن

ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الطيرة شرك الطيرة

مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طیرہ شرک ہے طیرہ

شرك وما منا الا ولكن الله يذهبه بالتوكل اخرجه ابو داود وفي رواية الترمذي

شرک ہے اور ہم میں کوئی ایسا نہیں کہ طیرہ سے خالی ہو لیکن اللہ اسکو توکل کی برکت سے دور کر دیتا ہے اسکو ابو داود نے نقل کیا ہے اور ترمذی کی روایت میں

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطيرة من الشرك وما منا ولكن الله

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طیرہ شرک سے ہے اور ہم میں ایسا کوئی نہیں کہ طیرہ سے خالی ہو لیکن

يذهبه بالتوكل قال الترمذي سمعت محمد بن اسمعيل يقول كان سليمان

توکل کی برکت سے اللہ دور کر دیتا ہے ترمذی نے کہا کہ میں نے محمد بن اسمعیل سے سنا ہے کہ کہتا تھا کہ سلیمان

ابن حرب يقول في هذا الحديث وما منا ولكن الله يذهبه بالتوكل هذا عندي

ابن حرب کہتا تھا کہ اس حدیث میں یہ عبارت وما منا لکن اللہ یذہبہ بالتوکل میرے نزدیک

قول عبد الله بن مسعود وعن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

عبد اللہ بن مسعود کا قول ہے اور انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لا عدوى ولا طيرة ويعجبني الفال قالوا وما الفال قال كلمة طيبة اخرجه البخاري

نہ عدوی ہے اور نہ طیرہ اور مجھکو تو فال اچھا لگتا ہے عرض کیا فال کیا ہے فرمایا نیک کلمہ اسکو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے

ومسلم وللبخاري مثله وقال ويعجبني الفال الصالح الكلمة الحسنة ولمسلم

اور بخاری میں اسی طرح ہے اور فرمایا مجھکو فال صالح پسندیدہ ہے یعنی نیک کلمہ اور مسلم میں

مثله وقال الكلمة الطيبة وفي رواية ابي داود مثل البخاري واخرج الترمذي

اسی طرح ہے اور فرمایا کلمہ پاکیزہ اور ابو داود کی روایت میں بخاری کی مثل ہے اور ترمذی نے پہلی روایت

الاولى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا طيرة وانما

نقل کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ عدوی ہے اور نہ طیرہ اور

الشؤم في ثلاث في الفرس والمرأة والدار وفي رواية قال ذكروا الشؤم عند

نحوست صرف تین چیزوں میں ہے گھوڑے اور عورت اور گھر میں اور ایک روایت میں ہے راوی کہتا ہے کہ صحابہ نے نبی صلی اللہ

النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان كان الشؤم ففي الدار والمرأة والفرس

علیہ وسلم کے پاس نحوست کا ذکر کیا سو آپ نے فرمایا اگر نحوست ہے بھی تو گھر میں اور عورت میں اور گھوڑے میں

واَوْفَتْ فِيْهَا اِلَى الدَّارِ الْاُخْرَى فَقَلَّ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ فَقَالَ دَعُوْهَا ذَمِيْمَةً

وار رہتے تھے ہم ایک دوسرے گھر میں آگئے سو گنتی کم ہوگئی اور مال جاتا رہا پس آپ نے فرمایا اسکو چھوڑ دو وہ بری ہے

اخرجه في الموطا احاديث الجامع الكبير الطيرة تجري بقدر رواه الحاكم

اسکو موطا نے نقل کیا ہے جامع کبیر کی حدیثیں طیرہ تقدیر سے ہوا کرتا ہے اسکو حاکم نے مستدرک میں

في المستدرك عن عائشة الطيرة شرك رواه الترمذي واحمد والبخاري في

روایت کیا ہے عائشہ سے روایت کر کے طیرہ شرک ہے اسکو ترمذی نے اور احمد نے اور بخاری نے

الادب وابن ماجه والحاكم في المستدرك عن ابن مسعود كان اهل الجاهلية

ادب میں اور ابن ماجہ نے اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے ابن مسعود سے روایت ہے اہل جاہلیت

يقولون انما الطيرة في المرأة والدابة والدار رواه الحاكم في المستدرك

کہا کرتے تھے نحوست صرف عورت اور گھوڑے اور گھر میں ہے اسکو حاکم نے مستدرک میں

والبيهقي في شعب الايمان الشوم في ثلث في المرأة والمسكن والدابة

اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے نحوست تین میں ہے عورت اور گھر اور گھوڑے میں

رواه الترمذي والنسائي عن ابن عمر ان كان الشوم في شيء ففي الدار والمرأة

اسکو ترمذی اور نسائی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اگر کسی شئے میں نحوست ہوتی تو گھر اور عورت اور

والفرس رواه احمد والبخاري عن سهل بن سعد والبيهقي عن ابن عمر والنسائي

اور گھوڑے میں ہوتی اسکو احمد اور بخاری نے سہل بن سعد سے اور بیہقی نے ابن عمر سے اور نسائی نے جابر سے

عن جابر في الانسان ثلثة الطيرة والظن والحسد فمخرجه من الطيرة

روایت کیا آدمی میں تین صفات رہتے ہیں طیرہ اور بدگمانی اور حسد طیرہ سے تو آدمی کی خلاصی یوں ہے

ان لا يرجع ومخرجه من الظن ان لا يحقق ومخرجه من الحسد ان لا

کہ اپنے کام سے باز نہ رہے اور بدگمانی سے اسمیں خلاصی ہے کہ تحقیق نہ کرے اور حسد سے اسمیں خلاصی ہے کہ

يبغي رواه البيهقي في شعب الايمان عن ابي هريرة ورواه ابن صصري

ستم نہ کرے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور ابن صصری نے اپنی امالی میں

في اماليه والديلمي في مسند الفردوس بلفظ في المؤمن ثلث خصال

اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ مومن میں تین خصلتیں ہوتی ہیں

الحديث ليس منا من تطير ولا من تطير له او تكهن او تكهن له او سحر

الحدیث یعنی ہم میں سے نہیں جسنے تطیر کیا اور نہ وہ جسکے واسطے تطیر کیا جاوے کہانت کی یا جسکے واسطے کہانت کی گئی یا جادو کیا

الطير يعيف عيفا إذا زجره والطرق الضرب بالحصى وقيل هو الخط في الرمل
الطیر پرندہ یعیف ... جب اسکو اڑاتا ہے اور طرق کنکر سے مارنا اور کوئی کہتا ہے ریتے میں لکیر کھینچنی

كما يعمله المنجم لاستخراج الضمير ونحوه والجبت كل ما عبد من دون الله وقيل
جیسے کہ نجومی دل کی بات وغیرہ بتانے کے لئے عمل میں لاتے ہیں اور جبت جو شئ کہ خدا کے سوا پرستش کیجاتی ہے اور کوئی کہتا ہے

هو الكاهن والشيطان وقال الطيبي العيافة زجر الطير والتفاؤل بأسمائها
جبت کاہن اور شیطان ہے اور طیبی کہتا ہے عیافت پرندہ کا اڑانا اور انکے ناموں اور بولیوں

وأصواتها وممرها وهو من عادة العرب كثيرا في أسفارهم يقال عاف
اور اڑنے کی طرف سے شگون لینا اور عرب کی یہ عادت سفر میں بہت تھی بولا کرتے ہیں عاف

يعيف عيفا إذا زجر وحدس وظن والطرق هو الضرب بالحصى الذي يفعله
یعیف عیفا جب پرندہ کو اڑاوے اور تخمین کرے اور گمان کرے اور طرق کنکر سے مارنا وہ جو عورتیں

النساء وقيل هو الخط في الرمل والجبت هو السحر والكهانة وقيل هو كل ما عبد
کیا کرتی ہیں اور کوئی کہتا ہے طرق ریتے میں لکیر کھینچنی اور جبت جادو اور کہانت یعنی غیب کی باتیں بتانی اور کوئی کہتا ہے

من دون الله وقيل هو الساحر وقوله من الجبت معناه من عمل الجبت وقالوا
کہ خدا کے سوا پرستش کیجاوے اور کوئی کہتا ہے جادوگر ہے اور من الجبت کے معنی یہ ہیں کہ جبت کا عمل ہے اور کہتے ہیں کہ

الجبت ليست بعربية وعن سعيد بن جبير هي حبشية وقال قطرب الجبت هو الذي
عربی لفظ نہیں ہے اور سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ یہ حبشہ کا لفظ ہے اور قطرب کہتا ہے کہ جبت وہ شخص ہے جس میں

لا خير عنده وعن أنس رضي الله عنه قال قال رجل يا رسول الله صلى الله عليه
کچھ بھلائی نہو اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم إنا كنا في دار كثير فيها عددنا وكثير فيها أموالنا فتحولنا إلى دار أخرى
وسلم ہم ایک گھر میں رہتے تھے وہاں ہماری گنتی بہت تھی اور ہمارے اموال بہت تھے پھر ہم ایک اور گھر میں جا رہے

فقل فيها عددنا وقلت فيها أموالنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وہاں ہماری گنتی بھی تھوڑی ہوگئی اور مال بھی تھوڑا رہ گیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ذروها ذميمة أخرجه أبو داود وعن يحيى بن سعيد قال جاءت امرأة إلى
اسکو چھوڑ دو وہ بری ہے اسکو ابو داؤد نے نقل کیا ہے اور یحیی بن سعید سے روایت ہے کہتا ہے کہ رسول اللہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت دار سكناها والعدد كثير والمال
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی عرض کیا ایک گھر تھا ہم اسمیں رہتے تھے اور گنتی بہت تھی اور مال

قال النبي صلى الله عليه وسلم ان كان شيء ففي الربع والفرس والمرأة فانكرت ان

يكون سمع ذلك من النبي صلى الله عليه وسلم اشد النكرة وفي رواية فانكرت ان

يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قاله وان يكون الشؤم في شيء وقالت انما

وقع في نفسك منها شيء فاتركها بعدما ادعتهما رواه ابن جرير وعن

قتادة عن ابي حسان ان رجلين دخلا على عائشة فذكرا ان ابا هريرة

قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الطيرة في المرأة والفرس والدار

فغضبت غضبا شديدا وقالت ما قاله انما قال كان اهل الجاهلية يتطيرون

من ذلك رواه ابن جرير وعن ابن عمر ان امرأة جاءت الى النبي صلى الله عليه

وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم سكنا دارا ونحن ذوو مال ووفر

فاحتجنا وساءت ذات بيننا واختلفنا فقال بيعوها او ذروها وهي ذميمة

رواه ابن جرير على ان الاحاديث في هذا الباب اكثر من هذا وفيما ذكرناه

كفاية لشيء زائد ويفهم من بعضها نفي تأثير الطيرة والشؤم عن قتادة

مطلقا ومن بعضها ثبوتها في المرأة والدار ...

أو تُطُيِّرَ له رواه الطبراني في الكبير عن عمران بن حصين من ردّته الطيرة

یا جسکے واسطے جاوے اسکو طبرانی نے کبیر میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے جس شخص کو طیرہ

عن حاجته فقد أشرك رواه أحمد والطبراني عن ابن عمرو الطيرة شرك

کام کرنے سے باز رکھے پس بیشک اس نے شرک کیا اسکو احمد اور طبرانی نے ابن عمرو سے روایت کیا ہے طیرہ شرک ہے

الطيرة شرك الطيرة شرك من خرج يريد السفر فرجع من طير فقد كفر

طیرہ شرک ہے طیرہ شرک ہے جو شخص سفر کا ارادہ کر کے نکلے پھر وہ طیرہ سے واپس آجاوے تو وہ ان احکام

بما أنزل على محمد لا شؤم فإن يك شؤم ففي الفرس والمرأة والمسكن

سے جو محمد پر نازل ہوئے منکر ہوا نحوست نہیں ہے اگر نحوست ہوتی تو گھوڑے میں اور عورت میں اور گھر میں ہوتی جسکو

ردّته الطيرة عن حاجته فقد أشرك قالوا يا رسول الله وما كفارة ذلك

طیرہ کام سے باز رکھے اسنے بیشک شرک کیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے فرمایا

قال يقول اللهم لا طير إلا طيرك ولا خير إلا خيرك ولا إله غيرك الفأل

یہ پڑھے الٰہی کوئی طیر نہیں ہے مگر تیرا طیر اور کوئی خیر نہیں ہے مگر تیری خیر اور سوا تیرے کوئی معبود نہیں ہے فال

مرسل والعطاس شاهد عدل لا شؤم وقد يكون اليمن في الدار والفرس

بھیجی ہوئی ہے اور چھینک گواہ عادل ہے شوم نہیں ہے اور کبھی گھر میں اور گھوڑے میں برکت ہوتی ہے اور عورت میں

والمرأة رواه الترمذي وابن ماجه عن حكيم بن معوية يا لبيك أخذنا

برکت ہوتی ہے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے حکیم بن معاویہ سے روایت کیا ہے اے لبیک ہم نے تیرا فال لے لیا

فالك من فيك ولا شيء في الهام والعين حق وأصدق الطيرة

تیری فال تیرے منہ سے لی ہے اور ہام میں کچھ بھی نہیں ہے اور نظر کا لگنا برحق ہے اور طیرہ میں صادق تر

الفأل رواه أحمد والترمذي عن جابر لا طيرة وخيرها الفأل الكلمة الصالحة

فال ہے اسکو احمد اور ترمذی نے جابر سے روایت کیا ہے طیرہ نہیں ہے اور اس میں سے بہتر فال ہے یعنی نیک کلمہ

يسمعها أحدكم رواه أحمد ومسلم عن أبي هريرة لا عدوى ولا طيرة ويعجبني

جو تم میں سے کوئی سن پاوے اسکو احمد اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے نہ عدویٰ ہے اور نہ طیرہ اور مجھکو فال

الفأل رواه الدارقطني في المتفق عليه وعن ابن أبي مليكة قال قلت لابن

خوش آتی ہے اسکو دارقطنی نے متفق علیہ میں روایت کیا ہے اور ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہا میں نے ابن عباس سے

عباس كيف ترى في جارية لي في نفسي منها شيء فإني سمعتهم يقولون

کہا تمکو کیا معلوم ہے میری ایک لونڈی ہے

ناشزة غير ولود ولا مطيعة لزوجها او مكروهة ومستقبحة عنده وفي

نافرمان ہو بانجھ ہو اور اپنے خاوند سے سرکش ہو اور خاوند کی نظر میں مکروہ اور قبیح ہو

الدار ضيقها وسوء جيرانها وعدم طيب هوائها وفي الفرس حرانها وغلاء

گھر میں نحوست ہوتی ہے کہ تنگ ہو اور ہمسایہ بد ہوں اور ہوا اچھی نہ ہو اور گھوڑے میں ہوتی ہے کہ سرکش ہو اور

ثمنها وعدم موافقتها للمصلحة ونحو ذلك وفيه ارتكاب نوع من المجاز

مہنگا ہو اور مصلحت سے ناموافق ہو اور اسکی مثال اور اس بیان میں ایک نوع کا مجاز ہے

الشوم محمول على الكراهة التي سببها ما في الاشياء من مخالفة الشرع او

نحوست باعتبار کراہت اُن اسباب کے ہے جو ان اشیاء میں شرع یا طبع کی مخالفت سے موجود

الطبع ويؤيده ما ذكر في شرح السنة كانه يقول ان كان لاحدكم دار يكره

ہیں جو شرح السنہ میں مذکور ہے وہ اسکی تائید ہے گویا یوں کہتا ہے کہ کسی کے پاس گھر ہو جس میں رہنا مکروہ

سكناها او امرأة يكره صحبتها او فرس لا يعجبه فليفارقها بان ينتقل عن

معلوم ہوتا ہو یا عورت ہو کہ اسکی صحبت سے ناخوش ہو یا گھوڑا ہے کہ اسکو پسند نہیں آتا تو ان کو الگ کرے اس طرح کہ گھر سے

الدار ويطلق المرأة ويبيع الفرس حتى يزول عنه ما يجده في نفسه من الكراهة

منتقل ہو جائے اور عورت کو طلاق دے اور گھوڑے کو بیچ ڈالے تاکہ جو کراہت اسکے جی میں ہے وہ جاتی رہے جیسا کہ

كما قال صلى الله عليه وسلم في جواب من قال يا رسول الله [illegible]

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے جواب میں [illegible]

انا كنا في دار كثير فيها [illegible] الى دار اخرى ذروها ذميمة فامر بالانتقال عنها

ہم ایک گھر میں تھے [illegible] حکم [illegible]

ليزول عنهم ما يجدون من الكراهة لا انها سبب في ذلك فنفى الاثر وقرر التدبير

تاکہ ان سے وہ کراہت جاتی رہے جو پاتے تھے [illegible]

على حقيقته والله اعلم الباب الثاني في العدوى وقد ذكرنا الاحاديث

[illegible] اور اللہ خوب جانتا ہے دوسرا باب عدوی کے بیان میں [illegible]

الناطقة بنفي العدوى والنهي عن القول بها واعتقاد تاثيرها فيما سبق ولكن بقي

عدوی کی نفی ہیں اور اسکے قائل ہونے اور اعتقاد رکھنے کی ممانعت میں ذکر کی ہیں لیکن ایک اعتراض

الاشكال في قوله صلى الله عليه وسلم وفر من المجذوم كما تفر من الاسد انها

اس حدیث میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] عدوی کی

اشمال وفيما كان من امر الجاهلية وهذا في معنى النفي والنهي او بلفظ الشرط

بالفعل یا جاہلیت کے زمانہ میں اور یہہ تو نفی اور نہی کے معنی میں ہے یا شرط کے لفظ سے

مثل ان كان في شيء ففي هذه الاشياء معناه والله اعلم ليس للتطير

جیسے اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی اسکے معنی اور اللہ بہتر جانتا ہے یہہ ہیں نحوست

في شيء وان فرض ثبوتها فهذه الاشياء مظنتها ومحلها ومناسبة لان

کسی چیز میں نہیں ہے اور اگر اسکا ثبوت فرض کیا جائے تو یہہ چیزیں اسکا ٹھکانا اور محل ہیں اور اسکے مناسب ہیں کہ

يكون فيها على طريقة قوله صلى الله عليه وسلم لو كان شيء سابق القدر

ہووے یہہ معنی اس حدیث کے طور پر کہ اگر کوئی شی تقدیر پر غالب آتی تو

لسبقته العين وعليه كلام القاضي حيث قال وجه تعقيبه قوله ولا

چشم زخم غالب آتی اور اسی پر قاضی کی بحث ہے جہاں اسنے یہہ کہا ہے اور وجہ لا طیرہ کے بعد

طيرة بهذه الشرطية يدل على ان الشوم منفي عنها ايضا والمعنى ان الشوم

اس شرطیہ کے لانے کی یہہ ہے کہ دلالت کرتا ہے کہ نحوست ان میں بھی نہیں ہے اور مراد یہہ ہے اگر نحوست کا

لو كان له وجود في شيء لكان في هذه الاشياء فانها اقبل الاشياء لها

وجود کہیں ہوتا تو ان چیزوں میں ہوتا کیونکہ یہہ چیزیں سب سے زیادہ نحوست کے لیئے اسکے واسطے

لكن لا وجود له فيها فلا وجود له اصلا انتهى وقد جاء عن عائشة وابن

لیکن نحوست کا وجود ان میں نہیں ہے تو اسکا وجود اصلا نہیں ہے قاضی کا کلام تمام ہوا اور بیشک عائشہ اور ابن

عباس نفيها فيها صريحا فوجه التطبيق ان التاثير بالذات منفي والمؤثر

عباس سے نحوست کی نفی ان اشیاء میں صریح آئی ہے پس ان دونوں میں تطبیق کی وجہ یہہ ہے کہ بالذات تاثیر منفی ہے

في الكل هو الله والكل بخلقه وتقديره واثباتها في هذه الاشياء بجريان عادة

الله سبحانه بالخلق فيها وجعلها اسبابا عادية كالنار للاحراق ومثلا

اللہ سبحانہ کی ... پیدا کرتا ہے اور انکو عادت کے موافق سبب بنایا ہے جیسے مثلا آگ جلانے کے واسطے

فالنفي راجع الى التاثير بالذات والاثبات بالعادة والحكمة في خصوص

نحوست کی نفی بالذات تاثیر کی طرف راجع ہے اور ثبوت وجود عادی کی طرف ہے اور ان اشیاء کی خصوصیت کی حکمت

هذه الاشياء موكولة الى علم الشارع وقيل الشوم في المرأة ان يكون

علم شارع کی طرف حوالہ ہے اور کہا گیا ہے کہ عورت میں نحوست یہہ ہو کہ

يحدثنا ابو هريرة الحديث حديثا آخر قد سكت عنه كنت تقول قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم لا عدوى فأبى ابو هريرة ان يعرف ذلك وقال لا يورد

ممرض على مصح فما رآه الحارث في ذلك حتى غضب ابو هريرة فرطن

بالحبشية قال ابو سلمة ولعمري لقد كان ابو هريرة يحدثنا ان رسول الله

صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى فلا ادري انسي ابو هريرة او نسخ احد

القولين الآخر فقلت لما انكر ابو هريرة روايته ولم تثبت قلت فيه

كلام ذكر في الاصول ليس على الثبوت منه انكار الراوي على الاطلاق

ولو سلمنا ثبوت لا عدوى تحقق بأحاديث اخرى بطرق متعددة

كما ذكرنا في القسم الثاني فان بين قوله لا عدوى وبين الامر بالفرار من المجذوم

وبينه وبين قوله لا يحل ولا يورد ممرض على مصح تعارض فذكر

ما ذكره العلماء في تطبيق نفي العدوى مع الامر بالفرار من المجذوم واقواه

المشهور المذكور في هذا الباب ويعلم من ذلك وجه التطبيق في الحديث

اس باب میں یہی بہت مشہور ہے اور اسی سے دوسری حدیث کی تطبیق کی وجہ معلوم

الثاني والله اعلم بالصواب فنقول قال الكرماني في شرح صحيح البخاري

ہو جائے گی واللہ اعلم بالصواب ... کرمانی نے بخاری کی شرح میں کہا ہے

نفیه العدوی وقوله ولا یحل الممرض علی المصح وفی روایة ولا یوردن ممرض

اور سے اس حدیث پر کہ بیمار اونٹوں والا اچھے اونٹوں والے کے پاس نہ لاوے

علی مصح والممرض صاحب ابل مرضی والمصح صاحب ابل صحاح بعد قوله

اور ممرض وہ جسکے اونٹ بیمار ہوں اور مصح وہ جسکے اونٹ اچھے ہوں اس قول کے بعد

لا یعدی شیء شیئا وورده علی الاعرابی حین قال فما بال الابل یکون فی الرمل

کہ کوئی شے کسی شے کو بیماری نہیں لگاتی اور اعرابی پر رد کرنا جب اعرابی نے عرض کیا کہ پھر کیا سبب ہے کہ اونٹ ریگستان میں

کانها الظباء فیاتی البعیر الاجرب فیدخل فیها فیجربها بقوله صلی الله علیه وسلم

جیسے ہرن پھرتے ہیں ایک خارشتی اونٹ آ کر شامل ہوا سب کو خارشتی کر دیتا ہے اس ارشاد صلی اللہ علیہ وسلم سے

فمن اعدی الاول وفی روایة جاء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال

پس پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگا دی اور ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا

یا رسول الله النقبة تکون بمشفر البعیر او بعجبه فتشمل الابل کلها جربا

یا رسول اللہ ابتدا میں اونٹ کے ہونٹ یا پچھے میں خارش ہوتی ہے پھر تمام اونٹوں میں خارش پھیل جاتی ہے

فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فما اعدی الاول لا عدوی ولا هامة ولا

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا پہلے کو کس چیز نے بیماری لگا دی تعدی بیماری اور ہامہ اور

صفر خلق الله کل نفس فکتب حیاتها ومصیباتها ورزقها وقد جاء

صفر اللہ نے ہر جان کو پیدا کیا پس اسکی عمر اور مصیبتیں اور رزق سب لکھ دیا ہے اور ثابت ہوا ہے

ان ابا هریرة کان یحدث بهما ای بقوله صلی الله علیه وسلم لا عدوی

کہ ابو ہریرہ دونوں مضمون روایت کیا کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول لا عدوی

وبقوله لا یورد ممرض علی مصح ثم صمت بعد ذلک عن قوله لا عدوی واقام

اور یہ قول لا یورد ممرض علی مصح پھر اسکے بعد لا عدوی کی روایت سے چپ ہو گئے اور اس

علی قوله لا یورد ممرض علی مصح فانکر ابو هریرة حدیث الاول فقالوا الم

قول پر لا یورد ممرض علی مصح قائم رہے پس ابو ہریرہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا سو لوگوں نے کہا کیا تم

تحدث انه لا عدوی فرطن بالحبشیة قال ابو سلمة فما رایته نسی

یہ حدیث روایت نہیں کرتے تھے کہ عدوی نہیں ہے پھر حبشہ کی بولی بولنے لگے ابو سلمہ کہتا ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو نہیں دیکھا کہ کوئی اور

حدیثا غیره وقال الحارث وهو ابن عم ابی هریرة قد کنت اسمعک یا ابا هریرة

حدیث بھول گیا ہو پھر حارث نے کہ ابو ہریرہ کا چچیرا بھائی ہے کہا ابو ہریرہ میں تجھے سنا کرتا تھا

من الجدار المائل والسفينة المعيوبة وقد رد الفرقة الاولى على الثانية

في استدلالهم بالحديثين ان النهي فيهما انما جاء شفقة على مباشر

الامرين فتصيبه علة في نفسه او عاهة في ابله فيعتقد ان العدوى

حق قال وارى القول الثاني اولى التاويلين لما فيه من التوفيق بين

الاحاديث الواردة فيه ثم ان القول الاول يفضي الى تعطيل الاصول

الطبية ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد باثباتها والعبرة بها على وجه

لا يناقض اصول التوحيد ولا يناقض القول بها على الوجه الذي ذكرنا

واما استدلالهم بالقرائن المسوقة عليها فانا قد وجدنا الشارع يجمع

في النهي بين ما هو حرام وبين ما هو مكروه وبين ما

وبين ما ينهى عنه لمعان كثيرة ويدل على صحة ما ذكرنا قوله صلى الله

عليه وسلم المجذوم المبايع قد بايعناك فارجع وقوله صلى الله عليه وسلم

المجذوم الذي اخذ بيده فوضعها معه في القصعة ثقة بالله

وتوكلا عليه ولا سبيل الى التوفيق بين هذين الحديثين الا من

قوله لا عدوى اي لا عدوى بطبعه ولكن بقضاء الله تعالى واجراء

کہ یہہ قول لاعدوی یعنی عدوی بالطبع موثر نہیں ہے ولیکن اللہ تعالی کی قضا حکم سے اور موافق اجراء

العادة فلهذا نهى عن ايراد الممرض على المصح وقال فر من المجذوم وقيل

عادت کے ہوتا ہے یہہ اسلئے مرض کے جانے سے مصح پر منع فرمایا اور فرمایا کہ مجذوم سے بھاگ اور کوئی کہتا ہے

انه مستثنى من لا عدوى وقال التوربشتي قد اختلف العلماء في تاويل قوله

کہ مجذوم سے فرار لاعدوی میں سے مستثنی ہے اور توربشتی کہتا ہے کہ علماء میں لاعدوی کی تاویل میں

لا عدوى فمنهم من يقول ان المراد منه نفي ذلك وابطاله على ما يدل

اختلاف ہے بعضے تو یہہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد عدوی کی نفی اور ابطال ہے جیسے کہ ظاہر

عليه ظاهر الحديث والقرائن المسوقة على العدوى وهم الاكثرون ومنهم

حدیث اور عدوی کے متعلقات قرائن دلالت کرتی ہیں یہہ لوگ تو بہت ہیں اور بعضے وہ ہیں

من يرى انه لم يرد ابطالها فقد قال صلعم وفر من المجذوم فرارك من

جنکو یہہ خیال ہے کہ عدوی کا ابطال مراد نہیں ہے جیسا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجذوم سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے

الاسد وقال لا يوردن ذو عاهة على مصح وانما اراد بذلك نفي ما كان

بھاگتا ہے اور یہہ فرمایا کہ آفت رسیدہ مصح پر نہ جائے اس سے بھی نفی مراد ہے جو

يعتقد اصحاب الطبيعة فانهم كانوا يرون ان العلل المعدية مؤثرة

طبیعت کے جاننے والے اعتقاد کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ یہہ سمجھتے تھے کہ متعدی بیماریاں ضرور موثر ہوتی ہیں

لا محالة فاعلمهم بقوله هذا ان ليس الامر على ما يتوهمون بل هو متعلق

سو آنحضرت نے اس قول لاعدوی سے جتلا دیا کہ تاثیر یوں نہیں ہے جو تم وہم باندھتے ہو بلکہ وہ مشیت الٰہی سے

بالمشية ان شاء الله كان وان لم يشأ لم يكن ويشير الى هذا المعنى

متعلق ہے اگر اللہ چاہے تو تاثیر ہووے اور اگر نہ چاہے تو نہ ہو اور آپکا یہہ ارشاد فمن اعدی الاول

قوله فمن اعدى الاول اي ان كنتم ترون ان السبب في ذلك العدوى

اسی طرف اشارہ ہے یعنی اگر تم یہہ جانتے ہو کہ اسکا سبب صرف عدوی ہی ہے

لا غير فمن اعدى الاول وبين بقوله وفر من المجذوم وبقوله لا يوردن

اور کچھ نہیں تو پہلے کو کس نے بیماری لگا دی اور اس قول سے مجذوم سے بھاگ اور اس قول سے آفت رسیدہ

ذو عاهة على مصح ان مداناة ذلك من اسباب العلة فليتقه اتقاء

مصح پر نہ جاوے بیان فرمایا کہ ایسے لوگوں سے ملنا علت کا سبب ہوتا ہے سو اس سے ایسا بچے جیسے

المريض للصحيح سببا لاعدائه مرضه ثم قد يتخلف ذلك عن سببه كما

(مریض کو صحیح کے ساتھ سبب متعدی ہونے کا اس کی بیماری کا پھر کبھی الگ ہو جاتی ہے سبب سے جیسا کہ)

في غيره من الاسباب كذا جمع بينهما ابن الصلاح تبعا لغيره والاولى في

(اور اسباب میں ہوتا ہے اسی طرح ابن الصلاح نے اور وں کی پیروی کر کے تطبیق دی ہے اور اولیٰ ان دونوں کی تطبیق)

الجمع بينهما ان يقال ان نفيه صلى الله عليه وسلم العدوى باق على عمومه

(اور اولیٰ یہ ہے کہ یوں کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عدوی کی نفی کی ہے وہ تو اپنے عموم پر باقی ہے)

وقد صح قوله صلى الله عليه وسلم لا يعدي شيء شيئا وقوله فمن اعدى الاول

(اور بیشک حدیث صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح ہو چکی ہے کہ کوئی چیز کسی چیز کو نہیں لگتی اور قول کہ پس کس نے پہلے کو لگائی)

يعني ان الله سبحانه وتعالى ابتدأ ذلك في الثاني كما ابتدأه في الاول

(یعنی بیشک اللہ سبحانہ وتعالی نے اس مرض کو دوسرے میں ابتداء پیدا کیا جیسا کہ اول میں پیدا کیا تھا)

واما الامر بالفرار من المجذوم فمن باب سد الذرائع لئلا يتفق للشخص

(اور رہا حکم مجذوم سے بھاگنے کا سو یہ وسائل کے روکنے کے واسطے ہے تاکہ اتفاق کسی شخص کو)

الذي يخالطه شيء من ذلك بتقدير الله تعالى ابتداء لا بالعدوى

(جو مجذوم سے مخالطت رکھتا ہو تقدیر الٰہی سے ابتداءً کچھ مرض نہ پیدا ہو جائے کچھ عدوی کی وجہ سے نہیں)

المنفية فيظن ان ذلك بسبب مخالطته فيعتقد صحة العدوى فيقع

(جس کی نفی ہو چکی ہے پھر وہ شخص گمان کرے کہ یہ مرض مخالطت سے پیدا ہوا ہے پھر عدوی کی حقیقت کا معتقد ہو کر حرج میں پڑ جائے)

في الحرج فامر بتجنبه حسما للمادة والله اعلم وهذا كلام الشيخ في الشرح

(پس اس سے بچنے کا حکم فرمایا تاکہ مادہ کٹ جائے واللہ اعلم اور یہ شیخ کی گفتگو ہے شرح میں)

وقال فيما نقل عنه في حاشية ويدل عليه اكل النبي صلى الله عليه وسلم

(اور حاشیہ میں جو شیخ سے منقول ہے یہ کہا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے کھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا)

مع مجذوم حيث كان يعلم ان لا يصيبه شيء الا باذن الله وكان امنا من

(مجذوم کے ساتھ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ بدون اذن الٰہی کے کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی اور حضرت امن میں تھے)

ان يقع في مثل هذا الظن لو اصابه مكروه والامر ليس الا لمن لا يجد

(اس بات سے کہ اس گمان میں پڑیں اگر کوئی مکروہ پیش آوے اور یہ حکم اسی شخص کے واسطے ہے کہ اپنے)

نفسه صدق اليقين ويتوهم ان يحدثه نفسه بشيء لو اصابه شيء فقه

(دل میں صدق یقین نہیں پاتا اور وہم کرتا ہے کہ اگر کچھ مکروہ پیش آیا تو اس کا نفس وسوسہ ڈالے گا …)

هذا الوجه يبين بالأول التوقي من أسباب التلف وبالثاني التوكل

اس وجہ سے کہ پہلی حدیث سے تلف کے اسباب سے احتراز ثابت ہوتا ہے اور دوسری حدیث سے باوجود اسباب

على الله في مشاركة الأسباب ليثبت بالأول التعرض للأسباب وهو

مشارکت کے اللہ پر توکل ظاہر ہوتا ہے تاکہ اول حدیث سے اسباب سے احتراز ثابت ہووے اور یہ

سنة وبالثاني ترك الأسباب وهو حالة وقال الطيبي في حديث رواه

سنت ہے اور دوسری حدیث سے اسباب کا ترک اور یہ ایک حالت ہے اور طیبی اس حدیث میں جو عمرو بن شرید

عمرو بن الشريد كان في وفد ثقيف رجل مجذوم فأرسل إليه النبي صلى الله

نے روایت کی ہے کہ ثقیف کے قافلہ میں ایک شخص مجذوم تھا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عليه وسلم إنا قد بايعناك فارجع رواه مسلم هذا إرشاد إلى الرخصة من

اس کو کہلا بھیجا کہ ہم نے تجھ سے بیعت لے لیا اب چلا جا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے کہتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

النبي صلى الله عليه وسلم لمن لم يكن له درجة التوكل أن يراعي الأسباب

کی طرف سے رخصت کا ارشاد ہے اس شخص کے حق میں کہ جسکو توکل کا درجہ حاصل نہ ہو کہ وہ اسباب کی رعایت کیا کرے

فإن لكل شيء من الموجودات خاصية وأثرا أودعها فيه الحكيم جل

کیونکہ موجودات کے تمام اشیاء میں خاصیت اور اثر ہوتا ہے کہ جسکو حکیم جل علا نے انہیں میں ودیعت

وعلا وقال البغوي في قيل الجذام ذو رائحة تسقم من أطال مجالسته و

رکھا ہے اور بغوی کہتا ہے اور کسی کا قول ہے کہ جذام میں ایک بو ہوتی ہے جو اسکو بیمار کر دیتی ہے جو اس کے ساتھ زیادہ بیٹھے اور

مواكلته ومضاجعته وليس من العدوى بل من باب الطب كما يضر

ساتھ کھاتا اور سوتا ہو بہت اختیار کرے اور یہ عدوی کے قسم سے نہیں ہے بلکہ طبی امر ہے جیسے کہ ناگوار

بأكل ما يتأذى وشم ما يكره والمقام في محل لا يوافق هواه وكل ذلك بإذن

طعام یعنی ضرری شے کے کھانے سے اور بدبو سونگھنے سے اور ایسی جگہ رہنے سے جو موافق نہ ہو اور یہ سب

الله تعالى وما هم بضارين به من أحد إلا بإذن الله وقال الشيخ

اللہ تعالی کی مشیت سے ہے اور وہ بگاڑ نہیں سکتے کسی کا بغیر اذن اللہ کے اور شیخ امام

الإمام الحافظ ابن حجر العسقلاني في شرح نخبة الفكر وجه الجمع

حافظ ابن حجر عسقلانی نخبۃ الفکر کی شرح میں کہتا ہے ان دونوں میں تطبیق کی

بينهما أن هذه الأمراض لا تعدي بطبعها لكن الله تعالى جعل مخالطة

وجہ یہ ہے کہ یہ امراض بالطبع متعدی نہیں ہوتے لیکن اللہ تعالی نے ... بیماری کی

الاحاديث ومن الله التوفيق روي انه كانت قريش في جدب شديد وضيق

متعارف ہے اور توفیق اللہ ہی سے ہے روایت کرتے ہیں کہ قریش سخت کال اور بڑی تنگی میں

عظيم فلما حملت به صلى الله عليه وسلم اخضرت الارض وحملت الاشجار

مبتلا تھے پھر جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حمل نے قرار پکڑا تو زمین سرسبز ہو گئی اور درخت بار ور ہو گئے

واتاهم الوسعة من كل جانب فسميت تلك السنة التي حمل فيها رسول الله

اور انکو ہر طرف سے فراخی آنی شروع ہوئی سو اس سال کا نام جسمیں رسول اللہ صلے اللہ

صلى الله عليه وسلم سنة الفتح والابتهاج وفي حديث ابن اسحق ان آمنة

علیہ وسلم کا حمل رہا سنۃ الفتح والابتہاج ہو گیا اور ابن اسحق کی حدیث میں ہے کہ آمنہ

كانت تحدث انها اتيت وانا بين النائمة واليقظة حين حملت به صلى الله عليه وسلم فقيل

کہا کرتی تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل رہا تو میں کچھ سوتی کچھ جاگتی تھی کہ کوئی آیا اور کہنے لگا کہ

لها انك حملت بسيد هذه الامة وقالت ما شعرت باني حملت به ولا وجدت

بیشک تجھکو اس امت کے سردار کا حمل ہے اور وہ کہتی ہے کہ مجھکو اس حمل کی خبر نہیں تھی اور نہ اسکا کچھ بوجھ

له ثقلا ولا وحما كما تجد النساء الا اني انكرت رفع حيضي وقد جاء في بعض

معلوم ہوتا تھا اور نہ اور کچھ کھانے کی رغبت جیسا کہ عورتوں کو ہوتی ہے مگر اتنا کہ حیض بند ہو گیا تھا اور بعضی [illegible]

الاحاديث مرفوعا انه قال صلى الله عليه وسلم حملت بي امي كاثقل ما تحمل

مرفوع حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھ میری ماں کو ایسا ثقیل حمل رہا جیسا کہ عورتوں کو سخت ثقیل

النساء وجعلت تشتكي الى صواحباتها ثقل ما تجد ثم ان امي اريت في منامها

حمل رہا اور انہوں نے اپنی ہمجولیوں سے اس بوجھ کا جو پاتی تھی شکوہ کرنا شروع کیا پھر میری ماں نے خواب میں دیکھا کہ

ان الذي في بطنها نور الحديث وفيه ان امه عليه الصلوة والسلام

انکے پیٹ میں جو ہے سو نور ہے آخر حدیث تک اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی ماں کو

وجدت الثقل في حملها وفي سائر الاحاديث انها لم تجد ثقلا وجمع الحافظ

اپنے حمل میں بوجھ معلوم ہوا اور اور تمام احادیث میں ہے کہ انکو بوجھ نہ معلوم ہوا لیکن وہ [illegible] حافظ

ابو نعيم بينهما بان الثقل كان في ابتداء علوقها به والخفة عند استمرار

ابو نعیم نے [illegible] کہ ابتداء علوق میں تو ثقل تھا اور حمل کی باقی مدت میں خفت تھی

الحمل بها فيكون على الحالين خارجا عن المعتاد المعروف وعن

سو ان دونوں حالت میں عادت مشہورہ سے برخلاف تھا اور [illegible] ذکریا

عليه افضل لحميه من الوقوع في بحر الشرك الخفي جزاه الله تعالى عن امته خير

کے وسیلہ ہے اور بہت سی نعمت سے واسطے کہ شرک خفی کی دریا میں نہ جا پڑے اللہ تعالی انکو انکی امت کی طرف سے اچھی سی اچھی

الجزاء واعطاه الوسيلة والفضيلة واللواء وصلى الله عليه وسلم وشرف

جزا دیوے اور وسیلہ اور فضیلت اور لوا عطا کرے صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرف کرے

وكرم هذا كلامه وحيث ختم بالصلوة على النبي عليه الصلوة والسلام

اور کرم کرے یہہ شیخ کی تقریر ہے اور چونکہ آپنے نبی کی صلوۃ پر کلام ختم کیا تھا ہمنے بھی کلام

ختمنا بالكلام والله اعلم

درود پر ختم کیا واللہ اعلم

شهر الربيع الاول

ماہ ربیع الاول

واولى واحق ما يذكر فيه ذكر مولده ووفاته صلى الله عليه وسلم وما

اور اسمیں جو ذکر ہوئے تو اولی اور سزاوار آپ ہی حضرت کی پیدائش اور وفات کا ذکر ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور جو

يتبعه من الاحكام ونختمه بذكر رؤيته عليه الصلوة والسلام في المنام

احکام اسکے متعلق ہیں اور ہم اسیا ہینہ کو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب میں دیکھنے کے ذکر پر تمام کرینگے

ففيه بابان الباب الاول في مولده صلى الله عليه وسلم

سو اسمیں دو باب ہیں پہلا باب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش میں ہے

اعلم ايها المحب الصادق ايدك الله بنور اليقين ونور قلبك بذكر سيد المرسلين

اے محب صادق خدا تجھکو یقین کے نور سے تائید اور تیرے دل کو سید المرسلین کی یاد سے منور کرے

صلى الله عليه وسلم وعلى اله وصحبه اجمعين انه لما حملت منه برسول الله

درود خدا کا آپ پر اور سلام آپکی آل اور تمام یاروں پر یہہ سمجھ لے کہ جب حضرت آمنہ کو رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم ظهر بحمله عجائب وحل لايجاده غرائب ذكرت في كتب

علیہ وسلم حمل میں آئے تو اس حمل کے سبب سے عجیب عجیب حال ظاہر ہوئے اور نادر واقعات پیدا ہوئے جو تاریخ کی کتابوں میں

السير ووردت به الاخبار ونحن اقتصرنا منه ما يعرف به اصل القضية

مذکور ہیں اور حدیثوں میں آئی ہیں اور ہمنے انمیں سے اسپر اقتصار کیا جس سے اصل حال معلوم ہو جاوے

واوردنا من الاخبار ما ورد وصح من الطريق المتعارف ببعض رواية

اور حدیثوں میں سے ہم وہی لاتے ہیں جو صحیح مروی ہوا ہے اور اس طور پر جو احادیث کی روایتیں

صلی اللہ علیہ وسلم فنظرت الیہ فاذا ھو ساجد قد رفع اصبعیہ الی السماء

صلے اللہ علیہ وسلم کو جنا پھر میں نے جو انکو دیکھا تو سجدہ میں تھا اور اپنی دونوں انگلیاں آسمان کی طرف بلند کئے تھا جیسے کوئی تضرع

کالمتضرع المبتہل ثم رأیت سحابۃ بیضاء قد اقبلت من السماء حتی

جیسے کوئی عاجزی زاری کرتا ہو پھر میں نے ایک سفید ابر دیکھا کہ آسمان کی طرف سے آیا یہاں تک کہ

غشیتہ فغیبتہ عنی فسمعت منادیا ینادی طوفوا بہ مشارق

انکو ڈھانک لیا پھر میری نظر سے غائب کر دیا پھر میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ پکارتا تھا کہ اسکو زمین کی مشارق

الارض ومغاربھا وادخلوہ البحار لیعرفوہ باسمہ ونعتہ وصورتہ

اور مغارب میں پھراؤ اور اسکو دریاؤں میں داخل کرو تاکہ وہ انکو نام سے اور نعت سے اور صورت سے پہچان لیں

ویعلمون انہ سمی فیھا الماحی لا یبقی شیء من الشرک الا محی فی زمنہ ثم

اور جان لیں کہ انکا نام ماحی ہے شرک میں سے کچھ باقی نہیں رہیگا مگر انکے زمانہ میں مٹ جاویگا پھر

تجلت عنہ فی اسرع وقت وروی محمد بن سعد من حدیث جماعۃ

جلدی سے وہ ابر ان پر سے ہٹ گیا اور محمد بن سعد نے ایک جماعت کی حدیث سے جنمیں عطا اور

منھم عطاء وابن عباس ان آمنۃ بنت وھب قالت لما فصل منی تعنی

ابن عباس بھی شامل ہیں روایت کرتا ہے کہ آمنہ بنت وہب نے بیان کیا ہے جب وہ مجھ سے جدا ہوئے یعنی

النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج معہ نور اضاء لہ ما بین المشرق والمغرب

نبی صلے اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ ایک نور نکلا کہ مشرق اور مغرب کا بیچ سب روشن کر دیا پھر

وقع الی الارض معتمدا علی یدیہ ثم اخذ قبضۃ من التراب فقبضھا ورفع

نبی صلعم زمین پر ہاتھوں کا سہارا لگا کر واقع ہوئے پھر مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی اور اپنا سر

رأسہ الی السماء وروی الطبرانی انہ لما وقع الی الارض وقع مقبوضۃ اصابع یدہ

آسمان کی طرف اٹھایا اور طبرانی روایت کرتا ہے کہ حضرت صلعم جب زمین پر آئے تو انگلیاں بند کئے ہوئے

مشیرا بالسبابۃ کالمسبح بھا واخرج احمد والبزار والطبرانی والحاکم

انگشت شہادت سے سبحان اللہ پڑھنے والے کی طرح اشارہ کئے ہوئے اور احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم

والبیھقی عن العرباض بن ساریۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

قال انی عبد اللہ وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم

فرمایا میں اللہ کا بندہ اور نبیوں کا ختم کرنیوالا تھا اور بیشک آدم اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے اور میں تم کو جلد خبر دونگا

ابی زکریا یحیی بن عائذ بقی صلی اللہ علیہ وسلم فی بطن امہ تسعۃ اشہر
یحیی بن عائذ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بی بی آمنہ کے پیٹ میں پورے نو مہینے رہے

کملا لا تشکو وجعا ولا مغصا ولا ریحا ولا ما یعرض لذوات الحمل من
آمنہ کو نہ تو درد کی شکایت تھی اور نہ ناف پیچ اور نہ کوئی زحمت اور نہ وہ حال جو حاملہ عورتوں کو

النساء وکانت تقول واللہ ما رایت من حمل ہو اخف منہ ولا اعظم برکۃ
پیش آتا ہے اور یہ کہا کرتی تھیں اللہ کی قسم میں نے کوئی حمل نہ دیکھا جو اس سے زیادہ ہلکا ہو اور نہ اس سے برکت میں

منہ ولما تم لہا من حملہا شہران توفی عبد اللہ وقیل توفی وہو فی
زیادہ اور جب آپ کے حمل پر دو مہینے گزرے تو عبد اللہ نے وفات پائی اور کوئی کہتا ہے کہ وفات جب کی آپ

المہد والراجح المشہور ہو الاول مات فی طریق مکۃ راجعا من المدینۃ
مہد میں تھے اور غالب و مشہور پہلی روایت ہے مکہ کے رستہ میں مدینہ سے پلٹتے ہوئے مر گئے اور

دفن بالابواء وروی ابن نعیم من حدیث ابن عباس قال کانت آمنۃ
ابواء میں مدفون ہوا اور ابن نعیم ابن عباس کی حدیث میں سے روایت کرتا ہے کہا کہ آمنہ

تحدث وتقول اتانی آت حین مر بی من حملی ستۃ اشہر فی المنام وقال لی
روایت کرتی اور کہتی تھی کہ میرے پاس جب میرے حمل پر چھ مہینے گزر گئے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور کہا

یا آمنۃ انک قد حملت بخیر العالمین فاذا ولدتہ فسمیہ محمدا واکتمی
آمنہ بیشک تجھکو خیر العالمین کا حمل رہا ہے جب تو اسکو جنے تو اسکا نام محمد رکھنا اور اپنا حال

شانک قالت ثم لما اخذنی ما یاخذ النساء وذکرت عجائب مما رأت
چھپا رکھنا کہتی ہے پھر جب میرا وہ حال ہوا جو عورتوں کا ہوا کرتا ہے اور عجیب عجیب حالات جو دیکھے تھے بیان

من الطیور البیض مناقیرہا من الزمرد واجنحتہا من الیاقوت ورجال
یعنی سفید رنگ پرندے کہ جنکی چونچیں زمرد کی اور انکے بازو یاقوت کے اور مرد

ونساء فی الہواء بایدیہم اباریق من فضۃ کشف اللہ عن بصری فرأیت
اور عورتیں ہوا میں اڑتی ہوئی آئیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے چھاگل تو اللہ تعالی نے میری نگاہ سے پردہ اٹھا دیا پھر

مشارق الارض ومغاربہا ورایت ثلثۃ اعلام مضروبات علما بالمشرق
مشرق اور مغرب دیکھ لی اور تین نیزے گڑے ہوئے دیکھے ایک نیزہ مشرق میں

وعلما بالمغرب وعلما علی ظہر الکعبۃ فاخذنی المخاض فوضعت محمدا
اور ایک نیزہ مغرب میں اور ایک نیزہ کعبہ کی چھت پر پس مجھکو درد زہ شروع ہوا اور جنے محمد

صلى الله عليه وسلم قال يا معشر يهود طلع نجم احمد الذي يولد في هذه الليلة

علیہ وسلم پیدا ہوے تو اس یہودی نے کہا اے جماعت یہود احمد کا ستارہ چمک آیا جو اس رات کو پیدا ہوگا

عن عائشة قالت كان يهودي سكن مكة فلما كانت الليلة التي ولد فيها رسول

عائشہ سے روایت ہے کہتی ہیں ایک یہودی مکہ میں رہتا تھا جب وہ رات آئی کہ جسمیں رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم قال يا معشر قريش هل ولد فيكم مولود قالوا لا نعلم

صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے تو اس یہودی نے پوچھا اے جماعت قریش کیا تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا ہمکو خبر نہیں

قال انظروا فانه ولد في هذه الليلة نبي هذه الامة بين كتفيه علامة فانصرفوا

یہودی نے کہا بھلا دیکھو تو اس واسطے کہ اس رات میں اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اسکے دونوں شانوں کے بیچ میں نشان ہے سو قریش گئے

فسألوا فقيل لهم ولد لعبد الله بن عبد المطلب غلام فذهب اليهودي

اور پوچھا تو انکو خبر دی گئی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹا ہوا ہے تو پھر وہ یہودی انکے ساتھ

معهم الى امه فاخرجته لهم فلما رأى اليهودي العلامة خر مغشيا عليه

انکی ماں کے پاس گیا جب انہوں نے اسکو دکھایا جب یہودی نے وہ نشان دیکھا تو غش کھا کر گر پڑا

قال ذهبت النبوة من بني اسرائيل يا معشر قريش اما والله ليسطون

اور کہا اے جماعت قریش بنی اسرائیل میں سے نبوت نکل گئی یاد رکھو اللہ کی قسم تمکو بڑا ہی غلبہ

بكم سطوة يخرج خبرها من المشرق والمغرب رواه يعقوب بن سفيان

حاصل ہوگا اسکی خبر مشرق سے مغرب تک پھیل جاویگی اسکو یعقوب بن سفیان نے سند

باسناد حسن كما قاله في فتح الباري ومن عجائب ولادته ايضا ما روي

حسن سے روایت کیا ہے جیسا کہ فتح الباری میں کہا ہے اور آپکی ولادت کے عجائب میں سے جو مروی ہے یہ ہے کہ

من ارتجاج ايوان كسرى وسقوط اربعة عشر شرفة من شرفاته وغيض

کسریٰ کا ایوان ہل گیا اور اسکے کنگروں میں سے چودہ کنگرے گر گئے اور طبریہ کا

بحيرة طبرية وخمود نار فارس كان لها الف عام لم تخمد رواه غير واحد

دریا خشک ہو گیا اور فارس کی آگ بجھ گئی اور ہزار برس سے کبھی نہیں بجھی تھی اسکو بہت لوگوں نے روایت کیا ہے

وهو مشهور وفي سقوط اربعة عشر شرفة اشارة الى انه يملك منهم

اور یہ مشہور ہے اور چودہ کنگرے کے گرنے میں یہ اشارہ ہے کہ انمیں سے کنگروں کی گنتی پر

بعدد الشرفات وقد ملك منهم في اربع سنين عشرة وقد ملك الباقون

بادشاہ ہو جاوینگے اور بیشک انمیں سے چار برس کی مدت میں دس بادشاہ ہوگئے اور باقی کے چار

من ذلك دعوة ابي ابراهيم وبشارة عيسى ورؤيا امي التي رأت وكذلك
اپنے باپ حضرت ابراہیم کی دعوت اور عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کے خواب کا اثر ہوں جو دیکھا تھا اور نبیوں کی

امهات الانبياء يرين وان ام رسول الله صلى الله عليه وسلم رأت حين
مائیں اسی طرح دیکھا کرتی ہیں اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں صاحبہ نے جبکہ جنا تو

وضعته نورا اضاء له قصور الشام قال الحافظ ابن حجر صححه ابن حبان
ایک ایسا نور دیکھا کہ ملک شام کے محل ظاہر ہو گئے حافظ ابن حجر کہتا ہے کہ اس حدیث کو ابن حبان نے

والحاكم وله طرق كثيرة والى هذا اشار العباس بن عبد المطلب في شعره
اور حاکم نے صحیح بتایا ہے اور اسکی روایتیں بہت طرح پر ہیں اور اسی مضمون کیطرف عباس بن عبدالمطلب نے اپنے شعر میں اشارہ کیا ہے

حيث قال شعر وانت لما ولدت اشرقت الارض واضاءت بنورك الافق
چنانچہ یوں کہا ہے اور تو جب پیدا ہوا تو زمین روشن ہو گئی اور تیرے نور سے افق چمک گئی

فنحن في ذلك الضياء وفي النور وسبيل الرشاد نخترق ووجه تخصيص الشام
سو ہم اسی روشنی اور نور میں ہدایت کا رستہ چلتے ہیں اور شام کی خصوصیت کی وجہ

بنوره اظهار ملكه كما ذكر كعب ان في الكتب السابقة محمد رسول الله صلى
نور کے ساتھ یہ ہے کہ شام آپکا دار الملک ہے چنانچہ کعب نے ذکر کیا ہے کہ کتب سابقہ میں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم مولده بمكة ومهاجره بيثرب وملكه بالشام ولهذا اسري به
اللہ علیہ وسلم کا مولد مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام یثرب یعنی مدینہ اور انکا ملک شام ہے اور اسی واسطے معراج کی شب حضرت

صلى الله عليه وسلم الى الشام الى البيت المقدس كما هاجر قبله ابراهيم عليه
صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کیطرف بیت المقدس تک لے گئے تھے جیسے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے

السلام الى الشام وبها ينزل عيسى بن مريم وهي ارض المحشر والمنشر وجاء في الحديث
شام کیطرف ہجرت کی تھی اور شام ہی میں عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور شام ہی حشر و نشر کی زمین ہے اور صحیح حدیث میں

الصحيح عليكم بالشام فانها خيرة الله من ارضه يجتبي اليها خيرته من عباده
آیا ہے کہ شام کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ شام تمام زمین میں خدا کی برگزیدہ ہے اور اسمیں اپنے برگزیدہ بندوں کو منتخب کرتے ہیں

ومن عجائب ولادته صلى الله عليه وسلم ما اخرجه البيهقي وابو نعيم انه
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے عجائب میں سے یہ ہے جو بیہقی اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے

كان يهودي سكن مكة للتجارة فلما كانت الليلة التي ولد فيها رسول الله
کہ ایک یہودی تجارت کے واسطے مکہ میں رہتا تھا جب وہ رات آئی جسمیں رسول اللہ

بجبرئيل ختنه حين طهر قلبه قال الذهبي وهذا منكر فائدة اعلم ان

جبرئیل نے ختنہ کیا تھا جب کہ آپکا دل پاک کیا تھا اور ذہبی کہتا ہے یہ روایت منکر ہے فائدہ سمجھ لے کہ

الختان هو قطع القلفة التي تغشي الحشفة من الرجل وقطع بعض الجلدة

ختنہ اس حشفہ کے کھال کا کاٹ ڈالنا ہے جو مردوں کے سر ذکر کو ڈھانکے ہوئے ہوتا ہے اور عورت کا کچھ وہ چمڑا قطع کرنا

التي في اعلى الفرج من المرأة ويسمى ختان الرجل اعذارا بالعين المهملة

جو اعلی فرج پر ہوتا ہے اور مردوں کے ختنہ کو تو اعذار کہتے ہیں عین مہملہ

والذال المعجمة والراء المهملة وختان المرأة خفضا بالخاء المعجمة

اور ذال معجمہ اور را مہملہ سے ہے اور عورت کے ختنہ کو خفض کہتے ہیں خاء معجمہ

والفاء والضاد المعجمة وقد اختلف العلماء هل هو واجب او سنة فذهب

اور فاء اور ضاد معجمہ سے ہے اور علماء میں بیچ اختلاف ہے کہ ختنہ واجب ہے یا سنت ہے سو اکثر

اكثرهم الى انه سنة وليس بواجب وهو قول ابي حنيفة ومالك وبعض اصحاب

علماء کا تو یہ مذہب ہے کہ سنت ہے واجب نہیں ہے اور ابو حنیفہ اور مالک اور بعضے شافعی مذہب علما کا یہی

الشافعي ومذهب الشافعي الوجوب وهو مقتضى قول سحنون من المالكية وذهب

قول ہے اور مذہب امام شافعی کا وجوب ہے اور یہی مقتضی ہے سحنون کے قول کا جو مالکیوں میں سے ہیں اور بعضے

بعض اصحاب الشافعي الى انه واجب في حق الرجال وسنة في حق النساء

شافعی علما کا یہ مذہب ہے کہ مردوں کے حق میں تو واجب ہے اور عورتوں کے حق میں سنت ہے سو

واحتج من قال انه سنة بحديث ابي المليح بن اسامة عن ابيه ان النبي

اور جو علماء سنت کہتے ہیں انکی حجت ابی الملیح بن اسامہ کی حدیث ہے جو انکے باپ سے روایت ہے کہ نبی

صلى الله عليه وسلم قال الختان سنة للرجال مكرمة للنساء رواه احمد في

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ مردوں کے واسطے سنت ہے اور عورتوں کے لیے بزرگی ہے روایت کیا اسکو احمد نے اپنی

مسنده والبيهقي واجاب من اوجبه بانه ليس المراد بالسنة هنا خلاف

مسند میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور واجب کہنے والوں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں سنت سے مراد وہ نہیں جو واجب کے

الواجب بل المراد به الطريقة واحتجوا على وجوبه بقوله تعالى ان اتبع

مقابل ہوتا ہے بلکہ سنت سے مراد طریقہ ہے اور اسکے وجوب پر اس آیت سے حجت پکڑی ہے کہ چل

ملة ابراهيم حنيفا وثبت في الصحيحين من حديث ابي هريرة قال قال

ابراہیم کے دین پر جو یکطرفہ تھا اور صحیحین میں ابو ہریرہ کی حدیث سے ثابت ہے کہتا ہے کہ رسول اللہ

الى خلافة عثمان ذكره في المواهب اللدنية ومن ذلك ما وقع من زيادة حراسة

عثمان کی خلافت تک معلوم ہو گئے اسکو مواہب لدنیہ میں ذکر کیا ہے اور اسی باب سے ہے جو شہب سے آسمان کی

السماء بالشهب وقطع رصد الشياطين ومنعهم من استراق السمع وولد صلى الله

نگہبانی زیادہ ہو گئی اور شیاطین کی کمین گاہ قطع ہو گئی اور بات چورانے سے شیاطین کو مانعت کی اور حضرت صلی اللہ

عليه وسلم معذوراً اي مختوناً مسروراً اي مقطوع السرة كما روي من حديث ابي هريرة

علیہ وسلم معذور یعنی مختون اور مسرور یعنی ناف بریدہ پیدا ہوئے چنانچہ ابو ہریرہ کی حدیث میں سے نبی صلی اللہ

عنه صلى الله عليه وسلم وابن عمر عند ابن عساكر وروى الطبراني في الاوسط وابو نعيم

علیہ وسلم سے مروی ہے اور ابن عمر کی ابن عساکر کے پاس ہے اور طبرانی اوسط میں اور ابو نعیم اور

والخطيب وابن عساكر من طرق عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من كرامتي

خطیب اور ابن عساکر نے کئی طریقہ سے روایت کیا ہے انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کے نزدیک

على ربي اني ولدت مختونا ولم ير احد سوءتي وصححه ايضا في المختارة قال الحاكم

میری بزرگی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور کسی نے میرا ستر نہیں دیکھا اور اسکو مختارہ میں بھی صحیح کیا ہے حاکم

في المستدرك تواترت الاخبار انه عليه الصلوة والسلام ولد مختونا ولعله اراد

مستدرک میں کہتا ہے خبریں متواتر ہیں کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام مختون پیدا ہوئے اور شاید تواتر

بتواتر الاخبار اشتهارها وكثرتها في السير لا من طريق السند المصطلح عليه

اخبار سے کتب سیر میں شہرت اور کثرت مراد ہے نہ سند کا وہ طریقہ مراد ہے جسپر حدیث اماموں نے

عند ائمة الحديث وقد ضعفه بعضهم وبه صرح ابن القيم ثم قال ليس

اصطلاح مقرر کی ہے حالانکہ اسکو بعضوں نے ضعیف کہا ہے اور اسی کی تصریح ابن القیم نے کی ہے پھر کہا ہے

هذا من خصائصه صلى الله عليه وسلم فان كثيرا من الناس ولد مختونا وفي

یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصائص میں سے نہیں ہے کیونکہ اکثر لڑکے مختون پیدا ہوتے ہیں اور

الوشاح لابن دريد قال ابن الكلبي بلغنا ان آدم خلق مختونا واثنى

ابن درید کی وشاح میں ہے کہ ابن الکلبی کہتا ہے ہمیں پہنچا ہے کہ آدم مختون پیدا ہوئے اور آگے ان کے بعد

عشر نبيا من بعده خلقوا مختونين وآخرهم محمد صلى الله عليه وسلم وحكى انه

بارہ اور نبی مختون پیدا ہوئے اور ان میں سے پچھلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حکایت کی گئی ہے

ختنه جده عبد المطلب يوم سابعه وصنع له مادبة وسماه محمدا وقيل ان

انکا ختنہ انکے دادے عبد المطلب نے ساتویں دن کیا تھا اور اس تقریب سے ضیافت کی تھی اور حضرت کا نام محمد رکھا اور کہا گیا ہے

الجوزی الاتفاق علیه وکذا اختلف ایضا فی ای یوم من الشهر فقیل

کہ پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے اور ایسا ہی بعد میں اختلاف ہے کہ حضرت مہینے کے کونسے دن پیدا ہوئے سو کوئی کہتا ہے کہ

انه غیر معین وانما ولد یوم الاثنین من ربیع الاول من غیر تعیین والجمهور

وہ تاریخ معین نہیں اتنا ہی ہے کہ ربیع الاول میں پیر کے دن کسی تاریخ میں پیدا ہوئے اور جمہور علماء

علی انه یوم معین منه فقیل للیلتین خلتا منه وقیل لثمان خلت

اسپر ہیں کہ تاریخ معین ہے سو کوئی کہتا ہے کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ اور کوئی کہتا ہے کہ آٹھویں تاریخ

منه قال الشیخ قطب الدین القسطلانی وهو اختیار اکثر اهل الحدیث

شیخ قطب الدین قسطلانی کہتا ہے کہ اکثر اہل حدیث نے یہی تاریخ اختیار کی ہے

ونقل عن ابن عباس وجبیر بن مطعم وهو اختیار اکثر من له معرفة

اور ابن عباس اور جبیر بن مطعم سے منقول ہے کہ یہی تاریخ ان لوگوں نے اختیار کی ہے جو کہ اس حال کی

بهذا الشان واختاره الحمیدی وشیخه ابن حزم وحکی القضاعی فی

واقف ہیں اور حمیدی اور اسکے استاد ابن حزم نے بھی اختیار کیا ہے اور قضاعی نے

عیون المعارف اجماع اهل السیر علیه ورواه الزهری عن محمد بن جبیر

عیون المعارف میں اہل تواریخ کا اجماع اسی پر بیان کیا ہے اور یہی زہری نے محمد بن جبیر بن مطعم سے

بن مطعم وکان عارفا بالنسب وایام العرب وقیل لعشر وقیل لاثنتی عشرة وهو

روایت کیا ہے اور محمد نسب اور عرب کے حالات کا واقف تھا اور کوئی کہتا ہے کہ دسویں تاریخ اور کوئی کہتا ہے بارہویں تاریخ اور یہی

المشهور وعلیه عمل اهل مکة فی زیارتهم موضع مولده صلی الله علیه وسلم

مشہور ہے اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے کہ حضرت کے مولد کی زیارت کرتے ہیں

فی هذا الوقت قال الطیبی اتفقوا علی انه ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع

اسی وقت میں طیبی کہتا ہے کہ سبھوں نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت صلعم پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ

الاول انتهی وفی قوله اتفقوا نظر لما فیه مما ذکرنا واختلفوا ایضا

پیدا ہوئے انتہی اور طیبی جو اتفاق کا قائل ہے اس میں نظر ہے [illegible] معلوم ہوا [illegible]

فی الوقت الذی ولد فیه والمشهور انه یوم الاثنین فعن قتادة الانصاری

بھی اختلاف ہے اور مشہور یہی ہے کہ پیر کے دن پیدا ہوئے قتادہ انصاری سے روایت ہے کہ

انه صلی الله علیه وسلم سئل عن صیام یوم الاثنین قال ذلك یوم

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پیر کے دن کے روزہ کو پوچھا فرمایا یہ وہ دن ہے

رسول الله صلى الله عليه وسلم اختتن ابراهيم عليه السلام وهو ابن ثمانين

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں موضع

سنة بالقدوم ورواه ابو داود من قوله صلى الله عليه وسلم للرجل

قدوم میں ختنہ کیا تھا اور ابوداود نے اس روایت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا اس شخص کو

الذي اسلم الق عنك شعر الكفر واختتن واحتج القفال على وجوبه بان

جو مسلمان ہوا تھا کہ اپنے کفر کا نشان دور کر اور ختنہ کر لے اور قفال ختنہ کے واجب ہونے پر یہ دلیل لایا ہے کہ

بقاء القلفة يحبس النجاسة ويمنع صحة الصلوة فيجب ازالتها واختلف

پوست سر ذکر کا باقی رہنا نجاست کو روکتا ہے اور نماز کو فاسد کر دیتا ہے سو اس کا دور کرنا واجب ہے اور اس کے وقت

في وقته فقال القائلون بالوجوب وقته بعد البلوغ لانه محل الوجوب

میں اختلاف ہے سو واجب کہنے والے کہتے ہیں کہ ختنہ کا وقت بلوغ کے بعد ہے کیونکہ بلوغ وجوب کا محل ہے

وقال بعض اصحاب الشافعية يجب على الولي ان يختن الصبي قبل

اور بعضے شافعی مذہب والے کہتے ہیں کہ ولی پر واجب ہے کہ بچہ کا ختنہ قبل

البلوغ والظاهر ان من قال بالسنة فوقته عنده قبل البلوغ لان

البلوغ کر دے اور ظاہر یہ ہے کہ جو علما سنت بتاتے ہیں تو ان کے نزدیک ختنہ کا وقت بلوغ سے پہلے ہے کیونکہ

ستر العورة واجب فلا يترك للسنة والله اعلم واختلف في عام ولادته

ستر عورت واجب ہے تو سنت کے واسطے ترک نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صلى الله عليه وسلم فالاكثرون على انها عام الفيل وبه قال ابن عباس

کے سال ولادت میں اختلاف ہے سو اکثر علما تو اس قول پر ہیں کہ عام الفیل ہے اور یہی ابن عباس کا قول ہے

ومن العلماء من حكى الاتفاق عليه وقال كل قول يخالفه وهم والمشهور

اور بعضے اس سال کو متفق علیہ بیان کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو قول اس کے خلاف ہے وہ وہم ہے اور مشہور

انه ولد بعد الفيل بخمسين يوما واليه ذهب السهيلي في جماعة وقيل

یہ ہے کہ سال فیل کے بعد پچاس روز پیچھے پیدا ہوئے اور سہیلی کا مع جماعت یہی مذہب ہے اور کوئی کہتا ہے

بخمس وخمسين حكاه الدمياطي في اخرين واختلف ايضا في الشهر الذي

پچپن دن پیچھے یہ دمیاطی اور لوگوں کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کس مہینہ میں

ولد فيه والمشهور انه ربيع الاول وهو قول جمهور العلماء ونقل ابن

فيكم اهل البيت بثلاث خصال نعرفه فقد اتى علين منها انه طلع

تم میں اے اہل بیت تین خصلت پر ہو جبکہ میں جانتا ہوں سو ہم نہیں جن خصلتوں پر ہم کو آگاہی ہے یہ ہے کہ اسکا ستارہ

نجم البارحة وانه ولد اليوم وان اسمه محمد رواه ابو جعفر بن ابي شيبة

شب گذشتہ میں طالع ہوا اور وہ آج پیدا ہوا اور یہ کہ اسکا نام محمد ہے اسکو ابو جعفر بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے

واخرجه ابو نعيم في الدلائل بسند فيه ضعف وقيل كان مولده عليه

اور ابو نعیم نے اسکو دلائل میں ایسی سند سے نقل کیا ہے کہ اسمیں ضعف ہے اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت علیہ الصلوۃ و

الصلوة والسلام عند طلوع الغفر وهو ثلثة انجم صغار ينزل بها القمر

السلام کی پیدائش غفر کے طلوع کے وقت ہے اور غفر تین چھوٹے ستارے ہیں جنمیں قمر منزل کرتا ہے

وهو مولد النبيين ووافق ذلك من الشهور نيسان وهو برج الحمل

اور نبیوں کی پیدائش کا یہی وقت ہے اور اسکے مطابق مہینوں میں سے نیسان تھا اور یہ برج حمل

وكان لعشرين مضت منه وقيل ولد ليلا لما مر من حديث عائشة رض

اور اس مہینہ میں سے بیسویں تاریخ تھی اور کوئی کہتا ہے رات کے وقت پیدا ہوئے کیونکہ عائشہ رض کی حدیث گزر چکی ہے

قال الشيخ بدر الدين الزركشي وصحح ان ولادته عليه الصلوة والسلام

شیخ بدر الدین زرکشی کہتا ہے اور صحیح یہی ہے کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش

كانت نهارا قال واما ما روي من تدلي النجوم فضعفه ابن دحية

دن میں ہوئی کہتا ہے اور وہ جو ستاروں کا گرنا مروی ہوا ہے اسکو ابن دحیہ نے ضعیف کر دیا ہے

لاقتضائه ليلا قال وهذا لا يصلح ان يكون تعليلا فان زمان

کیونکہ یہ قول رات کو ہوتا ہے کہتا ہے اور یہ علت ٹھیک نہیں ہو سکتی کیونکہ نبوت کے

النبوة صالح للخوارق ويجوز ان تسقط النجوم نهارا انتهى قال العبد

وقت خوارق ہوا ہی کرتے ہیں اور جائز ہے کہ ستارے دن کو ٹوٹیں انتہی عبد الضعیف

الضعيف يحتمل ان يكون سقوط النجوم في ليلة ولد في صبيحتها

کہتا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ستاروں کا ٹوٹنا اس رات کو ہوا ہو جسکی صبح کو پیدا ہوئے

والاضافة في قولهم سقطت النجوم او نزلت الشهب في ليلة

اور انکے اس قول کی اضافت کہ ستارے ٹوٹے اور شعلے اترے حضرت صلی اللہ

مولده صلى الله عليه وسلم بهذا المعنى ثم اذا قلنا انه ولد ليلا فتلك

علیہ وسلم کی پیدائش کی رات کیطرف اسی اعتبار سے ہو پھر اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت صلعم رات کو پیدا ہوئے تو وہ

ولدت فيه وانزلت علي فيه النبوة رواه مسلم وهذا يدل على انه ولد

جسمیں میں پیدا ہوا ہوں اور اسی روز مجھپر نبوت اتری ہے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت دن کو

نهارا وفي المسند عن ابن عباس رضي الله عنهما قال ولد صلى الله عليه وسلم

پیدا ہوئے اور مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن

يوم الاثنين واستنبئ يوم الاثنين وخرج من مكة مهاجرا الى المدينة يوم

پیدا ہوئے اور پیر کے دن نبی ہوئے اور پیر کے دن مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت

الاثنين ورفع الحجر يوم الاثنين انتهى وكذا فتح مكة ونزول سورة المائدة

کی اور پیر کے دن حجر اسود کو اٹھایا تمام ہوا اور ایسے ہی مکہ کی فتح اور سورۂ مائدہ کا نزول

يوم الاثنين وقد روي انه ولد عند طلوع الفجر فعن عبد الله بن عمرو بن

پیر کے دن ہوا اور روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے پس عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے

العاص قال كان بمر الظهران راهب يسمى عيصا من اهل الشام وكان

روایت ہے کہتا ہے کہ مر الظہران میں ایک نصرانی درویش تھا عیص نام شام کا رہنے والا وہ

يقول يوشك ان يولد فيكم يا اهل مكة مولود يدين له العرب ويملك

کہا کرتا تھا کہ تم میں اے مکہ والو ایک لڑکا پیدا ہونے کو ہے کہ عرب اسکا دین قبول کرینگے اور عجم کا

العجم وهذا زمانه فكان لا يولد بمكة مولود الا سال عنه فلما كان صبيحة

مالک ہو جاویگا اور اسکا یہی وقت ہے پھر وہ راہب جب مکہ میں کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو اسکا حال پوچھا کرتا پھر جس دن

اليوم الذي ولد فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرج عبد المطلب

کی صبح کا وقت آیا جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو عبد المطلب روانہ ہوا

حتى اتى عيصا فناداه فاشرف عليه فقال له عيص كن اباه فقد ولد

یہاں تک کہ عیص کے پاس پہنچا پھر اسکو پکارا اسنے نیچا جھانکا پھر عیص نے کہا تو اسکا مربی ہو جا بیشک تم میں

فيكم ذلك المولود الذي كنت احدثكم عنه يوم الاثنين ويبعث يوم

وہ لڑکا جسکا میں ذکر کیا کرتا تھا پیر کے دن پیدا ہوا ہے اور پیر کے دن

الاثنين ويموت يوم الاثنين قال ولد لي الليلة مع الصبح مولود قال

نبی ہوگا اور پیر کے دن وفات پائیگا عبد المطلب نے کہا میرا آج کی رات صبح کے وقت لڑکا پیدا ہوا ہے

فما سميته قال محمدا قال والله لقد كنت اشتهي ان يكون هذا المولود

اسکا کیا نام رکھا ہے کہا محمد کہا بخدا مجھکو بڑی آرزو تھی کہ یہ مولود

كان هذا ابولهب الكافر الذي نزل القران بذمه جوزي في النار

اس ابولہب کافر کا جسکی مذمت میں قرآن اترا ہے یہہ حال ہو کہ دوزخ کے اندر اسکا عوض ملا کہ

بفرحة ليلة مولد النبي صلى الله عليه وسلم فما حال المسلم من امته يسر

وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شب پیدایش کو خوش ہوا تھا پھر آپکی امت کے مسلمان موحد کا حال کیا ہوگا جو حضرت

بمولده ويبذل ما تصل اليه قدرته في محبته صلى الله عليه وسلم لعمري

صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدایش سے خوش ہوتے ہیں اور آپکی محبت میں جہانتک انکی قدرت پہنچتی ہے خرچ کرتے ہیں قسم

انما كان جزاؤه من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم ولا

خدائے کریم کیطرف سے اسکی اور کچھ جزا نہیں ہے کہ اسکو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل کرے اور

زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم ويعملون الولائم

اہل اسلام ہمیشہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کے مہینہ میں محفل کرتے ہیں اور کھانا پکاتے ہیں

ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون

اور اس مہینہ کی راتون میں طرح طرح کے صدقات دیتے ہیں اور خوشیان مناتے ہیں اور اچھے اچھے کار خیر میں

في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته

زیادہ کوشش کرتے ہیں اور حضرت صلعم کا مولود شریف پڑھتے ہیں اور انپر ہر ایک فضل عمیم کی

كل فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى

برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور اسکا تجربہ خاصہ یہہ ہے کہ وہ اس سال بھر امن اور امان ہے اور حاجت

عاجل بنيل البغية والمرام فرحم الله امرأ اتخذ ليالي شهر مولده المبارك

روائی اور مقصود بر آری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تعالی اس شخص پر رحم کرے جو مولد مبارک کے مہینہ کی راتون کو

اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه مرض وعناد وقد اطنب ابن

عیدیں بنالے تاکہ اسپر جسکے دل میں مرض اور عناد ہے بڑی سخت علت ہو اور بیشک ابن الحاج نے

الحاج في المدخل في الانكار على ما احدثه الناس من البدع والاهواء

مدخل میں اسپر بڑا ہی انکار کیا ہے جو لوگوں نے بدعتیں اور خواہشیں اور سرود حرام آلات سے

والغناء بالآلات المحرمة عند عمل المولد الشريف فالله تعالى يثيبه

گانا بجانا ایجاد کیا ہے محفل مولود شریف میں ... پس اللہ اسکو جزا

على قصده الجميل ويسلك بنا سبيل السنة فانه حسبنا ونعم

ثواب دے اور ہمکو سنت کا رستہ عنایت کرے کیونکہ ہمارا کافی اور اچھا

الليلة افضل من ليلة القدر بلا شبهة لان ليلة المولد ليلة ظهوره

رات لیلۃ القدر سے بلا شبہہ بہتر ہے کیونکہ سید الکونین کی رات تو حضرت صلے اللہ

صلى الله عليه وسلم وليلة القدر معطاة له وما شرف بظهور ذات المشرف

علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہوا اور شب قدر آپ کو عطا ہوئی ہوا اور جو چیز کہ سبب ظہور ذات پاک شرف

من اجله اشرف مما شرف بسبب ما اعطيه ولان ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة

بالذات کی مشرف ہوئی ہو وہ اس چیز سے جو شرف ہو اسکو عطا ہونے سے بہتر ہے اور اسلئے کہ شب قدر تو ہوئی مشرف ساتھ نزول ملائکہ کے

فيها وليلة المولد شرفت بظهوره صلى الله عليه وسلم ولان ليلة

اترنے میں اور سید الکونین کی رات میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی شرافت ہوا اور اسلئے کہ شب

القدر وقع التفضل فيها على امة محمد صلى الله عليه وسلم وليلة المولد

قدر کی فضیلت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پر ہے اور سید الکونین کی رات

الشريف وقع التفضل فيها على سائر الموجودات فهو الذي بعثه الله

فضیلت تمام موجودات پر ہے پس محمد صلعم وہ ہیں کہ آپکو اللہ

تعالى رحمة للعالمين وعمت به نعمته على جميع الخلائق من اهل السموات

تعالیٰ نے تمام عالم کی رحمت کیواسطے بھیجا ہے اور آپکے سبب سے آسمان وزمین کی تمام خلائق پر اسکی نعمت

والارضين ذكر رضاعه صلعم وارضعته صلى الله عليه وسلم ثويبة

پوری ہوئی ہے حضرت صلعم کے دودھ پینے کا ذکر اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ثویبہ نے

عتيقة ابي لهب اعتقها حين بشرته بولادته صلى الله عليه وسلم

جو ابولہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی دودھ پلایا جب ثویبہ نے ابولہب کو حضرت صلعم کی پیدائش کا مژدہ سنایا تو اسکو آزاد کر دیا تھا

وقد رئي ابو لهب بعد موته في النوم فقيل له ما حالك قال في النار

اور ابولہب کو مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے تو کہا آگ میں ہوں

الا انه خفف عني كل ليلة اثنين وامص من بين اصبعي هاتين ماء

اتنا ہے کہ ہر پیر کی رات کو مجھپر تخفیف ہو جاتی ہے اور ان دونوں انگلیوں میں سے پانی چوس لیتا ہوں

واشار الى راس اصبعه وان ذلك باعتاقي لثويبة عند ما بشرتني

اور اپنی دونوں انگلیوں کے سرے کیطرف اشارہ کیا اور یہ تخفیف اسلئے ہوئی کہ جب ثویبہ کو جسوقت کہ مجکو ثویبہ نے

بولادة النبي صلى الله عليه وسلم وبارضاعها له قال ابن الجزري فاذا

صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی بشارت سنائی تھی آزاد کیا تھا اور جو حضرت کو دودھ پلایا تھا ابن الجزری کہتے ہیں جب

...عليه ما شاء من اللبن فحولته الى الايمن فابى وكانت تلك حالته

وقال اهل العلم اعلمه الله تعالى ان له شريكا فالهمه العدل

وروى اخوه ثم اخذته فما هو الا ان جئت به رحلي وقام

...صاحبي الى شارفنا تلك فاذا انها لحافل فحلب فشرب وشربت

حتى روينا وبتنا بخير ليلة قالت حليمة فيقول الناس بعضهم بعضا

ودعت ام النبي صلى الله عليه وسلم ثم ركبت اتاني واخذت محمدا بين

...صلى الله عليه وسلم قالت فنظرت الى الاتان قد سجدت نحو الكعبة

ثلاثا ورفعت راسها الى السماء ثم مشت حتى سبقت دواب الناس

الذين كانوا معي فجعلوا يتعجبون منها ويقلن ان لهذا لشانا عظيما قالت ثم

قدمنا منازل بني سعد ولا اعلم ارضا من ارض الله اجدب منها

فكانت غنمي تروح علي حين قدمنا به شباعا لبنا فنحلب ونشرب وما

يحلب انسان قطرة لبن ولا يجدها في ضرع حتى كان الحاضرون

من قومنا يقولون لرعاتهم اسرحوا حيث يسرح راعي غنم بنت

الوكيل ثم تشرف وتسعد بارضاعه الحليمة السعدية قالت حليمة

فيما رواه الطبراني والبيهقي وابونعيم وغيرهم قدمت مكة في زمرة من بني

سعد بن بكر نلتمس الرضاع في سنة شهباء فقدمت على أتان لي ومعي

صبي وشارف لنا لا اجد في ثديي ما يغنيه ولا في شارفنا ما تغذيه

فوالله ما علمت منا امراة الا وقد عرض عليها رسول الله صلى الله

عليه وسلم فتاباه اذا قيل يتيم فوالله ما بقي من صواحبي امراة الا اخذت

رضيعا غيري فلما لم اجد غيره قلت لزوجي والله اني لاكره ان ارجع

من بين صواحبي ليس لي رضيع لانطلقن الى ذلك اليتيم فلاخذنه

فذهبت فاذا انه مدرج في ثوب ابيض من اللبن يفوح منه المسك

وتحته حريرة خضراء راقد على قفاه يغط فاشفقت ان اوقظه من

نومه لحسنه وجماله فدنوت منه رويدا فوضعت يدي على صدره

فتبسم ضاحكا وفتح عينيه ينظر الي فخرج من عينيه نور حتى دخل

خلال السماء وانا انظر فقبلته بين عينيه واعطيته ثديي الايمن

یحدثنی ویلهینی عن البکاء واسمع وجبته یسبح تحت العرش وقال
میں اسکو دیکھتا تھا اور مجھکو رونے سے بہلاتا تھا اور میں اسکے گرنے کی آواز سنتا تھا کہ عرش کے تلے سجدہ کرتا تھا اور صابونی

الصابونی هذا حدیث غریب الاسناد والمتن فی المعجزات حسن والمناغاة
کہتا ہے اس حدیث کی اسناد غریب ہیں اور معجزات میں اسکا متن حسن ہے اور مناغاۃ

المحادثة وقد ناغت الام صبیها ای لاطفته وشاغلته بالمحادثة و
معنی باتیں اور بہلانا ہیں جیسے ناغت الام صبیہا یعنی ماں نے اپنے بچہ سے ملاطفت کی یعنی پیار اور لطف کیا اور اسکو باتوں اور کھیل میں

الملاعبة واخرج البیهقی وابن عساکر عن ابن عباس قال کانت
لگا دیا اور بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہا ہے کہ

حلیمة تحدث انها اول ما فطمت رسول الله صلی الله علیه وسلم
حلیمہ بیان کرتی تھی کہ جب میں نے دودھ چھڑایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بولے

تکلم فقال الله اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان الله بکرة واصیلا فلما
اور کہا اللہ بڑا ہے اور اللہ کی بڑی حمد ہے اور اللہ کی تسبیح ہے صبح اور شام پھر جب کچھ

ترعرع کان یخرج وینظر الی الصبیان یلعبون فیجتنبهم وحدثتنا
بڑھے تو باہر جانے لگے اور لڑکوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے پر ان سے الگ رہتے اور

قال کانت حلیمة لا تدعه یذهب مکانا بعیدا فغفلت عنه یوما فخرج
ہیں کہ روایت ہے کہ حلیمہ انکو چھوڑتی نہ تھی کہ کہیں دور چلے جاویں پھر ایک دن غافل ہو گئی سو وہ اپنی بہن

مع اخته الشیماء فی الظهیرة الی البهم فخرجت حلیمة تطلبه حتی تجده
شیما کے ساتھ دوپہر کے وقت مویشی میں چلے گئے پھر حلیمہ ڈھونڈنے نکلی یہاں تک کہ انکو پایا

مع اخته فقالت فی هذا الحر فقالت اخته یا امتاه ما وجد اخی حرا
ساتھ بہن کے کہنے لگی کہ اس گرمی میں انکی بہن بولی اماں جی میرے بھائی نے گرمی نہیں پائی

رایت غمامة تظل علیه اذا وقف واذا سار سارت حتی انتهی الی هذا
میں نے دیکھا ہے کہ جب وہ ٹھیرتے تھے تو ابر انپر سایہ کرتا تھا اور جب چلتے تھے تو ساتھ چلتا تھا آخر اس جگہ

الموضع وکان صلی الله علیه وسلم یشب شبابا لا یشبه الغلمان قالت
آ پہنچے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا بڑھتے تھے کہ اور لڑکے نہیں بڑھتے حلیمہ

حلیمة فلما فصلته قدمنا به علی امه ونحن احرص شیء علی مکثه عندنا
کہتی ہیں جب میں نے انکو جدا کیا یعنی دودھ چھڑایا تو انکی ماں کے پاس لیکر آئی اور ہمکو بہت آرزو انکے رہنے کی تھی

اذ ذهبت فتروح اغنامهم جياعا ما تبض بقطرة لبن فتروح اغنامي شباعا

چرا کر پھر لاتے ان کی بکریان بھوکی پھرتی تھیں دودھ کی بوند نہیں دیتی تھیں اور میری بکریان سیر ہو کر دودھ سے

لبنا ولم تزل حليمة تتعرف الخير والسعادة وتفوز منه بالحسنى وزيادة

پر ہوتی تھیں اور حلیمہ ہمیشہ خیر اور سعادت دیکھتی رہی اور خوبیان حاصل کرتی تھی اور بڑھتی تھی

شعر لقد بلغت في الهاشمي حليمة مقاما علا في ذروة العز والمجد

شعر بیشک حلیمہ ہاشمی کی پرورش کرنے سے ایسے درجہ کو پہنچی کہ عزت اور بزرگی کے کنگرہ سے برتر ہے

وزادت مواشيها واخصب ربعها وقد عم هذا السعد كل بني سعد

اور اسکے مواشی بڑھ گئی اور اسکا گھر تر و تازہ ہو گیا اور بیشک یہ سعد ہر ایک بنی سعد سے بزرگ ہو گئی

قال ابن الجراح رايت في كتاب الترقيص لابي عبد الله محمد بن المعلى

ابن الجراح کہتا ہے کہ دیکھا ابو عبد اللہ محمد بن المعلی ازدی کی کتاب ترقیص میں

الازدي ان في شعر حليمة مما كانت ترقص به النبي صلى الله عليه وسلم

دیکھا ہے کہ حلیمہ کے شعر میں وہ ہیں جنسے حلیمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھلایا کرتی تھی

شعر يا رب اذ اعطيته فابقه واعله الى العلى وارقه وادحض اباطيل

شعر الہی اگر تونے اسکو دیا ہے تو اسکو زندہ رکھ اور اسکو بلند درجہ پر پہنچا اور ترقی دے اور اسکی برکت سے باطل

العدى بحقه وكانت الشيماء اخته من الرضاعة تحضنه وترقصه وتقول

دشمنوں کو گرا دے اور حضرت صلعم کی رضاعی بہن شیما نام انکو گود میں لیتی اور کھلایا کرتی اور یہ کہا کرتی

شعر هذا اخي لم تلده امي وليس من نسل ابي وعمي فديته من مخول

شعر یہ میرا بھائی ہے کہ اسکو میری ماں نے نہیں جنا اور نہ میرے باپ اور چچا کی نسل سے ہے میں اسپر اپنے ماموں اور چچا کو

معمي فانمه اللهم فيما تنمي واخرج البيهقي والصابوني والخطيب وابن

قربان کرتی ہوں یا الہی اسکو بڑھا جیسا تو بڑھایا کرتا ہے اور بیہقی اور صابونی اور خطیب اور ابن عساکر

عساكر وغيرهم عن العباس بن عبد المطلب قال قلت يا رسول الله صلى الله

وغیرہ نے عباس ابن عبد المطلب سے نقل کیا ہے عباس کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم دعاني للدخول في دينك امارة لنبوتك رايتك في المهد تناغي

علیہ وسلم تیری نبوت کی نشانی نے مجھکو تیرے دین میں داخل کر دیا میں نے تجھکو گہوارہ میں دیکھا کہ چاند سے

القمر وتشير اليه باصبعك فحيث اشرت اليه مال قال اني كنت احدثه

باتیں کرتے تھے اور اپنی انگلی سے اسکی طرف اشارہ کرتے تھے جدہر آپ اشارہ کرتے ادہر کو جھک جاتا

شهرا هو وخديجة فوافق ذلك شهر رمضان وقد يفهم من بعض

مع حضرت خدیجہ کے اعتکاف کریں تو اتفاقا ماہ رمضان ہی میں اتفاق ہوا اور سمجھتی

الكتب انه كان في غار حراء فخرج ذات ليلة فسمع السلام عليك فقال

کتابوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ غار حرا میں تھے سو ایک رات باہر نکلے تو سنا السلام علیک فرماتے ہیں

وظننتها فجاءة الجن فجئت مسرعا حتى جلست على خديجة فقالت

کہ میں نے اسکو جن کی جھپٹ خیال کی سو میں جلدی سے خدیجہ کے پاس آیا خدیجہ نے پوچھا

ما شأنك فاخبرتها فقالت ابشر بان السلام خير ثم خرجت مرة اخرى

تمہارا کیا حال ہے میں نے اسکو وہ حال بتلایا خدیجہ بولی خوش رہو کہ سلام خیر ہے پھر میں دوبارہ نکلا تو دیکھتا ہوں

فاذا بجبرئيل على الشمس جناح له بالمشرق وجناح بالمغرب الحديث

آفتاب کے پاس جبرئیل ہیں ایک بازو مشرق میں ہے اور ایک بازو مغرب میں الی آخرہ

الرابعة ليلة الاسراء ويروى خامسة ولا يثبت وقد افردنا في ذلك

چوتھی دفعہ شب معراج کو اور پانچویں دفعہ کی بھی روایت ہے اور ثابت نہیں ہوئی اور ہم نے اسکی تحقیق میں

رسالة ولله الحمد وقد وقع في طرق الاحاديث المروية في هذا الباب

ہمارا رسالہ لکھا ہے اور خدا کا شکر ہے اور اس باب میں جو حدیثیں ہیں ان کی بعض روایات میں

انه كان الغسل بماء زمزم وانه كان في طست من ذهب ملئ ايمانا ويستفيد

آیا ہے کہ آب زمزم سے غسل ہوا اور غسل سونے کے طشت میں ہوا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا کہ

منه ان ماء زمزم افضل واطهر من ماء الجنة ولا غسل بماء زمزم ويبقى السؤال

آب زمزم جنت کے پانی سے افضل اور پاکیزہ ہے باقی رہا یہ سوال

هل غسل قلبه الشريف في الطست خاصية له او فعل لغيره من الانبياء

آپ کے قلب مبارک کا غسل طشت میں حضرت کی خصوصیت ہے یا اور انبیاء علیہم السلام

ايضا عليهم السلام لم يبين بانه ورد في خبر التابوت والسكينة انه

کے واسطے بھی ہوا ہے تابوت اور سکینہ کی خبر میں آیا ہے کہ

كان فيه الطست الذي غسلت فيه قلوب الانبياء ذكره الطبري

تابوت میں وہ طشت تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے دل دھوئے گئے اسکو طبری نے ذکر کیا ہے

وعزاه عماد بن كثير في تفسيره لرواية السدي عن ابي مالك عن

اور اسکو عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر میں سدی کی روایت سے جو ابو مالک سے

لما نرى من بركته فكلمنا امه وقلنا لو تركته حتى يغلظ فانا نخشى
کیونکہ ہم انکی برکت دیکھتے تھے پھر ہمنے انکی ماں سے گفتگو کی اور ہمنے کہا کاش کہ آنکو چھوڑ دے کہ وہ یہاں تک کہ قوی ہو جاویں
عليه وباء مكة ولم نزل بها حتى ردته معنا فرجعنا به فوالله انه
ہمکو مکہ کی وبا کا ڈر ہے اور ہم یونہی کہتے رہے یہانتک کہ انکو ہمارے ساتھ کر دیا ہم پھر انکو لے آئے پھر اللہ کی قسم کہ حضرت
بعد مقدمنا بشهرين او ثلثة مع اخيه من الرضاعة لفي بهم لنا
آنے سے دو یا تین مہینے کے بعد رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے گھر کے بچھواڑے
خلف بيوتنا اذ جاء اخوه يشتد فقال لي ذاك اخي القرشي قد جاءه رجلان
مواشی میں تھے ناگاہ انکا بھائی دوڑتا آیا کہا وہ میرا قریشی بھائی اور ایک دو شخص
عليهما ثياب بيض الحديث في باب شق صدره الشريف صلى الله عليه وسلم
سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے آخر حدیث تک جو باب شق سینہ شریف میں ہے صلی اللہ علیہ وسلم
فانطلقنا نرده الى امه قبل ان يظهر ما نتخوف حتى قدمنا به الى امه
سو ہم انکو لیکر چلے تاکہ انکی ماں کے پاس پہنچا دیں جس سے ہم ڈرتے ہیں وہ ظاہر ہو یہانتک کہ ہم انکو انکی ماں کے پاس لے آئے
واخبرناها بشانه فقالت اخشيتما عليه الشيطان فلا والله ما
اور ہمنے انکا حال کہدیا وہ بولی کیا تمکو انپر شیطان کا ڈر ہے سو قسم اللہ کی نہیں ہے
للشيطان عليه سبيل وانه لكائن لابني هذا شان فائدة
شیطان کو انپر کوئی راہ نہیں ہے اور یہ میرے بیٹے کی ایک حالت ہونیوالی ہے فائدہ
كان شق الصدر الشريف المبارك المحمدي وغسل قلبه الاطهر
شق سینہ شریف بابرکت محمدی اور انکے پاکیزہ دل کا غسل
صلى الله عليه وسلم اربع مرات الاولى وهو صغير في بني سعد في بهم
صلی اللہ علیہ وسلم چار مرتبہ ہوا ہے پہلے بار جب وہ صغیر سن بنی سعد میں حلیمہ کی
حليمة والثانية وهو ابن عشر سنين وفي الحديث انه صلى الله عليه
مواشی میں تھے اور دوسری دفعہ جب کہ وہ دس برس کے تھے اور حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان ذلك اول ما ابتدأت به من امر النبوة وكان في الصحراء
وسلم نے فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ پہلے امر نبوت کا ابتدا کیا اور آپ جنگل میں تھے
والثالثة عند البعثة وكان صلى الله عليه وسلم نذر ان يعتكف
اور تیسری دفعہ بعثت کے قریب اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منت مانی تھی کہ ایک مہینے آپ

اسنادہ مجاهیل وقال ابن کثیر انه حدیث منکر جدا وسنده مجهول
اسناد میں مجہول راوی ہیں اور ابن کثیر کہتا ہے کہ یہ حدیث نہایت منکر ہے اور اسکی سند مجہول ہے

وقد جزم بعض العلماء ان ابویه صلی الله علیه وسلم ناجیان ولیسا
اور بعض علما جزم کرتے ہیں کہ حضرت صلے الله علیه وسلم کے ماں باپ دونوں ناجی ہیں اور دوزخ

فی النار والکلام فی ابائه الشریفة طویل والسکوت فی هذا الباب
میں نہیں ہیں اور حضرت صلعم کے ماں باپ میں بہت گفتگو ہے اور اس باب میں چپ رہنا

احوط ولقد احسن الحافظ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی حیث
احتیاط کی بات ہے اور بیشک حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے جہاں جو

قال شعر حبی الله النبی مزید فضل علی فضل وکان به رؤفا فاحیی
کہا ہے شعر الله نے نبی کو بڑی بزرگی پر بزرگی بخشی اور الله اسپر مہربان ہے پس اسکی

امه وکذا اباه لایمان به فضلا لطیفا فسلم فالقدیم بذا قدیر
ماں اور ایسے ہی باپ کو زندہ کیا فضل لطیف سے ایمان لانے کیواسطے پس سلام پہنچ کیونکہ ذات قدیم اسپر قادر ہے

وان کان الحدیث به ضعیفا ولقد اطنب بعض العلماء فی الاستدلال
اگرچہ اسکی روایت حدیث ضعیف ہو اور بیشک بعض علما نے ان دونوں کے ایمان لانیکی استدلال میں

لایمانهما فالله تعالی یثیبه الجنة علی قصده الجمیل فالحذر الحذر من
بڑی گفتگو کی ہے سو الله تعالی اسکو اسکی نیک ارادہ پر جنت کا ثواب دے پس بچو بچو انکے نقص بیان کرنے سے

ذکرهما بما فیه نقص لان ذلك یوذی النبی صلی الله علیه وسلم لان العرف
جو کچھ کہ نقص ہو کیونکہ یہ ذکر نبی صلے الله علیه وسلم کو ایذا دیتا ہے کیونکہ یہ عادت

جار بانه اذا ذکر ابو الشخص بما ینقصه او وصف بوصف فیه نقص
جاری ہے کہ جب کسی کے باپ کا ذکر ساتھ نقص کے کیا جاتا ہے یا عیب سے وصف کیا جاتا ہے

تاذی ولده بذکر ذلك له عند المخاطبة وقد قال صلی الله علیه وسلم
تو اسکے ذکر کرنے میں گفتگو کے نزدیک اسکا بیٹا رنج اٹھاتا ہے اور بیشک نبی صلے الله علیه وسلم نے فرمایا ہے کہ

لا تؤذوا الاحیاء بسب الاموات وللسیوطی رسائل فی اثبات هذا
زندہ آدمیوں کو مردوں کو برا کہکر مت ستایا کرو اور سیوطی کے اس مطلب کے ثابت کرنے میں کئی

المطلب فارجع الیها ثم مات جده عبد المطلب کافله وله مائة وعشرون
رسالے ہیں تو انکو دیکھ پھر حضرت صلعم کے دادا عبد المطلب حضرت کے کفیل تھے ایک سو بیس برس کی عمر میں

سنه ... پرورش دادا ... وفات ... دادا ...

ابن عباس کو فی المواهب اللدنیة ولما بلغ صلی الله علیه وسلم اربع
ابن عباس سے کرتا ہے اسکو منسوب کیا ہے مواہب لدنیہ میں ایسا ہی ہے اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چار برس

سنین وقیل خمسا وقیل ستا وقیل سبعا وقیل تسعا وقیل اثنی عشر سنة
کے ہوے اور کوئی کہتا ہے پانچ برس کے اور کوئی کہتا ہے چھ برس کے اور کوئی کہتا ہے سات برس کے اور کوئی کہتا ہے نو برس اور کوئی کہتا ہے بارہ برس

وشهرا وعشرة ایام مات امه بالابواء وقیل بالحجون وفی القاموس
ایک مہینہ اور دس دن کے ہوے تو ابوا میں حضرت کی والدہ مر گئیں اور کوئی کہتا ہے حجون میں اور قاموس میں ہے

ودار النابغة بمكة فيه مدفن امنة ام النبي صلى الله عليه وسلم واخرج
اور دار نابغہ مکہ میں ہے اسی میں آمنہ ام النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مدفن ہے اور ابن سعد

ابن سعد عن ابن عباس لما بلغ صلى الله عليه وسلم ست سنين خرجت به
ابن عباس سے نقل کرتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ برس کے ہوے تو آپکی والدہ صاحبہ

امه الى اخواله بنى عدى بن النجار بالمدينة تزورهم ثم رجعت به الى مكة
آپکو ماموں بنی عدی بن نجار کی طرف ملنے کو مدینہ لیگئیں پھر مکہ کی طرف لیکر پلٹیں

فلما كانت بالابواء توفيت وقد روي ان امنة امنت به صلى الله
جب ابوا میں آئیں تو مر گئیں اور بیشک روایت ہے کہ آمنہ مرنے کے بعد حضرت

عليه وسلم بعد موتها فروى الطبراني بسنده عن عائشة رضي الله عنها
صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں سو طبرانی اپنی سند سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے

ان النبي صلى الله عليه وسلم نزل الحجون كئيبا حزينا فاقام به ما شاء الله
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حجون میں رنجیدہ اور ملول پہنچے پھر وہاں جتنی کہ مشیت ایزدی تھی

عز وجل ثم رجع مسرورا قال سالت ربي عز وجل فاحيا لي امي فامنت
ٹھیرے پھر خوش ہوتے ہوے مراجعت کی فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اس نے میری ماں کو زندہ کر دیا اور وہ ایمان لائیں

بي ثم ردها وروى ابو حفص بن شاهين في كتاب الناسخ والمنسوخ
پھر اسکو پھیر دیا اور ابو حفص بن شاہین نے اپنی کتاب ناسخ والمنسوخ میں ایسا ہی روایت کیا ہے

نحوه وكذا روي من احاديث عائشة ايضا احياء ابويه صلى الله عليه
ایسے ہی حدیثیں عائشہ رضہ سے بھی مروی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ

وسلم حتى امنا به اورده السهيلي وكذا الخطيب قال السهيلي ان في
زندہ ہوگئے یہاں تک کہ حضرت پر ایمان لائے اسکو سہیلی لایا ہے اور ایسے ہی خطیب سہیلی کہتا ہے کہ اسکی سند میں روایت کے

ف [illegible]

عليه وسلم مشهورة قال ابن التين ان في شعر ابي طالب هذا دلالة على

علیہ وسلم کی حقیقت مشہور ہے ابن التین کہتا ہے کہ ابو طالب کے اس شعر میں یہہ دلالت ہے کہ ابو طالب

انه كان يعرف نبوة النبي صلى الله عليه وسلم قبل ان يبعث لما اخبره

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بعثت سے پہلے حق جانتا تھا کیونکہ

به بحيرا بفتح الموحدة وكسر المهملة وسكون المثناة التحتية اخره

انکو بحیرا بار موحدہ کی فتح اور حار مہملہ کی کسرہ اور یا ر مثناۃ تحتانیہ کے سکون سے اور آخر میں

راء مقصورة وغيره من شانه وتعقبه الحافظ ابن حجر بان ابن اسحق

را مہملہ مقصورہ یعنی بلا مد ہے وغیرہ حضرت کا حال کہہ چکے تھے اور اسکے پیچھے حافظ ابن حجر یہہ لایا ہے کہ ابن اسحق نے

ذكر ان انشاد ابي طالب لهذا الشعر كان بعد البعث ومعرفة ابي طالب

یہہ ذکر کیا ہے کہ ابو طالب کا یہہ شعر پڑھنا بعثت کے بعد تھا اور ابو طالب کا

بنبوته جاء في كثير من الاخبار وتمسك بها بعض الشيعة في انه كان

حضرت کی نبوت کو حق جانتا بہت خبروں میں آیا ہے اور بعضی شیعوں نے ان خبروں سے یہہ تمسک کیا ہے کہ

مسلما وانه مات على الاسلام وان الحشوية تزعم انه مات كافرا

ابو طالب مسلمان تھا اور اسلام پر مرا ہے اور حشویہ یہہ کہتے ہیں کہ ابو طالب کافر مرا

واستدلوا لدعواهم بما لا دلالة فيه انتهى كذا في المواهب وروي انه

اور اپنے دعوے پر ایسی چیز سے استدلال لائے ہیں کہ جس میں کچھ دلالت نہیں ہوتا انتہی یہہ مواہب میں ہے اور روایت ہے کہ

صلعم كان يقول له عند موته يا عم قل لا اله الا الله كلمة استحل لك

حضرت صلعم ابو طالب سے مرتے وقت فرماتے تھے چچا جی لا اله الا الله کلمہ پڑھ لو تا کہ میں تمہاری شفاعت

بها الشفاعة يوم القيمة فلما راى ابو طالب حرص رسول الله صلى الله

قیامت کے دن حلال کر لوں جب ابو طالب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

عليه وسلم قال له والله يا ابن اخي لولا مخافة قريش ان انما قلتها جزعا

حرص کو دیکھا تو آپ صلعم سے یہہ کہا بھتیجے اللہ کی قسم اگر مجھ کو قریش کا یہہ خوف نہ ہوتا کہ وہ کہینگے کہ موت کے

من الموت لقلتها لا اقولها الا لاسرك بها فلما تقارب من ابي طالب

ڈر سے کہا ہے تو البتہ کہہ لیتا میں کلمہ نہیں کہتا مگر تجھ کو خوش کرنے کو جب ابو طالب کا

الموت نظر العباس اليه يحرك شفتيه فاصغى اليه باذنيه فقال

دم نکلنے لگا تو عباس نے اسکے ہونٹ ہلتے دیکھے تب عباس نے اپنے کان اسکے لگائے اور کہا

سنة وقيل مائة واربعون سنة وكفله ابو طالب واسمه عبد مناف
مر گئے اور کوئی کہتا ہے ایک سو چالیس برس کی عمر میں اور آپکے کفیل کار ابوطالب ہو گئے اور انکا نام عبد مناف تھا

وكان عبد المطلب قد اوصاه بذلك لانه كان شقيق عبد الله وقد
اور عبد المطلب انکو کفالت کی وصیت کر گیا تھا کیونکہ عبد الله کے عینی بھائی تھے اور

أخرج ابن عساكر عن جلهمة بن عرفطة قال قدمت مكة وهم في قحط
ابن عساکر نے جلہمہ بیٹے عرفطہ سے نقل کیا ہے کہتا ہے میں مکہ میں آیا جو وقت کہ وہ قحط رسیدہ تھے

فقالت قريش يا ابا طالب اقحط الوادي واجدب العيال فهلم فاستسق
قریش نے کہا اے ابوطالب جنگل میں قحط خزاں آگئی اور عیال کال میں مبتلا ہو گئے آؤ مینہ کی دعا کرو

فخرج ابو طالب ومعه غلام كانه شمس دجن تجلت عنه سحابة قتماء وحوله
سو ابوطالب نکلے اور انکے ساتھ ایک لڑکا تھا جیسے آفتاب ابر کے بیچ میں سے ابھی نکلا ہے اور انکے گرد

اغيلمة فاخذه ابو طالب فالصق ظهره بالكعبة ولاذ الغلام باصبعه
اور چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے سو ابوطالب نے اس لڑکے کو لیا اور اسکی پشت کعبہ سے لگا دی اور اس لڑکے نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا

وما في السماء قزعة فاقبل السحاب من ههنا وههنا واغدق واغدودق
اور جس وقت آسمان میں ابر کا کوئی ٹکڑا نہیں تھا پھر ادھر ادھر سے بادل آنے شروع ہوئے پھر مینہ برسا اور خوب برسا

وانفجر له الوادي وفي ذلك يقول ابو طالب شعر وابيض يستسقى الغمام
اور نالے بہ نکلے اور ابوطالب اسی حال میں کہتا ہے شعر اور گورا رنگ کہ ابر اسکے چہرے

بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل + والثمال بكسر المثلثة الملجأ و
سیراب کیا جاتا ہے یتیموں کا فریادرس اور رانڈوں کا پناہ دینے والا اور ثمال ثا مثلثہ سے جائے پناہ اور

الغياث وقيل المطعم في الشدة والارامل المساكين من رجال ونساء
فریادرس اور کہا گیا ہے شدت کے وقت کھانا کھلانے والا اور ارامل مساکین مرد اور عورتیں

وهو بالنساء اخص واكثر استعمالا والواحد ارمل وارملة وهذا البيت
اور ارامل عورتوں سے خاص اور بہت مستعمل ہے اسکا واحد ارمل اور ارملہ ہے اور یہ بیت ابوطالب کے

من قصيدة لابي طالب ذكرها ابن اسحاق بطولها وله في مدحه
قصیدہ میں سے ہے اور اس قصیدہ کو ابن اسحاق نے سارا ذکر کیا ہے اور ابوطالب کے قصیدے حضرت

صلى الله عليه وسلم قصائد اخر وكفالته وحمايته رسول الله صلى الله
صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اور بھی ہیں اور ابوطالب کی ذمہ داری اور حمایت رسول خدا صلی اللہ

ابراهيم وذبيح اسمعيل وصفيه معد وعنصره مضر وجعلنا حضنة

ذریت میں اور اسمعیل کی اولاد اور معد کی نسل اور مضر کے خاندان میں پیدا کیا اور ہمکو اپنے گھر کا

بيته وسوّاس حرمه جعل لنا بيتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا

نگہبان اور اپنے حرم کا خدمت گزار بنایا اور ہمارے واسطے حج کرنیکا گھر اور امن کا مقام مقرر کیا اور ہمکو

الحكام على الناس ثم ابن اخي هذا محمد بن عبد الله لا يوزن برجل

لوگوں پر حاکم کر دیا پھر یہ محمد بن عبد اللہ میرا بھتیجا کسی شخص کے ساتھ وزن میں برابر نہیں کیا جاتا

الا رجح به ان كان في المال قل فان المال ظل زائل وامر حائل

کہ اس پر غالب ہو جاتا ہے اور اگرچہ مال میں کم ہے بیشک مال سایہ ڈھلنے والا ہے اور امر عارضی ہے

ومحمد من عرفتم قرابته وقد خطب خديجة بنت خويلد وبذل لها

اور محمد جسکی قرابت کو تم جانتے ہو اور اس نے خدیجہ بنت خویلد سے منگنی کی ہے

من الصداق ما عاجله واجله من مالي كذا وهو والله بعد هذا له

اور اسکا مہر [illegible] نقد اور دیر کا میرے مال میں سے اتنا اور اتنا ہے اور اللہ کی قسم آگے کو اسکی

نبأ عظيم وخطر جسيم ولما بلغ اربعين سنة قيل واربعين يوما

بڑی خبر ہے اور بڑی شان ہے اور جب عمر چالیس برس کی پہنچی اور کوئی کہتا ہے اور چالیس دن کے

وقيل عشرة ايام وقيل شهرين يوم الاثنين لسبع عشرة خلت من

اور کوئی کہتا ہے دس دن کے اور کوئی کہتا ہے دو مہینے کے پیر کے دن رمضان کی

شهر رمضان وقيل لاربع وعشرين ليلة وقال ابن عبد البر يوم

سترہویں تاریخ اور کوئی کہتا ہے چوبیسویں تاریخ اور ابن عبد البر کہتا ہے پیر کے

الاثنين لثمان من ربيع الاول سنة احدى واربعين من الفيل بعثه

دن ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ ہاتھی کے سال سے اکتالیسویں برس میں اللہ نے

الله رحمة للعالمين ورسولا الى كافة الثقلين اجمعين فرفع قدره

آپکو عالم کی رحمت کے واسطے مبعوث اور تمام جن و انسان کی طرف رسول بنا کر بھیجا [illegible]

واعلى ذكره في العالمين فاقام بمكة ثلث عشرة سنة ثم امر بالهجرة

اور ذکر بلند کر دیا پھر مکہ میں تیرہ برس رہے پھر مدینہ مطہرہ

الى المدينة المطهرة فاقام بها عشر سنين فجاهد في سبيل الله

کی طرف ہجرت کا حکم ہوا [illegible] دس برس رہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا

یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمة التی امرتہ بہا فقال لم اسمع کذا فی روایة ابن اسحق

بھتیجے اللہ کی قسم میرے بھائی نے کلمہ پڑھا وہ جو تم نے کہا تھا حضرت نے فرمایا میں نے تو نہیں سنا ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ

انہ اسلم عند الموت واجیب بانہ مخالف لما صح من موتہ علی ملة

مرتے وقت اسلام قبول کر لیا اور اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ صحیح روایت کے خلاف ہے کہ وہ عبد المطلب

عبد المطلب والکلام فیہ طویل واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل

کے ملت پر مرا ہے اور اسمیں گفتگو بہت دراز ہے اور اللہ حق کہتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے

ولما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنی عشرة سنة خرج مع عمہ

اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارہ برس کے ہوئے تو اپنے چچا ابو طالب کے

ابی طالب الی الشام حتی بلغ بصری فرآہ بحیرا الراہب واسمہ جرجیس

ساتھ شام کیطرف تشریف لے گئے یہانتک کہ بصرے تک پہنچے تب انکو بحیرا راہب نے دیکھا اور اسکا نام جرجیس تھا

فعرفہ بصفتہ فقال وہو اخذ بیدہ ہذا سید العالمین ہذا یبعثہ

سو انکو علامات سے پہچان لیا اور حضرت کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہا کہ یہ تمام عالم کا سردار ہے اسکو اللہ تمام عالم کی

اللہ رحمة للعالمین فقیل لہ وما علمک بذلک فقال انکم حین اشرفتم

رحمت کے لئے مبعوث کریگا اس سے کسی نے پوچھا تجھکو یہ کیونکر معلوم ہوا جواب دیا جب تم انکو عقبہ پر لیکر

بہ من العقبة لم یبق شجر ولا حجر الا خر لہ ساجدا ولا یسجدان الا لنبی

چڑھے تو کوئی درخت باقی رہا اور نہ پتھر مگر انکے سجدہ میں گر پڑا اور درخت و پتھر سوا نبی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے

وانی لاعرفہ بخاتم النبوة فی سفل غضروف کتفہ مثل التفاحة

اور میں تو انکو بیشک خاتم النبوت سے جو مونڈھے کی نرم ہڈی کے نیچے سیب مثال ہے پہچانتا ہوں

ونجدہ فی کتبنا وتزوج صلعم خدیجة وہو ابن خمس وعشرین وکانت

اور ہم اپنی کتابوں میں بھی پاتے ہیں اور حضرت صلعم نے خدیجہ سے جسوقت بیاہ کیا کہ جب پچیس برس کے ہوئے اور خدیجہ کو

تدعی فی الجاہلیة بالطاہرة وکان لہا حین تزوجہا النبی صلی اللہ

جاہلیت میں طاہرہ کہا کرتے تھے اور خدیجہ کی عمر اسوقت کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے

علیہ وسلم من العمر اربعون سنة واصدقہا عشرین بکرة وحضر ابوبکر

شادی کی چالیس برس کے تھے اور مہر بیس اونٹ مقرر کئے اور ابوبکر اور مضر کے

ورؤساء مضر فخطب ابوطالب فقال الحمد للہ الذی جعلنا من ذریة

سردار جمع ہوئے پھر ابو طالب نے خطبہ پڑھا الحمد للہ کی حمد ہے جسنے ہمکو ابراہیم کی

بجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين

ہم اُن لوگوں کیواسطے مخصوص کرینگے جو زمین میں بڑائی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور آخرت کی خوبی پرہیزگاروں کو ہے

وقال اليس في جهنم مثوى للمتكبرين قلنا يا رسول الله صلى الله عليه

اور فرمایا ہے کیا دوزخ میں تکبر کرنیوالوں کا ٹھکانا نہیں ہے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم متى اجلك قال دنا الفراق والمنقلب الى الله والى جنة المأوى

وسلم آپکی اجل کب ہے فرمایا اور اسی فراق میں اللہ کیطرف اور جنت الماویٰ کیطرف

والى سدرة المنتهى والى الرفيق الاعلى والكاس الاوفى والحوض

اور سدرۃ المنتہیٰ کیطرف اور رفیق الاعلیٰ کیطرف اور چھلکتے پیالوں اور حوض

والعيش المهنى قلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم من يغسلك قال

اور پسندیدہ عیش کیطرف بازگشت ہے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کون نہلاویگا فرمایا

رجال اهلي الادنى فالادنى قلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فيم نكفنك

میرے گھر کے مرد نزدیک سے نزدیک ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکو کفن کس کپڑے کا دیں

قال في ثيابي هذه ان شئتم او في ثياب مصر او حلة يمانية قلنا يا رسول

فرمایا اگر تم چاہو تو میرے انہیں کپڑوں میں یا مصر کے کپڑوں میں یا یمانی چادروں میں ہمنے عرض کیا یا رسول

الله من يصلي عليك منا وبكينا وبكى فقال مهلا رحمكم الله وجزاكم عن

اللہ آپ پر ہم میں سے نماز جنازہ کون پڑھے اور ہم رو پڑے اور آپ بھی روئے پھر فرمایا ٹھہرو خدا رحم کرے اور جزائے خیر دے تمہارے نبی کیطرف سے

نبيكم خيرا اذا انتم غسلتموني وكفنتموني فضعوني على سريري

اچھی جزا جب تم مجھکو نہلا چکو اور کفنا چکو تو مجھکو میرے اس تخت پر

هذا على شفير قبري في بيتي هذا ثم اخرجوا عني ساعة فان اول من

میرے گھر میں میری قبر کے کنارہ پر رکھدینا پھر میرے پاس سے ایک ساعت باہر چلے جانا کیونکہ پہلے پہل جو

يصلي علي حبيبي وخليلي جبريل ثم اسرافيل ثم ملك الموت معه جنود

میری نماز پڑھیگا تو میرا حبیب اور دوست جبرئیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت تمام فرشتوں کا لشکر

من الملائكة باجمعهم ثم ادخلوا علي فوجا فوجا فصلوا علي وسلموا تسليما

لشکر لیکر پڑھینگے پھر میرے پاس فوج فوج آنا اور میری نماز پڑھنا اور اچھی طرح سلام پڑھنا

ولا تؤذوني بتزكية ولا رنة وليبتدئ بالصلوة علي رجال اهل بيتي

اور مجھکو ستائش اور نوحہ کی ایذا نہ دینا اور چاہئے کہ میری نماز میرے اہلبیت کے مرد شروع کریں

ودعا الخلق ونور العالم بنور الايمان واليقين ولما كان الحكمة في

اور خلقت کو اسلام کیطرف بلایا اور عالم ایمان اور یقین کے نور سے روشن کردیا اور چونکہ حضرت صلی اللہ

بعثته صلى الله عليه وسلم هداية الخلق وتتميم مكارم الاخلاق وتكميل

علیہ وسلم کی بعثت میں یہی حکمت تھی کہ خلقت کو ہدایت ہوئے اور نیک اخلاق پورے ہوجاویں اور دین کی

مباني الدين فحين حصل هذا الامر وتم هذا المقصود رفعه الله تعالى

بنیاد کامل ہوجاوے پھر جب یہ امر حاصل ہو لیا اور یہ مقصود پورا ہوگیا تو انکو اللہ تعالیٰ نے

اليه في اعلى عليين وتوفاه الله وهو ابن ثلث وستين صلى الله عليه

اپنی طرف اعلیٰ علیین میں اٹھا لیا اور اسیطرح انکو وفات دی … تریسٹھ برس کے تھے صلی اللہ علیہ

وسلم وعلى اله وصحبه واتباعه واحزابه اجمعين الباب

وسلم اور رحمت ہو انکی آل اور اصحاب اور اتباع اور احزاب سب پر اور یہ دوسرا

الثاني في وفاته صلعم ونذكر فيه ما جاء من الاخبار في

باب حضرت صلعم کی وفات میں ہے اور ہم اسمیں وہ اخبار بیان کرینگے جو انکے

اوله واخره والله الموفق ومما وقع قبل مرضه بشهر ما روي عن ابن

اول اور آخر کے حال میں آئی ہیں [illegible]

مسعود قال نعى لنا نبينا وحبيبنا صلى الله عليه وسلم قبل موته بشهر

روایت ہے کہا [illegible] ہمارے نبی اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات [illegible]

هو بابي وامي ونفسي له الفداء فلما دنى الفراق جمعنا في بيت امنا عائشة

[illegible]

وتشدد لنا فقال مرحبا بكم وحياكم الله بالسلام رحمكم الله حفظكم

[illegible] مرحبا [illegible] اور خدا [illegible] سلامتی سے زندہ رکھے [illegible] خدا رحمت کرے [illegible]

جبركم الله رزقكم الله رفعكم الله اواكم الله وقاكم الله وصيكم بتقوى الله

[illegible]

اوصي بكم واستخلفه عليكم واحذركم اني لكم نذير مبين ان لا تعلوا

[illegible]

على الله في عباده وبلاده فانه قال لي ولكم تلك الدار الاخرة

[illegible]

الحادية عشرة وكان ابتداء مرضه في بيت ميمونة وقيل زينب بنت

گیارہ میں اور مرض کی ابتدا میمونہ کے گھر میں اور کوئی کہتا ہے زینب بنت

جحش وقيل ريحانة رضي الله عنهن وذكر الخطابي ان ابتداءه يوم

جحش کے گھر میں اور کوئی کہتا ہے ریحانہ رضی اللہ عنہن کے گھر میں اور خطابی نے بیان کیا ہے کہ مرض کی ابتدا پیر کے

الاثنين وقيل السبت وقيل الاربعاء قاله الحاكم وحكي في روضة قولين

دن ہوئی اور کوئی کہتا ہے شنبہ کے روز اور کوئی کہتا ہے بدھ کے دن یہ حاکم کا قول ہے اور روضہ میں دو قول کہے ہیں

وفي مدته اختلاف قيل اربعة عشر وقيل اثني عشر يوما وعليه الاكثرون

اور مرض کی مدت میں اختلاف ہے کوئی چودہ دن کہتا ہے اور کوئی بارہ دن کہتا ہے اور اکثر علما اسی پر ہیں

وقيل عشرة وبه جزم سليمان التيمي وقد جزم وهو احد الثقات بان

اور کوئی دس دن کہتا ہے اور سلیمان تیمی اسی کا یقین کرتا ہے اور یہ بھی یقین کیا ہے اور وہ ثقات میں سے ہے کہ

ابتداء مرضه يوم السبت الثاني والعشرين من صفر ومات يوم الاثنين

مرض کی ابتدا شنبہ کے دن ۲۲ صفر کی بائیسویں تاریخ ہوئی اور پیر کے دن

لليلتين خلتا من ربيع الاول وفي الاكتفاء ولما قفل رسول الله صلى

ربیع الاول کی دوسری تاریخ وفات پائی اور اکتفا میں ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ

الله عليه وسلم من حجة الوداع اقام بالمدينة بقية ذي الحجة والمحرم

علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پھر کر آئے تو مدینہ میں ماہ ذی الحجہ کے باقی دن اور ماہ محرم

وصفر وضرب على الناس بعثا واسامة بن زيد الى الشام وامره ان

اور ماہ صفر ٹھہرے رہے اور لوگوں کو تنبیہ کی اور اسامہ بن زید کو شام کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ

يوطئ الخيل تخوم البلقاء والداروم من ارض فلسطين فتجهز الناس

فلسطین کی سرزمین سے بلقا اور داروم کے حدود تک گھوڑوں کو روند ڈالیں پس لوگوں نے سامان

واوعب مع اسامة المهاجرين الاولين وكان اخر بعث بعثه رسول الله

جنگ کیا اور اسامہ کے ساتھ مہاجرین اولین جمع کر دیے اور یہ آخری لشکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم فبينا الناس على ذلك ابتدأ صلوات الله وسلامه

علیہ وسلم نے روانہ کیا پس لوگ تو اسی طرح تیاری میں تھے کہ رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ کو

عليه بشكواه الذي قبضه الله تعالى فيه الى ما اراد به من رحمته

وہ مرض شروع ہوا جس میں انکو اللہ تعالی نے اٹھا لیا ارادہ کے موافق رحمت اور کرامت کی طرف

تخوم بالضم الفصل بین الارضین من المعالم والحدود ۱۲ ق

ثم نساءهم ثم انتم بعد ثم اقرئوا السلام علی من غاب عنی من اصحابی ومن تبعنی من السلام
پھر انھوں سے عورتیں پھر بعد اسکے تم پھر ان پر جو میرے یار غائب ہیں سلام پہنچا اور ان پر سلام کہنا

علی من یتبعنی علی دینی من یومی هذا الی یوم القیامة قلنا یا رسول الله صلی الله
جو آج کے دن سے قیامت کے دن تک میرے دین پر باقی رہینگے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم من یدخلک قبرک قال اهلی مع الملائکة کثیرة یرونکم من حیث لا
علیہ وسلم آپ کو قبر میں کون اتارے فرمایا میری اہل فرشتوں کے ساتھ بہت ہیں تمکو دیکھتے ہیں اس طرح کہ تم انکو

ترونهم وفی انوار التنزیل والمدارک عن ابن عباس انه قال اخر آیة نزل
نہیں دیکھتے اور انوار التنزیل اور مدارک میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ سب سے پچھلی آیت

بها جبرئیل واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله ثم توفی کل نفس ما کسبت
جو جبرئیل لیکر آیا یہ ہے ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ کی طرف پھیر کر جاؤگے پھر ہر ایک جان پورا دیا جاویگی جو کچھ کمایا

وهم لا یظلمون وقال ضعها علی راس مائتین وثمانین آیة من البقرة وعاش
اور وہ ظلم نہیں کیے جاوینگے اور فرمایا کہ اس آیت کو سورہ بقرہ میں دو سو اسی آیتوں کے بعد ملا دے اور اسکے بعد

رسول الله صلی الله علیه وسلم بعدها احدا وعشرین یوما وقیل احدی وثمانین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیس دن جیتے رہے اور کوئی کہتا ہے اکیاسی

یوما وقیل ثلث ساعات وفی تفسیر الزاهدی وحکی ابن عباس وقال ختم الوحی
دن اور کوئی کہتا ہے تین گھڑی اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے اور یہ کہا کہ وحی وعید پر

بالوعید ذکر ابتداء مرضه صلی الله علیه وسلم وکیفیته روی انه
ختم ہوئی ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتداء مرض کا اور اسکی کیفیت کا روایت ہے کہ

ابتدا به صداع فی واخر صفر للیلتین بقیتا منه یوم الاربعاء فی بیت
صفر کی اٹھائیسویں تاریخ بدھ کے دن میمونہ کے گھر میں پہلے درد سر

میمونة وقیل للیلة وقیل بل فی مفتتح ربیع الاول فی الوفا مرض فی صفر
شروع ہوا اور کوئی کہتا ہے انتیسویں اور کوئی کہتا ہے بلکہ ربیع الاول کے ابتدا میں اور وفا میں ہے کہ صفر کی

بعشر بقین منه وتوفی صلی الله علیه وسلم لاثنی عشر لیلة خلت من
بیسویں تاریخ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول کی

الربیع الاول انتهی وذکر رزین عن ابی حاتم شهر الربیع الاول من السنة
بارہویں تاریخ ہوئی انتہی اور رزین ابی حاتم سے نقل کرتا ہے اور ربیع الاول سن

الله صلى الله عليه وسلم من البقيع فوجدني وانا اجد صداعا في راسي وانا

صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے پھر کر آئے تو مجھکو اس حال میں پایا کہ میرے سر میں درد تھا اور میں

اقول وا راساه فقال بل انا والله يا عائشة اقول وا راساه قالت وكان

کہتی تھی ہائے سر پس فرمایا بلکہ اللہ کی قسم اے عائشہؓ میں کہتا ہوں ہائے سر عائشہؓ کہتی ہیں کہ

يسلك رسول الله بالمزاح علي فتبسم منه فقال وما ضرك لو مت

رسول اللہ صلعم مجھکو مزاح کی باتوں میں ... پس فرمایا تیرا کیا نقصان ہو اگر تو مجھ سے پہلے

قبلي فقمت عليك وكفنتك وصليت عليك ودفنتك فقلت والله

مر جائے تو میں تیرا ... ہو جاؤں اور کفن دوں اور جنازہ کی نماز پڑھوں اور دفن کروں ... اللہ کی قسم

لكأني بك وقد فعلت ذلك فرجعت الى بيتي فاعرست ببعض نسائك

گویا میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ ... پھر گھر کی طرف ... اور کسی عورت سے ...

من آخر ذلك اليوم فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم فتتام به

ازواج میں سے عروسی کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر آپ کے مرض نے

وجعه وهو يدور على نسائه حتى اشتد به وهو في بيت ميمونة فدعا

شدت پکڑی حالانکہ اپنی ازواج پر دورہ فرماتے تھے یہاں تک کہ وہ مرض ... میمونہ کے گھر تھے ... پس بلایا

نساءه يستاذنهن في ان يمرض في بيتي فاذن له فخرج رسول الله

سب بیبیوں کو ... اجازت مانگتے تھے ... کہ میرے گھر میں بیمار داری کی جاوے ... پھر نکلے رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم يمشي بين رجلين من اهله احدهما الفضل بن عباس

صلی اللہ علیہ وسلم ... اپنے اہل میں سے دو شخصوں کے بیچ میں چلتے تھے ... ایک تو فضل بن عباس

ورجل آخر عاصبا راسه تخط قدماه حتى دخل بيتي قال ابن عباس

اور ایک شخص اور ... سر مبارک باندھے ہوئے ... دونوں قدم مبارک ... یہاں تک کہ میرے گھر میں آئے ... ابن عباس

ان الرجل الآخر هو علي بن ابي طالب ثم اغمر رسول الله صلى الله عليه

وہ دوسرے شخص علی بن ابی طالب تھے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم واشتد به وجعه وفي رواية ... ان قال وا راساه فذهب فلم

... اور ایک روایت میں ... وا راساہ ... پھر تشریف لیگئے ...

يلبث الا يسيرا حتى جيء به محمولا في كساء فدخل علي وبعث الى النساء

... آپ کو کپڑا ... اٹھا کر لاے ... پھر میرے گھر آئے اور ازواج مطہرات کو کہلا بھیجا

وكرامته في ليال بقين من صفر او في اول شهر ربيع الاول فكان اول

ماہ صفر کے آخری دنوں میں یا ماہ ربیع الاول کے اوائل میں قبض کر لیا سو اسکی اول

ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما ذكر انه خرج الى بقيع الغرقد

ابتدا جیسا کہ ذکر ہوا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بقیع غرقد کی طرف

من جوف الليل فاستغفر لهم ثم رجع الى اهله فلما اصبح ابتدئ بوجعه

تشریف لے گئے پس انکے واسطے مغفرت کی دعا کی پھر گھر چلے آئے جب صبح ہوئی تو اسی دن

في يومه ذلك حدث ابو مويهبة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بعثني

مرض شروع ہو گیا ابو مویہبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ روایت کرتا ہے کہ مجھ کو

رسول الله صلى الله عليه وسلم من جوف الليل فقال يا ابا مويهبة اني قد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت بلایا پس فرمایا اے ابو مویہبہ مجھ کو

امرت ان استغفر لاهل هذا البقيع فانطلق معي فانطلقت معه فلما

حکم ہوا ہے کہ اس گورستان والوں کے واسطے مغفرت کی دعا کروں تو میرے ساتھ چل پس میں ساتھ گیا جب

وقف عليهم قال السلام عليكم يا اهل المقابر ليهن عليكم ما اصبحتم

وہاں جا کر کھڑے ہوئے فرمایا السلام علیکم اے اہل قبور تمہیں تمہاری صبح خوشگوار ہو جیسی

فيه مما اصبح الناس فيه اقبلت الفتن كقطع الليل المظلم يتبع آخرها

کہ تم ہو اور لوگوں کی صبح کے فتنے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آ پہنچے کہ پچھلا اگلے کے ساتھ

اولها ثم اقبل علي فقال يا ابا مويهبة اني قد اوتيت مفاتيح خزائن الدنيا

لگا ہوا ہے پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو مویہبہ مجھ کو دنیا کے خزانوں کی کنجیاں [illegible]

والخلد فيها ثم الجنة فخيرت بين ذلك وبين لقاء ربي فقلت بابي

[illegible]

انت وامي فخذ مفاتيح خزائن الدنيا والخلد فيها ثم الجنة فقال لا والله

[illegible]

يا ابا مويهبة لقد اخترت لقاء ربي والجنة ثم استغفر لاهل البقيع ثم

اے ابو مویہبہ [illegible] رب کی ملاقات اور جنت اختیار کر لیا پھر اہل بقیع کیلئے مغفرت کی دعا کی [illegible]

انصرف فبدئ به وجعه الذي قبضه الله فيه وقالت عائشة رضي الله عنها

[illegible]

أمر بذلك وتخوفنا أن يكون بك ذات الجنب فقال إنها من الشيطان ولم
کہا تھا اور ہمکو خوف ہوا کہ شاید آپ کو مرض ذات الجنب ہو فرمایا ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے اور
يكن الله عز وجل يسلطها علي ولا ليرميني بها ولكن هذا عمل النساء لا
اللہ عز و جل نے ذات الجنب کو مجھ پر مسلط نہیں کیا اور نہ مجھ پر شیطان اس کو ڈال سکے یہ عورتوں کا کام ہے گھر
يبقى أحد في البيت إلا لُدّ إلا عمي العباس فإن عينه لا تناوله فلُدّ وأكلهم
میں کوئی باقی نہیں رہیگا سوا چچا عباس کے کہ دوا پلایا جاویگا کیونکہ میرا قول انکو شامل نہیں تو سب کو دوا دی گئی
ولدّت ميمونة وكانت صائمة بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم خرج رسول
اور میمونہؓ نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے موافق دوا پی حالانکہ روزہ سے تھیں پھر رسول اللہ
الله صلى الله عليه وسلم إلى بيت عائشة رضي الله عنها وكان بين ابن العباس وعلي والفضل
صلے اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے گھر آئے کیونکہ وہ انہیں کا دن تھا عباس اور علی کے سہارے سے چلے گئے اور فضل کمر
يمسك بظهره ورجلاه يخطان حتى دخل على عائشة فلم يزل عندها مغلوبا
کو تھامے تھے اور آپ کے دونوں قدم گھسٹتے جاتے تھے یہاں تک کہ عائشہؓ کے ہاں چلے گئے پھر انہیں کے پاس مغلوب رہے
لا يقدر على الخروج من بيتها إلى غيره ثم إن وجعه اشتد فقالت عائشة جعل
انکے گھر سے کسی دوسری جگہ جانے کی قدرت نہیں رہتی تھی پھر حضرت کا مرض غالب ہو گیا عائشہؓ کہتی ہیں کہ بیماری کا
يشتكي ويتقلب على فراشه فقلت له لو صنع هذا بعضنا لوجدت عليه
حال ہو گیا اور بستر پر لوٹتے تھے میں نے عرض کیا اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو آپ اس پر غصہ کرتے
فقال إن المؤمنين يشدد عليهم إنه لا يصيب المؤمن نكبة من شوكة
پس فرمایا بیشک مومنین پر شدت ہوا کرتی ہے شان یہ ہے کہ مومن کو کوئی کانٹے کی خلش پہنچے اس سے زیادہ
فما فوقها إلا رفع الله له بها درجة وحط عنه بها خطيئة وقالت ما رأيت
نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مومن کا درجہ بلند اور اس کی خطا معاف کر دیتا ہے اور عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کسی کو
أحدا كان أشد عليه الوجع من رسول الله صلى الله عليه وسلم وروي أنه لا يكاد تقر يده عليه
نہیں دیکھا کہ اس کو مرض رسول اللہ صلعم سے زیادہ سخت ہوا ہو اور روایت ہے کہ یہ حال تھا کہ تپ کی گرمی کی وجہ سے ہاتھ
من شدة الحمى فقال إنه ليس أحد أشد بلاءً من الأنبياء كما يشتد علينا البلاء كذلك
آپکے بدن پر نہیں ٹھہر سکتا تھا پس فرمایا کہ انبیاء سے زیادہ سخت بلا میں کوئی نہیں ہوتا اور جیسے ہم پر بلا سخت ہوتی ہے ویسے ہی
يضاعف لنا الأجر عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال دخلت على النبي صلى الله عليه
ہمارا ثواب دوچند ہوتا ہے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی

فقال انی قد اشتکیت وانی لا استطیع ان ادور بینکن فاذن لکن

کہلا بھیجا کہ میں بیمار ہو گیا ہوں اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ تم میں دورہ کروں پس مجھکو اجازت دیدو

عند عائشة فکنت اوضیه ولم اوضئ احدا قبله وروی ان رسول الله

عائشہ کے پاس رہوں پھر میں حضرت کو وضو کرایا کرتی اور آپ سے پہلے کبھی کسی کو وضو نہیں کرایا تھا اور روایت ہے کہ رسول خدا

صلی الله علیه وسلم کان یسأل فی مرضه این انا غدا یرید یوم عائشة

صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہونگا مقصود عائشہ کا دن تھا

فاذن له ازواجه یکون حیث یشاء وکان فی بیت عائشة حتی مات

سو حضرت کے ازواج نے یہ اجازت دیدی کہ جہاں چاہیں رہیں سو عائشہ کے گھر رہتے تھے یہاں تک کہ انہیں کے گھر میں

فی بیتها وفی روایة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یحمل فی ثوب یطاف

وفات پائی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں اٹھا کر ازواج مطہرات کو

به علی نسائه وهو مریض یقسم بینهن قالت عائشة ثم تمادی به

گھر اٹھائے پھرتے تھے اور انمیں تقسیم پوری کرتے تھے عائشہ رض کہتی ہیں کہ پھر آپکا مرض طول کھینچا

وجعه وهو فی ذلك یدور علی نسائه حتی اجتمعن برسول الله صلی الله

اور حضرت اسی حالت میں اپنی ازواج پر دورہ کرتے تھے یہاں تک کہ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیه وسلم فی بیت میمونة فلما راوا ما به اجتمع رای اهل البیت ان یلدوه

کی خدمت میں میمونہ کے گھر جمع ہوئیں جب انہوں نے آپکا یہ حال دیکھا تو سب اہل بیت کی رائے متفق ہوئی کہ آپ کو دوا پلائیں

وتخوفوا ان یکون به ذات الجنب ففعلوا وفی روایة عن عائشة قالت

اور سبکو یہ خوف ہوا کہ شاید آپ کو ذات الجنب ہو سو یہی کیا اور ایک روایت میں عائشہ سے ہے وہ کہتی ہیں کہ

کانت یاخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم الخاصرة فاخذته یوما واغمی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی کوکھ پکڑ لیا کرتے تھے سو ایک روز بیٹھے پکڑ لی اور آپ پر ایسی غشی

علیه حتی ظننا انه هلك فلددناه ثم فرج عن النبی صلی الله علیه وسلم وق

طاری ہوئی کہ ہمنے یہ گمان کیا کہ ہلاک ہو گئے سو ہمنے دوا پلائی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہو گیا اور دوا

لددوه فقال من صنع لی هذا فبینه فاعتللن بالعباس قالت جئتم من

پلا چکے تھے آپ نے فرمایا میرے ساتھ یہ کسنے خوبی کی ہے سو وہ ڈر گئیں اور عباس کا بہانہ کیا اور تم

فی البیت العباس سببا ولم یکن له فی ذلك رای فقالوا عمك العباس

گھر میں موجود تھے عباس کو سبب ٹھہرا لیا حالانکہ انہیں کوئی رائے اس میں نہ تھی اور کہہ دیا کہ یہ آپ کے چچا عباس نے

وعن ابن عمر رضی جاء ابو بکر رض فقال یا رسول اللہ ائذن لی فامرضك فاکون

اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ابو بکرؓ آئے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو اجازت دو کہ تمہاری بیمار داری کروں اور میں ہی

الذی اقوم علیك قال یا ابا بکر ان لم احمل ازواجی وبناتی واهل بیتی

آپکی خدمت پر قائم رہوں حضرت نے فرمایا اے ابو بکرؓ اگر میں اپنی ازواج اور بیٹیوں اور اہل بیت سے

علاجی ازددت مصیبتی علیهم عظیما وقد وقع اجرك علی اللہ ومما وقع

اپنے علاج کی خدمت نہ لوں تو انپر میری مصیبت سخت بہت ہو جاویگی اور تیرا ثواب اللہ کے ذمہ ہو چکا اور مرض کے

فی مرضه انه خطب الناس فی مرضه وقال فی خطبته ان اللہ تبارك و

واقعات میں سے ہے کہ حضرت نے اپنی مرض میں لوگوں کو خطبہ سنایا اور خطبہ میں یہ فرمایا بیشک اللہ تبارک و

تعالی خیر عبدا بین الدنیا وبین ما عنده فاختار ذلك العبد ما عند

تعالی نے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ دنیا لے یا جو کچھ اللہ کے پاس ہے سو اس بندہ نے وہ اختیار کیا جو اللہ کے

اللہ فبکی ابو بکر رض فعجبنا من ابی بکر ان اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیه

پاس ہے تب ابو بکرؓ رو پڑے اور ہمنے ابو بکرؓ کے رونے سے تعجب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بندہ کی خبر دی

وسلم عن عبد خیره اللہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المخیر وکان ابو بکر رض

اللہ تعالی نے کسی بندہ کو اختیار دیا ہو اور حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا اور ابو بکرؓ ہم سب سے

اعلمنا وانه اعتق فی مرضه اربعین نفسا وروی ان رسول اللہ صلی

دانا تر تھے اور یہ بھی کہ اپنے مرض میں چالیس بردے آزاد کئے اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللہ علیه وسلم کان لم یشتك شکوی الا سأل اللہ تبارك وتعالی العافیة

علیہ وسلم کبھی نہیں بیمار ہوئے مگر اللہ تبارک و تعالی سے عافیت کی دعا مانگی

حتی کان فی مرضه الذی توفی فیه فانه لم یدع بالشفاء بل جعل

یہاں تک کہ اس مرض میں کہ جس میں وفات پائی بیمار ہوئے سو اس مرض میں صحت کی دعا نہ مانگی بلکہ اپنے نفس کو

نفسه وشرع یقول یا نفس ما لك تلوذین کل ملاذ ومما وقع فی مرضه

عتاب فرمایا اور کہنا شروع کیا اے نفس تجھے کیا ہوا کہ تو ہر جگہ پناہ لیتا ہے اور مرض کے واقعات میں سے یہ ہے کہ

انه اسر الی فاطمة رض حدیثا فبکت ثم اسر الیها حدیثا فضحکت فقالت

آپنے حضرت فاطمہؓ کے کان میں کوئی بات کہی وہ رونے لگیں پھر کچھ پوشیدہ کہا سو ہنسنے لگیں عائشہؓ

عائشة رض فسألتها عن ذلك فقالت ما کنت لافشی سر رسول اللہ صلی

کہتی ہیں پوچھا میں نے وہ بات جو تھی سو فاطمہؓ نے جواب دیا میں وہ نہیں ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید

وسلم وهو يوعك وعكا شديدا فقلت يا رسول الله انك لتوعك وعكا

خدمت میں حاضر ہوا اور آپکو بہت شدت سے گرم تپ ہو رہی تھی پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکو بڑی شدت سے

شديدا قال اجل اني اوعك كما يوعك رجلان منكم قلت ذلك ان لك

گرم تپ ہے فرمایا ہاں مجھکو اتنی گرم تپ ہے جتنی تم میں سے دو شخصوں کو ہو میں نے عرض کیا یہ اسلئے کہ آپکو دو

اجرين قال اجل ذلك كذلك ما من مسلم يصيبه اذى شوكة فما فوقها

اجر ملینگے فرمایا ہاں یہ بات اسی طرح ہے کوئی مسلمان نہیں ہے کہ اسکو کانٹے کی یا اس سے زیادہ تکلیف ہو

الا كفر الله بها سيئاته كما تحط الشجرة ورقها رواه البخاري وعن عائشة

مگر اللہ اسکے سبب سے اسکے گناہ کو دور کر دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور عائشہ سے روایت ہے

قالت لما اشتد وجعه قال صبوا علي من سبع قرب لم تحلل اوكيتهن لعلي

کہتی ہیں جب حضرت کا مرض سخت ہو گیا تو فرمایا میرے اوپر سات مشکیں جنکے سر بند کھلے نہوں بہاؤ تاکہ

استريح فاعهد الى الناس قالت عائشة فاجلسناه في مخضب لحفصة

میں راحت پاؤں پس لوگوں کو عہد کروں عائشہ کہتی ہیں پھر ہم نے حضرت کو حفصہ کے ٹب میں

من نحاس وسكبنا عليه الماء حتى طفق يشير الينا ان قد فعلتن ثم خرج

بٹھایا اور ان پر پانی بہانا شروع کیا یہانتک کہ ہماری طرف اشارہ کرنا شروع کیا کہ بس اب تم کر چکیں پھر نکلے

فقام يومئذ خطيبا فحمد الله واثنى عليه واستغفر للشهداء الذين

اور آپ اس دن خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے پس اللہ کی حمد و ثنا کی اور ان شہیدوں کے لئے جو احد کے دن

قتلوا يوم احد ذكر امتداد مرضه صلى الله عليه وسلم كانت

مارے گئے تھے مغفرت کی دعا مانگی ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی امتداد کا حضرت

مدة علته اثني عشر يوما وقيل ثمانية عشر يوما وقال رسول الله صلى

کی بیماری کی مدت بارہ دن ہیں اور کوئی اٹھارہ دن کہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله عليه وسلم في مرضه سدوا هذه الابواب الا ابواب الشوارع الى المسجد الا باب

وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا یہ دروازے جو مسجد میں آنے جانے کے سبب بند کرو مگر دروازہ

ابي بكر فاني لا اعلم رجلا احسن يدا عندي في الصحابة من ابي بكر

ابوبکر کے کیونکہ میں صحابہ میں سے اپنے اوپر احسان کرنے والا ابوبکر سے زیادہ کسیکو نہیں جانتا

وفي رواية سدوا عني كل خوخة في هذا المسجد غير خوخة ابي بكر رض

اور ایک روایت میں ہے میری طرف سے ساری کھڑکیاں اس مسجد کی بند کرو مگر ابوبکر کی کھڑکی

مرضه فقال النبي صلى الله عليه وسلم لعبد الله بن زمعة اخرج وقل لابي بكر

پڑھی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن زمعہ کو فرمایا جا اور ابو بکر سے کہہ کہ

يصلي فخرج فلم يجد على الباب الا عمر في جماعة ليس فيهم ابو بكر فقال يا عمر

نماز پڑھاوے سو عبد اللہ بن زمعہ باہر نکلا اور دروازہ پر سوا عمر کے کسی کو نہ پایا وہ ایک جماعت میں تھے کہ ان میں ابو بکر نہ تھے عبد اللہ بن زمعہ نے کہا اے عمر

صل بالناس فلما كبر وكان رجلا صيتا سمع النبي صلى الله عليه وسلم صوته

لوگوں کو نماز پڑھاوے جب عمر نے اللہ اکبر کہا اور وہ بلند آواز تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی آواز سنی

فقال يأبى الله والمسلمون الا ابا بكر ثلث مرات قال فقال عمر لعبد الله

تب فرمایا اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں مگر ابو بکر کے واسطے تین مرتبہ فرمایا راوی کہتا ہے کہ پھر عمر نے عبد اللہ بن

بن زمعة بئس ما صنعت كنت ارى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرك

زمعہ سے کہا تو نے کیا برا کیا میں تو یہ جانتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھکو حکم فرمایا ہے کہ

ان تامرني قال لا والله وما امرني ان امر احدا وروي ان بلالا اذن فوقف

مجھکو کہیو عبد اللہ بن زمعہ نے کہا نہیں اللہ کی قسم مجھکو کسی سے کہنے کو نہیں فرمایا تھا اور روایت ہے کہ بلال نے اذان کہی پھر

على الباب فقال السلام عليك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم يرحمك الله

دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تجھ پر اللہ رحمت کرے

فقال مر ابا بكر يصلي بالناس فخرج بلال ويده على ام راسه وهو ينادي

آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہہ کہ لوگوں کو نماز پڑھاوے سو بلال نکل چلا اور سر پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور پکارتا تھا

واغوثاه وانقطاع رجاه وانكسار ظهراه ليتني لم تلدني امي واذ ولدتني

ہائے فریاد اور رجا کا قطع ہونا اور کمر کا ٹوٹ جانا کاش کہ مجھکو میری ماں نہ جنتی اور اگر جنتی تو کاش کہ

لم اشهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا ودخل المسجد وقال يا ابا بكر

میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال نہ دیکھتا اور مسجد میں گیا اور کہا اے ابو بکر

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرك ان تتقدم فلما نظر ابو بكر الى خلاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھکو فرماتے ہیں کہ تو پیش امام ہو جب ابو بکر نے رسول اللہ

المسجد من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان رجلا رقيقا لم يتمالك

صلے اللہ علیہ وسلم سے مسجد خالی دیکھی حالانکہ وہ مرد نرم دل تھے نہ تھم سکے

ان خر مغشيا وصاح المسلمون فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم الضجة

آخر غش کھا کر گر پڑے تب مسلمانوں نے غل کیا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ غل سنا اور

عليه وسلم حتى اذا قبض سألتها فقالت انه اسر الي فقال ان جبريل كان
انھوں نے دونوں آخر جب حضرت نے وفات پائی تو میں نے فاطمہؓ سے پوچھا جواب یا کہ حضرت نے چپکے کان میں فرمایا تھا بیشک جبرئیل ہر سال ایک بار

يعارضني بالقرآن في كل عام مرة وانه عارضني العام مرتين ولا اراه الا
مجھسے قرآن کا ایکبار دور کیا کرتا تھا اور اس برس کے سال جبرئیل نے دوبارہ دور کیا ہے اور میں نہیں جانتا مگر بیشک

حضر اجلي وانك اول اهل بيتي لحوقا بي ونعم السلف انا لك فبكيت لذلك
میری اجل آگئی ہے اور بیشک تو میری اہل بیت میں سے مجھسے اول ملنے والی ہوگی اور میں تیرے لیے اچھا میر منزل ہوں تو میں روئی تھی

ثم قال الا ترضين ان تكوني سيدة نساء هذه الامة او نساء المؤمنين
پھر فرمایا کیا تو خوش نہیں ہوتی کہ تو اس امت کے سب عورتوں کی سردار ہو یا یہہ فرمایا مومنین کی عورتوں کی سردار ہو

فضحكت لذلك ومما وقع في مرضه انه صلى الله عليه وسلم كان يصلي بالناس
پس میں اسلیے ہنس پڑی اور مرض میں جو واقعات ہیں سو یہہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایام مرض میں لوگوں کی

في مدة مرضه وانما انقطع ثلثة ايام وقيل سبع عشرة صلوة فلما اذن
امامت کیا کرتے تھے اور بیچ تین روز امامت بند رہی اور کوئی کہتا ہے سترہ نمازوں میں پھر جب اذان ہوئی

بالصلوة في اول ما امتنع وهي صلوة العشاء قال مروا ابا بكر فليصل
نماز کیواسطے اذان ہوئی جس میں امامت نہیں ہوئی اور وہ عشا کی نماز تھی تو فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو

بالناس وعن الزهري قال النبي صلى الله عليه وسلم لعبد الله بن زمعة مر الناس
نماز پڑھاوے اور زہری سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن زمعہ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہو کہ

فليصلوا فخرج عبد الله بن زمعة فلقي عمر بن الخطاب فقال صل بالناس
نماز پڑھ لیں سو عبد اللہ بن زمعہ باہر آیا پس عمر بن الخطابؓ سے ملا اور کہا لوگوں کو نماز پڑھا دو سو

فصلى عمر بالناس فجهر بصوته وكان جهير الصوت فسمع رسول الله صلى
پس عمرؓ نے امام ہوکر نماز شروع کی پس اپنی آواز بلند کی اور وہ بلند آواز تھے پس رسول خدا صلے اللہ علیہ

الله عليه وسلم صوته فقال أليس هذا صوت عمر فقالوا بلى يا رسول الله
وسلم نے انکی آواز سنی اور فرمایا کیا یہہ آواز عمرؓ کی نہیں تو سب نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم فقال يابى الله ذلك والمؤمنون ليصل بالناس ابو بكر كذا
علیہ وسلم تب فرمایا اس سے اللہ اور مومنین انکار کرتے ہیں چاہیے کہ ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاوے منتقی

ذكر في المنتقى وفي شرح المواقف ان بلالا اذن بالصلوة في زمان
میں انصاری کی ذکر ہے اور شرح مواقف میں ہے کہ حضرت کے زمان مرض میں بلالؓ نے نماز کی اذان

ليتأخر فأومى إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم أن قم كما أنت فجاء رسول

تو انہیں تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف اشارہ کیا کہ جیسے کھڑے ہو کھڑے رہو پھر رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم حتى جلس عن يسار أبي بكر وكان رسول الله صلى الله

صلے اللہ علیہ وسلم آکر ابو بکر رضہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے پھر رسول اللہ صلے اللہ

عليه وسلم يصلي بالناس قاعدا وأبو بكر قائما يقتدي أبو بكر بصلوة النبي

علیہ وسلم تو لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے نماز پڑھتے تھے اور ابو بکر کھڑے تھے ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلى الله عليه وسلم والناس يقتدون بصلوة أبي بكر وفي سيرة ابن هشام

کے نماز کی پیروی کرتے تھے اور اور لوگ ابو بکر کی نماز کے مقتدی تھے اور سیرۃ ابن ہشام میں ہے

فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم تفرج الناس فعرف أبو بكر أن

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگ سرکنے لگے پس ابو بکر سمجھ گئے کہ

الناس لم يصنعوا ذلك إلا لرسول الله صلى الله عليه وسلم فنكص عن

لوگوں نے یہ کشادگی نہیں کی مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تو اپنی نمازگاہ سے

مصلاه فدفع رسول الله صلى الله عليه وسلم في ظهره وقال صل بالناس

پیچھے ہٹنے لگے تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی کمر میں اشارہ کیا اور فرمایا کہ نماز پڑھاتے جا

وجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جنبه فصلى قاعدا عن يمين أبي بكر

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انکے پہلو کی طرف بیٹھ گئے اور ابو بکر کی داہنی طرف بیٹھ کر نماز پڑھی

فلما فرغوا من الصلوة قال أبو بكر يا رسول الله أراك قد أصبحت

پھر جب نماز پڑھ چکے ابو بکر رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ اللہ کی نعمت

بنعمة من الله وفضل كما نحب واليوم يوم بنت خارجة أفآتيها قال نعم ثم دخل

اور فضل سے اب ایسے ہو گئے جیسا ہم چاہتے ہیں آج کا دن بنت خارجہ کی باری کا ہے کیا انکے پاس جاؤں فرمایا ہاں پھر

رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج أبو بكر إلى أهله بالسنح والمراد بالآيات

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور ابو بکر اپنی اہل کی طرف سنح کو چلے گئے اور مراد آیتوں

معاضدة على أن الإمام كان أبا بكر وروى عن ابن عباس أنه قال لم

ایک دوسرے کو باہم تقویت کرنا ہے اس مطلب پر کہ ابو بکر ہی امام تھے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ

يصل النبي صلى الله عليه وسلم خلف أحد من أمته إلا خلف أبي بكر وصلى

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے بجز ابو بکر کے کسی کے پیچھے پوری نماز نہیں پڑھی اور

وقال يا فاطمة ما هذه الضجة قالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ضجة

پوچھا فاطمہؓ یہ کیا غل ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم بغیر مسلمان

المسلمون لفقدك فدعا بعلي وابن عباس فاتكأ عليهما وخرج الى المسجد

واویلا کرتے ہیں پھر حضرت نے علیؓ اور ابن عباسؓ کو بلایا اور دونوں پر سہارا لگایا اور مسجد کی طرف تشریف لے گئے

وصلى ثم قال يا معشر المسلمين انتم في وداع الله وكنفه والله خليفتي

اور نماز پڑھی پھر فرمایا اے مسلمانوں تم اللہ کی رخصت اور اللہ کی پناہ میں ہو اور اللہ کی پرہیزگاری کی

عليكم بتقوى الله وحفظ طاعته فاني مفارق الدنيا وعن عائشة رضي

اور اسکی طاعت کی حفاظت سے میرا خلیفہ ہے کیونکہ میں اب دنیا کو چھوڑنے والا ہوں اور عائشہؓ سے روایت ہے

قالت لما ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء بلال يؤذنه بالصلوة فقال

کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھاری ہوگئے تو بلال آیا نماز کی آپ سے اطلاع کرتا تھا آپ نے فرمایا

مروا ابا بكر فليصل بالناس قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابا بكر

ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیجے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیشک ابوبکرؓ

رجل اسيف وانه متى يقوم مقامك لا يسمع الناس فلو امرت عمر فقال مروا

مرد نرم دل ہے اور جب وہ آپکی جگہ کھڑا ہوگا تو لوگوں تک آواز نہ پہنچا سکے گا آپ عمرؓ کو فرماویں تو اچھا ہو پھر حضرت نے فرمایا

ابا بكر فليصل بالناس قالت فقلت لحفصة قولي له فقالت له حفصة

ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دے عائشہؓ کہتی ہیں پھر میں نے حفصہؓ سے کہا تو عرض کر تب حفصہؓ نے عرض کیا

يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابا بكر رجل اسيف وانه متى يقوم

یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک ابوبکرؓ تو مرد تحمل والا نہیں ہے اور وہ جب آپ کی جگہ

مقامك لا يسمع الناس فلو امرت عمر فقال انكن صواحب يوسف مروا

کھڑا ہوگا تو لوگوں کو نہ سنا سکیگا کاش کہ آپ عمرؓ کو کہدیتے تب حضرت نے فرمایا تم یوسف کے ساتھ والیاں ہو ابوبکرؓ سے

ابا بكر فليصل بالناس فامروا ابا بكر فلما دخل الصلوة وجد النبي

کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دے راوی کہتا ہے پس ابوبکرؓ سے کہدیا جب ابوبکرؓ نے نماز شروع کی تو نبی

صلى الله عليه وسلم من نفسه خفة فقام يهادى بين رجلين ورجلاه

صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفس میں خفت معلوم ہوئی تب کھڑے ہوئے دو شخصوں کے سہارا لگے ہوئے اور آپکے دونوں

يخطان في الارض حتى دخل المسجد فلما سمع ابو بكر حسه ذهب

قدم مبارک زمین پر گھسٹتے تھے یہانتک کہ مسجد میں داخل ہوئے جب ابوبکرؓ نے آہٹ پائی تو پیچھے ہٹنے کا

امرتي ... وفي هذه الرواية ابوداود والدارمي معناه وقال المغيرة ثم

مسلم نے اور اسی روایت کو ابوداود نے روایت کیا ہے اور دارمی نے اسکے معنی روایت کئے ہیں مغیرہ نے کہا پھر [illegible]

ركب وركبت فانتهينا الى القوم وقد قاموا الى الصلوة ويصلي بهم

سوار ہوئے اور میں بھی سوار ہوا اور قوم تک پہنچے تو انہوں نے نماز شروع کر دی تھی اور عبدالرحمن بن عوف

عبد الرحمن بن عوف وقد ركع بهم ركعة فلما احس بالنبي صلى الله عليه

انکو نماز پڑھاتا تھا اور ایک رکعت پڑھ چکا تھا پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ

وسلم ذهب يتاخر فاومى اليه فادرك النبي صلى الله عليه وسلم احدى الركعتين

معلوم کی تو پیچھے ہٹنے لگا حضرت نے انکی طرف اشارہ کیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے ساتھ ایک رکعت [illegible]

معه فلما سلم قام النبي صلى الله عليه وسلم وقمت معه فركعنا الركعة التي سبقتنا

پائی جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور میں بھی آپکے ساتھ کھڑا ہو گیا ہم نے وہ رکعت ادا کی جو رہ گئی تھی

رواه مسلم ذكره في المشكوة وروى عن رافع بن عمرو بن عبيد عن ابيه انه

اسکو مسلم نے روایت کیا ہے مشکوۃ میں ذکر کیا اور رافع بن عمرو بن عبید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ وہ

قال لما ثقل النبي صلى الله عليه وسلم عن الخروج امر ابا بكر ان يقوم

کہتا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلنے سے عاجز ہو گئے تو ابوبکر رض کو حکم دیا کہ آپکے قائم

مقامه فكان يصلي بالناس وربما خرج النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما

مقام ہو جاویں سو ابوبکر رض لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت

دخل ابوبكر رض في الصلوة فيصلي خلفه ولم يصل خلف احد غيره الا انه

نکلتے تھے کہ ابوبکر رض نماز شروع کر چکتے تھے اور ابوبکر رض کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے اور سوا ابوبکر کے کسی کے پیچھے نہیں پڑھی [illegible]

صلى الله عليه وسلم صلى خلف عبد الرحمن بن عوف ركعة واحدة في سفر

اتنا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے سفر میں ایک رکعت پڑھی ہے

وفي اسد الغابة عن الحسن البصري عن علي بن ابي طالب قال قدم رسول الله

اور کتاب اسد الغابہ میں حسن بصری رض سے علی بن ابی طالب رض سے روایت ہے کہ علی رض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم ابابكر وصلى بالناس وانى شاهد غير غائب وانى لصحيح

علیہ وسلم نے ابوبکر رض کو امام بنایا اور انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور میں حاضر تھا غائب نہ تھا اور میں تندرست تھا [illegible]

غير مريض ولو شاء ان يقدمني لقدمني فرضينا لدنيانا من رضي الله

بیمار نہیں تھا اگر حضرت مجھکو امام بنانا چاہتے تو امام کر دیتے پس ہم نے اپنی دنیا کیواسطے اسکو پسند کیا جسکو اللہ [illegible]

خلف عبد الرحمن بن عوف في سفر ركعة واحدة عن ابي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف
عبد الرحمن بن عوف کے پیچھے ایک سفر میں صرف ایک رکعت پڑھی تھی اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف اپنے باپ سے

عن ابيه انه كان مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر غزوة فذهب النبي صلى الله عليه وسلم
روایت کرتا ہے کہ وہ ایک سفر جہاد میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کو

لحاجته فاقاموا الصلوة وتقدمهم عبد الرحمن فجاء النبي صلى الله عليه وسلم
تشریف لے گئے لوگوں نے نماز شروع کر دی اور عبد الرحمن آگے کھڑے ہو گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور

وعبد الرحمن قد صلى بهم ركعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم صلى مع الناس
عبد الرحمن ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ ان کے پیچھے

خلفه واتم الذي فاته وقال ما قبض نبي حتى يصلي خلف رجل صالح من امته كذا في
نماز پڑھی اور جو رہ گئی تھی پوری کر لی اور فرمایا کسی نبی نے وفات نہیں پائی جب تک امت میں کسی نیک کے پیچھے نماز نہ پڑھ لی ہو

الصفوة وعن المغيرة بن شعبة انه غزى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
صفوۃ میں ہے اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ وہ جنگ تبوک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

غزوة تبوك قال المغيرة فتبرز رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل الغائط
کے ساتھ جہاد کو گیا مغیرہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے قضاء حاجت

فحملت معه اداوة قبل الفجر فلما رجع اخذت اهريق على يديه من الاداوة
کی طرف متوجہ ہوئے سو میں آپ کے ساتھ پانی کا برتن لے چلا جب آپ لوٹ کر تشریف لائے تو میں حضرت کے دونوں ہاتھوں پر

فغسل يديه ووجهه وعليه جبة من صوف فذهب يحسر عن ذراعيه
پانی ڈالنا شروع کیا سو آپ نے دونوں ہاتھ اور منہ دھویا اور آپ صوف کا جبہ پہنے تھے سو اپنی کلائیاں نکالنے لگے

فضاق كم الجبة فاخرج يديه من تحت الجبة والقى الجبة على منكبيه وغسل
جبہ کی آستینوں نے تنگی کی تب آپ نے دونوں ہاتھ جبہ کے اندر سے نکال لئے اور جبہ کندھوں پر ڈال لیا اور کلائیاں

ذراعيه ثم مسح بناصيته وعلى العمامة ثم اهويت لانزع خفيه فقال
دھولیں پھر ناصیہ پر اور عمامہ پر مسح کیا پھر میں آپ کے موزے نکالنے کو جھکا فرمایا

دعهما فاني ادخلتهما طاهرتين فمسح عليهما وفي رواية عن المغيرة
رہنے دے کہ میں نے موزے وضو کر کے پہنے تھے سو آپ نے موزوں پر مسح کر لیا اور مغیرہ سے ایک روایت میں ہے کہ

قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم نسيت قال بل انت نسيت بهذا
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ بھول گئے فرمایا بلکہ تو بھولا مجھکو میرے رب کا

حتى انفقها وعن سهل بن سعد قال كان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہاں تک کہ وہ خرچ کر دیے اور سہل بن سعد سے روایت ہے کہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

سبعة دنانير ووضعها عند عائشة فلما كان في مرضه قال يا عائشة

سات دینار تھے اور وہ عائشہؓ کے پاس رکھ چھوڑے تھے جب آپ صلعم بیمار ہوئے تو فرمایا اے عائشہؓ

ابعثي بالذهب ثم اغمي عليه وشغل عائشة ما به حتى قال ذلك ثلث

وہ دینار لا دے پھر بیہوش ہو گئے اور عائشہؓ اس بیماری کی خدمت میں لگ گئیں یہاں تک کہ آپ نے یہی تین دفعہ

مرات كل ذلك يغمى عليه وتشغل عائشة ما به فبعث بها الى علي فتصدق

فرمایا اور ہر بار بیہوش ہو گئے اور عائشہؓ بیماری کی خدمت میں مشغول رہیں پس وہ علی کے پاس بھیج دیے علیؓ نے وہ خیرات کر دیے

بها ثم امسى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الاثنين في جديد الموت

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کی شب کو موت کی سختی میں شام کی

فارسلت عائشة الى امرأة من النساء بمصباحها فقالت اقطري لنا في مصباحنا

پس عائشہؓ نے عورتوں میں سے کسی ایک کے پاس اپنا چراغ بھیجا اور کہا ہمارے واسطے ہمارے چراغ میں

من عكتك السمن فان رسول الله صلى الله عليه وسلم في جديد الموت

اپنے پاس سے تیل ڈال دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی سختی میں ہیں

في رواية قال لعائشة وهو مسندة الى صدرها يا عائشة ما فعلت

ایک روایت میں ہے کہ عائشہؓ سے فرمایا اور آپ ان کے سینہ سے تکیہ لگائے تھے اے عائشہؓ تم نے کیا کیا وہ

بذلك الذهب قالت هو عندي قال فانفقيه فغشي على رسول الله صلى الله

سونا کیا عرض کیا وہ میرے پاس ہے فرمایا اس کو خیرات کر دے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

عليه وسلم وهو على صدرها فلما افاق عليه الصلوة والسلام قال انفقت

غشی طاری ہو گئی اور حضرت صلعم عائشہؓ کے سینہ پر تھے جب علیہ الصلوۃ والسلام کو افاقہ ہوا تو پوچھا کیا خرچ کر دیا

تلك الذهب يا عائشة قالت لا فدعا بها ووضعها على كفه فقال ما ظن

وہ سونا خیرات کر دیا عرض کیا نہیں پھر وہ دینار منگائے اور ہاتھ میں رکھ کر فرمایا محمد کا اپنے رب پر کیا خیال ہے

محمد بربه ان لو لقي الله وهذه عنده فانفقها كلها ومات من ذلك

کہ جا ملے اللہ سے اور یہ سونا اس کے پاس ہو پھر وہ سب خیرات کر دیے اور اسی دن

اليوم ومما وقع في مرضه انه صلعم خير عند موته قالت عائشة كنت

وفات پائی اور بیماری میں واردات ہوئیں سے یہ ہے کہ موت کے وقت حضرت کو اختیار دیا عائشہؓ کہتی ہیں

ورسوله لدينا وبما وقع في مرضه انه صلى الله عليه وسلم اشتد وجعه

اور اسکے رسول نے ہمارے دین کے واسطے پسند کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی واقعات مرض میں سے ہے کہ جمعرات کے دن

يوم الخميس فاراد ان يكتب كتابا فقال لعبد الرحمن بن ابي بكر ائتني

آپکے مرض نے سختی کی تب ارادہ کیا کہ ایک نوشتہ لکھدیں سو عبد الرحمن بن ابی بکر سے فرمایا کہ مجھکو کوئی شانہ کی

بكتف ولوح اكتب لابي بكر كتابا لا يختلف عليه فلما ذهب عبد الرحمن

ہڈی یا تختی لادو کہ میں ابو بکر کے واسطے نوشتہ لکھدوں کہ انپر اختلاف نہو جب عبد الرحمن

ليقوم قال ابى الله والمومنون ان يختلف عليك يا ابا بكر عن ابن عباس

کھڑا ہونیکو ہوا تو فرمایا اللہ اور مومن انکار کرتے ہیں کہ اے ابو بکر تجھپر اختلاف کریں ابن عباس سے روایت ہے کہ

لما حضر رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي البيت رجال منهم عمر بن الخطاب

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت نزدیک آیا اور گھر میں بہت لوگ تھے انمیں عمر بن الخطاب بھی

قال النبي صلى الله عليه وسلم هلم اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده فقال عمر ان

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمکو ایسا نوشتہ لکھدوں کہ بعد اسکے تم گمراہ نہو پس عمر نے کہا

رسول الله صلعم قد غلب عليه الوجع وعندكم القران حسبنا كتاب الله فاختلف

رسول اللہ صلعم پر مرض کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور ہمکو کتاب اللہ کافی ہے پس اہل بیت

اهل البيت فاختصموا منهم من يقول قربوا يكتب لكم رسول الله

اختلاف اور خصومت کرنے لگے بعضے وہ کہ کہتے تھے لوح لے آؤ کہ رسول اللہ صلے اللہ

صلى الله عليه وسلم كتابا لا تضلوا بعده ومنهم من يقول ما يقول عمر

علیہ وسلم تمہارے واسطے ایسا نوشتہ لکھدیں کہ پھر تم گمراہ نہو گے اور بعضے وہ کہ کہتا قول یہ تھا جو عمر کہتے تھے

فلما اكثر اللغط والاختلاف قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قوموا

جب غل غپاڑا اور اختلاف بڑھ گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے چلے جاؤ

فكان ابن عباس يقول ان الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله صلى

پھر ابن عباس کہا کرتے تھے بیشک مصیبت سی مصیبت ہے جو کہ درمیان رسول اللہ صلی اللہ

الله عليه وسلم وبين ان يكتب لهم ذلك الكتاب من اختلافهم ولغطهم

علیہ وسلم اور انکے اس نوشتہ لکھنے میں حائل ہو گئے یعنی ان لوگوں کا اختلاف اور شور و غل

رواه البخاري ومما وقع في مرضه كان له سبعة دنانير فاتوفي

اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور بیماری کے واقعات میں سے یہ ہے کہ حضرت صلعم کی ملکیت سات دینار تھے سو وفات نزدیک

فیمسح بها وجهه ویقول لا اله الا الله ان للموت سکرات ثم نصب یده
پھر منہ پر پھیر لیتے تھے اور کہتے جاتے تھے لا الہ الا اللہ بیشک موت کی کربت ہوتی ہے پھر ہاتھ کھڑے کئے

فجعل یقول فی الرفیق الاعلی حتی قبض ومالت یده واخرج الحاکم وابن
اور کہنا شروع کیا فی الرفیق الاعلی یہانتک کہ روح نکل گئی اور آپکا ہاتھ جھک گیا اور حاکم نے اور ابن سعد نے

سعد من طرق انه صلی الله علیه وسلم مات وراسه فی حجر علی وطرق
کئی طور سے نقل کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپکا سر مبارک علی کی گود میں تھا اور حاکم کے تمام

کلها کما قال الحافظ ابن حجر لا تخلو عن شیء فلا یلتفت الیه ومما وقع
طریقے جیسے کہ حافظ ابن حجر کہتا ہے شبہ سے خالی نہیں اس واسطے طرف کچھ التفات نہیں ہے اور واقعات

فی مرضه انه کشف الستر یوم الاثنین فنظر الی الناس وهم فی صلوة
مرض میں سے یہ ہے کہ حضرت نے پیر کے دن پردہ اٹھایا اور لوگوں کی طرف جب وہ صبح کی نماز پڑھتے تھے

الفجر عن انس ان ابا بکر کان یصلی بهم فی وجع رسول الله صلی
دیکھا انس سے روایت ہے کہ ابو بکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں جسمیں

الله علیه وسلم الذی توفی فیه حتی اذا کان یوم الاثنین وهم صفوف
وفات پائی نماز پڑھایا کرتے تھے یہانتک کہ جب پیر کا دن آیا اور لوگ نماز میں صفوں میں بندھے

فی الصلوة وکشف النبی صلی الله علیه وسلم ستر الحجرة ینظر الینا وهو
ہوئے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم حجرہ کا پردہ اٹھا کر ہماری طرف دیکھنے لگے اور کھڑے ہوئے

قائم کان وجهه ورقة مصحف ثم تبسم فهممنا ان نفتتن من الفرح
دیکھنے لگے گویا آپکا چہرہ مصحف کا ورق تھا پھر تبسم فرمایا سو نزدیک تھے خوشی کے مارے فتنہ میں پڑیں

برؤیة النبی صلی الله علیه وسلم فنکص ابو بکر علی عقبیه لیصل الصف
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پس ابو بکر ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹے کہ صف میں مل جاویں

فظن ان النبی صلی الله علیه وسلم خارج الی الصلوة فاشار الینا النبی
اور خیال کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے تشریف لانیوالے ہیں سو نبی صلے اللہ

صلی الله علیه وسلم ان اتموا صلوتکم فارخی الستر فتوفی من یومه
علیہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم اپنی نماز پوری کرلو اور پردہ ڈالدیا پھر اسی دن وفات پائی

ومما وقع فی مرضه ما روی ان ابن عباس وعلیا خرجا من عنده
اور حضرت کے مرض کی واردات میں سے یہ بھی مروی ہے کہ ابن عباس اور علی آپکے پاس سے نکلے

اسمع انه لا یموت نبی حتی یخیر بین الدنیا والاخرة فسمعت رسول الله

سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی وفات نہیں پاتا جب تک کہ اسکو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جائے۔ پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ

صلی الله علیه وسلم فی اخر مرضه یقول مع الذین انعمت علیهم من النبیین

علیہ وسلم کو سنا کہ حضرت مرض میں یہ فرماتے تھے کہ ساتھ ان کے جن پر تو نے انعام کیا انبیاء

والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا فظننت انه

اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور وہ کیسا اچھے رفیق ہیں تب میں نے جانا کہ حضرت کو

خیر وفی روایة مع الرفیق الاعلی فی الجنة مع الذین انعم الله علیهم من

اختیار ملا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ فرمایا جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ ان کے ہمراہ جن پر اللہ نے انعام کیا

النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا ووقع

انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور وہ کیا اچھے رفیق ہیں اور

فی مرضه استعمال السواك قبل موته روی عن عائشة انها كانت

حضرت کے مرض کی روایات میں ہے موت سے پہلے سواک کا استعمال کرنا عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ

تقول ان من نعم الله علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم توفی فی بیتی

بیشک یہ بھی مجھ پر خدا کی نعمت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں

وفی یومی وبین سحری ونحری وفی روایة بین حاقنتی وذاقنتی وان

اور میری باری کے دن اور میری گود اور سینہ میں وفات کی اور ایک روایت میں حاقنتی و ذاقنتی ہے اور یہ نعمت ہے کہ

الله عز وجل جمع ریقی وریقه عند موته وقد دخل علی عبد الرحمن بن

اللہ عز وجل نے حضرتؐ کے موت کے وقت میرا اور حضرتؐ کا آب دہن جمع کر دیا اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ

ابی بکر وبیده سواك وانا مسندة رسول الله صلی الله علیه وسلم فرایته

میرے پاس آئے اور ان کے ہاتھ میں سواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لئے ہوئے تھی تو حضرت

ینظر الیه فعرفت انه یحب السواك فقلت اخذه لك فاشار برأسه

اس سواک کیطرف دیکھتے تھے میں سمجھی کہ حضرت کا سواک کو دل چاہتا ہے تو میں نے عرض کیا آپ کے واسطے سواک لیلوں پس سر مبارک سے اشارہ کیا

ان نعم فتناولته فاشتد علیه فقلت الینه لك فاشار براسه ان نعم

کہ ہاں سو میں نے وہ لیکر دی پس آپ کو سخت معلوم ہوئی پھر میں نے عرض کیا کہ نرم کر دوں تب سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں

فلینته فامره وبین یدیه رکوة او علبة یدخل یدیه فی الماء

پس میں نے وہ نرم کر دی پھر آپ نے اسکو لیکر منہ میں پھرائی اور آپ کے سامنے کوزہ یا ڈبہ پانی کا تھا اس میں ہاتھ ڈالتے تھے

يا جبريل مغموما وأجدني يا جبريل مكروبا ثم جاءه من الغد فقال يا محمد إن

الله عز وجل يقرئك السلام ويقول كيف تجدك قال أجدني يا أمين الله

وجعا ثم جاءه في اليوم الثالث ومعه ملك الموت فقال يا محمد إن

الله عز وجل يقرئك السلام ويقول كيف تجدك قال

أجدني يا أمين الله وجعا من هذا معك قال هذا ملك الموت وهذا

آخر وطئي الدنيا بعدك وأنت حاجتي منها ولن أنزل على أحد من ولد آدم

بعدك ولن أهبط الأرض لأحد بعدك فوجد النبي صلى الله عليه وسلم

سكرة الموت وعنده قدح فيه ماء فكلما وجد سكرة أدخل يده في

الماء ومسح به وجهه ويقول اللهم أعني على سكرات الموت وفي رواية

أن رسول الله قال في وجعه الذي مات فيه ما زالت أكلة

خيبر تعاودني فهذا أوان انقطاع أبهري وحكى ابن إسحق أنه كان

المسلمون ليرون أن رسول الله صلعم مات شهيدا مع ما أكرمه الله من النبوة

وورد في الشفاء وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه فلقيهما رجل فقال كيف اصبح رسول

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے مرض کی حالت میں باہر نکلے تھے کوئی شخص ملا انہوں نے پوچھا یا ابو الحسن رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم يا ابا الحسن فقال اصبح بارئا فقال العباس لعلي

صلے اللہ علیہ وسلم کا مزاج کیسا ہے جواب دیا اچھے ہیں پھر عباس نے علی سے کہا

انت بعد ثلاث عبد العصا ثم خلا به فقال انه يخيل لي اني اعرف

تو تین روز کے بعد لکڑی کا غلام ہونے والا ہے پھر الگ ہو کر انہوں نے کہا میرے خیال میں ایسا آتا ہے کہ میں عبد المطلب

وجوه بني عبد المطلب عند الموت واني لخائف ان لا يقوم رسول الله صلى

کی اولاد کے بشرہ کو موت کے وقت پہچانتا ہوں اور مجھکو خوف ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

الله عليه وسلم من وجعه فاذهب بنا اليه فلنسأله فان يك هذا الامر

اپنی بیماری سے نجات نہ پاویں سو ہمکو لیکر چل ہم آپ سے پوچھیں اگر یہ امارت ہماری طرف

الينا فعلمنا ذلك وان لا يكن الينا امرناه ان يستوصي بنا خيرا فقال

ہونے تو ہم اسکو معلوم کر لیں اور اگر ہماری طرف نہ ہو تو کہیں ہمارے لیے اچھی وصیت کر لیں تب علی نے

له علي ارأيت ان جئناه فلم يعطناها اترى الناس يعطوناها والله

آپ نے کہا دیکھو تو جب ہم انکے پاس جاوینگے اور وہ ہمکو عطا نہ کیا تم جانتے ہو کہ لوگ ہمکو وہ دینگے اللہ کی قسم

لا اسألها اياه ابدا ومما جرى في مرضه نزول جبريل عليه السلام

میں تو یہ کبھی نہیں پوچھونگا اور حضرت کے مرض کی ... جبرئیل علیہ السلام کا موت

ثلثة ايام قبل موته برسالة من الله يقول له كيف تجدك وكان ذلك

سے پہلے اللہ کی طرف سے رسالت پر تین دن تک آنا پوچھتے اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو اور جبرئیل کا آنا

في يوم السبت والاحد والاثنين واستيذان ملك الموت عليه يوم الاثنين

شنبہ اور یکشنبہ اور دوشنبہ کو ہوا اور ملک الموت کی پروانگی لینی پیر کے دن تھی

روي عن ابي هريرة ان جبريل اتى النبي صلى الله عليه وسلم في مرضه

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مرض

الذي قبض فيه فقال ان الله تبارك وتعالى يقرئك السلام ويقول

جس میں وفات پائی آئے اور عرض کیا اللہ تبارک وتعالی آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے

كيف تجدك قال اجدني يا امين الله وفي بعض الروايات اجدني

... اے جبرئیل

حين حضرة الموت الصلوة وما ملكت ايمانكم حتى جعل رسول الله صلى الله
جب نزع کا وقت آیا تو یہی تھی نماز قائم اور لونڈی غلاموں کی رعایت کرو یہانتک کہ رسول اللہ صلے اللہ

عليه وسلم يغرغر بها في صدره ولا يقبض بها لسانه وروى انه استاذن
علیہ وسلم کے سینہ میں آواز بھرائی تھی اور جس سے آپ کی بات صاف نہیں نکلتی تھی اور روایت ہے کہ ملک الموت نے

عليه ملك الموت وعنده جبرئيل فقال جبرئيل يا احمد هذا ملك الموت يستاذن
نے حضرت سے اجازت لی اور آپکے پاس جبرئیل تھا اور جبرئیل نے عرض کیا یا محمد یہ ملک الموت ہے آپ سے اجازت مانگتا ہے

عليك ولم يستاذن على آدمي كان قبلك ولا يستاذن على آدمي بعدك
اور کسی آدمی سے آپ سے پہلے اجازت نہیں لی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت لیگا

قال ائذن له فدخل ملك الموت فوقف بين يديه ثم فقال يا رسول
فرمایا اسکو آنے دو تب ملک الموت داخل ہوا پھر حضرت کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ

يا احمد ان الله ارسلني اليك وامرني ان اطيعك في كل ما تامرني ان
یا محمد اللہ تعالی نے مجھکو آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھکو حکم دیا ہے کہ آپکی اطاعت کروں جو فرماؤ سو کروں اگر آپ

امرتني ان اقبض نفسك قبضتها وان امرتني ان اتركها تركتها قال
فرماوینگے کہ آپ کی روح پاک قبض کروں تو قبض کرلوں اور اگر آپ فرمائیں چھوڑ دوں تو چھوڑ دوں رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم او تفعل يا ملك الموت قال بذلك امرت ان اطيعك
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ملک الموت کیا تو کریگا عرض کیا مجھکو یہی حکم ہے

في كل ما تامرني فقال جبرئيل عليه السلام ان الله قد اشتاق اليك قال
کہ جو کچھ حکم ہو سو کروں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا بیشک اللہ تعالی آپ کا مشتاق ہے فرمایا

فامض يا ملك الموت لما امرت به قال جبرئيل عليه السلام يا رسول الله
اے ملک الموت وہ کر جو تجھکو حکم ہوا ہے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ

هذا آخر موطئي الارض انما كنت حاجتي من الدنيا فتوفي رسول الله صلى الله
یہ میرا زمین پر آنا آخری ہے دنیا میں سے میرا مقصود آپ ہی تھے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم وفي الاكتفاء قالت عائشة توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم
نے وفات پائی اور اکتفا میں ہے کہ عائشہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ

بين سحري ونحري وفي نوبتي ولم اظلم فيه احدا فمن سفهي وحداثة

يتعوذ بهذه الكلمات اذهب البأس رب الناس واشف انت الشافي لا شفاء
ان کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ دیتے تھے ان تکلیف کو دور کر اے پروردگار لوگوں کے اور شفا دے تو ہی شافی ہے کوئی شفا نہیں

الا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما متفق عليه قالت فلما ثقل رسول الله
بجز تیری شفا کے ایسی شفا دے کہ بیماری کو نہ چھوڑے یہ روایت بخاری و مسلم میں ہے عائشہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي مات فيه اخذت بيده فجعلت امسحه
علیہ وسلم اپنے مرض میں جس میں کہ وفات پائی بھاری ہو گئے تو میں نے آپکا ہاتھ پکڑ کر ملنا شروع کیا

بها واقولها فنزع يده مني ثم قال رب اغفر لي والحقني بالرفيق الاعلى
اور وہی کلمات پڑھنے لگی سو اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑا لیا پھر فرمایا الہی مجھکو بخشدے اور مجھکو رفیق اعلی میں پہنچا دے

وكان هذا اخر ما سمعته من كلامه اخرجاه في الصحيحين وقال السهيلي
اور یہ آخر کا بول ہے جو سنے حضرت کے کلام میں سے یہ صحیحین میں منقول ہے اور سہیلی کہتا ہے کہ

وجدت في بعض كتاب الواقدي ان اول كلمة تكلم بها النبي صلى الله
سنے واقدی کی کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ پہلا لفظ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم وهو مسترضع عند حليمة الله اكبر واخر كلمة تكلم بها الرفيق
بولے جس حال میں کہ حلیمہ کے پاس دودھ پیتے تھے اللہ اکبر ہے اور پچھلا کلمہ جو آپ بولے تو رفیق

الاعلى وروى الحاكم من حديث انس ان اخر ما تكلم به صلى الله عليه وسلم
اعلی ہے اور حاکم انس کی حدیث سے روایت کرتا ہے کہ پچھلا بول جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بولے یہ تھا

جلال ربي الرفيع كذا في المواهب اللدنية وعن عائشة انها قالت اخر ما
جلال ربی الرفیع جلال ہے رب کا برتر ہے مواہب لدنیہ میں یوں ہی ہے اور عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ

عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان قال لا يترك بجزيرة العرب دينان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری عہد یہ ہوا کہ فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین باقی نہ چھوڑے جاویں

وقالت ام سلمة كانت عامة وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته
اور ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی علی العموم وصیت موت کے وقت یہ تھی کہ

الصلوة وما ملكت ايمانكم حتى جعل يلجلجها في صدره وما يفيض بها
نماز قایم رکھو اور لونڈی اور غلاموں کا حق نگاہ رکھو یہانتک کہ سینہ میں آواز پھرتی تھی اور زبان پر نہ آتی

لسانه كذا في الاكتفاء وعن انس كانت وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم
اور بخوبی نکلتی تھی ایسا اکتفا میں ہے اور انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت

سنہ ۵۱ ... سنہ ۵۲ ... سنہ ۵۳ ...

من كل فائت الحديث ثم ذهب الرجل فقال ابو بكر وعلي يا لرجال فنظروا

فائت کا بدلا ہے تمام حدیث کا پھر وہ شخص چلا گیا تب ابو بکر و علی نے کہا اے لوگو پھر دیکھا لوگوں نے

يمينا وشمالا فلم يروا احدا فقال ابو بكر رض لعل هذا الخضر جاء يعزينا

داہنے اور بائیں پس کسی کو نہ دیکھا پھر ابو بکر نے کہا شاید یہ خضر تھے ہماری تعزیت کو آئے تھے

ورواه ابن ابي الدنيا من حديث علي بن ابي طالب رض وتكلموا فيه

اور اسکو ابن ابی الدنیا نے علی بن ابی طالب رض کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس میں کلام کیا ہے

وقد رواه الشافعي رح الامام والبيهقي ذكر الخضر كذا في المواهب اللدنية

اور شافعی نے اسکو امام میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے خضر کا ذکر نہیں کیا ہے ایسا ہی مواہب لدنیہ میں ہے

ذكر سنه صلى الله عليه وسلم عن ابن عباس قال انزل على رسول الله

ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلى الله عليه وسلم وهو ابن اربعين واقام بمكة ثلث عشرة سنة وبالمدينة

پر اسوقت وحی نازل کی گئی وہ چالیس برس کے تھے اور مکہ میں تیرہ برس رہے اور مدینہ میں

عشر سنين وتوفي وهو ابن ثلث وستين سنة اخرجاه في الصحيحين وكذا

دس برس اور وفات اسوقت پائی کہ وہ تریسٹھ برس کے تھے [illegible]

الصحيح عن ابي بكر وعمر وعائشة ثلاث وستون وعن انس انه توفي

صحیح روایت ابو بکر اور عمر اور عائشہ [illegible]

وله ستون سنة وفي رواية خمس وستون وصححه ابو حاتم في تاريخه

[illegible] اور ایک روایت میں ہے پینسٹھ برس کے اور اسکو ابو حاتم نے [illegible]

وفي تاريخ ابن عساكر اثنتان وستون سنة ونصف وفي كتاب ابن ابي شيبة

اور تاریخ ابن عساکر میں [illegible] اور ابن ابی شیبہ کی کتاب میں ہے

اثنتان او ثلاث لا اراه بلغ ثلثا وستين وجمع بين الاقاويل بان من

[illegible]

قال خمسا وستين عد سنة التي ولد فيها والسنة التي قبض

[illegible] اور وفات کا سال [illegible]

فيها ومن قال ثلثا وستين فهو الاشهر واسقطهما ومن قال ستين

[illegible]

سجّی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قبض فی حجری ثم وضعت

یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں حال میں وفات کی کہ وہ میری گود میں تھے پھر میں نے آپ کا

رأسه علی وسادة وقمت التدم مع النساء واضرب وجهی ولما توفی

سر مبارک آپ کے بالین پر رکھدیا اور عورتوں کے ساتھ روتی اور اپنا منہ پیٹتی لگی اور جب رسول اللہ

رسول الله صلی الله علیه وسلم جاء التعزیة یسمعون الصوت والحس

صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو تعزیت والے آئے وہ یہہ آواز اور زمزم آواز سنتے تھے

ولا یرون الشخص السلام علیکم یا اهل البیت ورحمة الله وبرکاته

اور کوئی نظر نہیں آتا تھا کہ السلام علیکم یا اہل البیت اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں

کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامة ان فی الله عزاء

ہر جان ہے سو مرنے والی ہے اور یہی ہے کہ تمہارا ثواب قیامت کے دن پورا ملیگا بیشک اللہ کی طرف سے

من کل مصیبة وخلفا من کل هالك ودرکا من کل فائت فبالله فثقوا

مصیبت کی تعزیت ہے اور ہر ایک ہلاک کا عوض ہے اور ہر ایک فائت کا پانا ہے پس اللہ ہی پر بھروسا کرو

وایاه فارجوا فانما المصاب من حرم الثواب السلام علیکم ورحمة الله

اور اسی سے امید وار رہو اور مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت

وبرکاته فقال علی اتدرون من هذا هو الخضر علیه السلام کذا فی المشکوة نقلا

اور برکات تب علی بولے کیا جانتے ہو یہ کون ہے یہہ خضر علیہ السلام ہیں یہہ مشکوۃ میں دلائل النبوۃ

من دلائل النبوة وروی عن انس قال لما قبض رسول الله صلی الله

سے منقول ہے اور انس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

علیه وسلم اجتمع اصحابه حوله یبکون فدخل علیهم رجل طویل شعر

وفات ہوئی تو آپکے گرد صحابہ وسلم روتے جمع تھے تب ایک شخص آیا اسکی بال مونڈھوں تک

المنکبین فی ازار ورداء یتخطی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم

دراز تھے لنگی اور چادر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پھاندتا

حتی اخذ بعضادتی باب البیت فبکی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم

یہانتک کہ گھر کے دروازہ کی چوکھٹ پکڑ لی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رویا پھر

اقبل علی اصحابه فقال ان فی الله عزاء من کل مصیبة وعوضا

اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر کہا بیشک اللہ ہی سے ہر ایک مصیبت کی تعزیت ہے اور

تسبيح الملائكة دهش الناس كما يروى عن غير واحد من الصحابة وطاشت
فرشتوں کی تسبیح بلند ہوئی تو تمام لوگ دہشت میں متحیر ہو گئے چنانچہ کئی صحابہ سے روایت ہے اور انکے ہوش و حواس

عقولهم واقحموا واختلطوا فمنهم من خبل ومنهم من اصمت ومنهم من
اڑ گئے اور دہشت میں پڑ گئے اور پراگندہ عقل ہو گئے اور بعضوں کو جنون ہو گیا اور کوئی چپ رہ گیا اور کوئی

اقعد الى الارض فكان عمر رضي الله عنه ممن خبل وجعل يصيح ويقول ان رجالا من
زمین پر بیٹھ رہ گیا سو حضرت عمرؓ انہیں میں تھے جنکو جنون ہو گیا اور چیخنا شروع کیا یہ کہتے تھے بعضے منافق لوگ یہ

المنافقين يزعمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مات وانه والله ما مات
کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے اور وہ بیشک اللہ کی قسم نہیں مرے

ولكنه ذهب الى ربه كما ذهب موسى بن عمران فقد غاب عن قومه اربعين
پر وہ اپنے رب کے پاس گئے ہیں جیسے موسیٰ بن عمران گئے تھے بے شک اپنی قوم سے چالیس رات

ليلة ثم رجع اليهم بعد ان قيل قد مات والله ليرجعن رسول الله صلى الله
غائب رہے پھر گئے ان کے پاس چلے آئے تھے اسکے بعد کہ کہہ چکے تھے کہ موسیٰ مر گئے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم كما رجع موسى فليقطعن ايدي رجال وارجلهم زعموا ان رسول
البتہ واپس آئیں گے جیسے موسیٰ واپس آئے اور البتہ کاٹیں گے ہاتھ ان لوگوں کے اور پاؤں جنہوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم مات وفي بعض الروايات ان عمر قام بسيفه وقال
صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ عمرؓ نے تلوار کا قبضہ ہاتھ میں لیا اور کہا

لا اسمع احدا يقول مات رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ضربته بسيفي
کسی سے میں نہ سنونگا جو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے نہیں تو تلوار سے مارونگا

هذا واما عثمان بن عفان رضي الله عنه فخرس حتى جعل يذهب به ويجاء ولا يتكلم الا بعد
اور رہے عثمان بن عفانؓ سو گونگے ہو گئے یہاں تک کہ انکو کوئی لیجاتا اور لے آتا تھا نہیں بولتے تھے مگر اگلے

الغد واقعد علي رضي الله عنه فلم يستطع حراكا واضنى عبد الله بن انيس فمات
دن اور علیؓ بیٹھے رہ گئے جس وقت حرکت نہیں کر سکتے تھے اور عبد اللہ بن انیس بیمار ہو گئے پھر گھٹ گھٹ کر

كمدا ولم يكن فيهم اثبت واحزم من ابي بكر والعباس رضي الله عنهما وفي رواية وكان
مر گئے اور ان حاضرین میں ثابت اور ہوشیار اور مستقل ابو بکرؓ اور عباسؓ سے زیادہ کوئی نہیں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں میں

اثبتهما ابا بكر جاء وعيناه تهملان وزفراته تتردد وغصصه تتصاعد
ثابت قدم ابو بکرؓ تھے وہ آئے اور آنکھیں دونوں آنسو بہاتی تھیں اور انکی ہچکی بندھی ہوئی تھی اور سانس چڑھتا

اسقط الکسور ومن قال اثنین ونصفا کانه اعتمد علی حدیث فی الاکلیل
انہوں نے کسروں کو ساقط کیا اور جنہوں نے باسٹھ اور چھ مہینے کہے ہیں تو گویا انہوں نے حدیث پر عمل کیا ہے جو اکلیل میں مذکور ہے جس

وفیه کلام لم یکن نبی الا عاش نصف عمر اخیه الذی قبله وقد عاش
اور اس میں گفتگو ہے کوئی نبی نہیں گزرا ہے مگر اپنے بھائی پہلے نبی کی آدھی عمر جیا ہے اور بیشک

عیسی علیه السلام خمسا وعشرین سنة ومائة ومن قال احدی او اثنین
عیسی علیہ السلام ایک سو پچیس برس جیے تھے اور جنہوں نے اکسٹھ یا باسٹھ برس کہے ہیں

فشك ولم یتیقن وکل ذلك انما نشأ من الاختلاف فی مقامه بمکة بعد
سو ان کو شک واقع ہوا یقینی نہیں کہا ہو اور یہ تمام اقوال اس میں ہی اختلاف پر مبنی ہے کہ بعثت کے بعد مکہ میں

البعثة والله اعلم کذا فی سیرة مغلطای ذکر وقت وفاته
کتنا رہے والله اعلم یہ سیرت مغلطائی میں ہے ذکر حضرت صلعم کی وفات کے وقت کا

صلعم توفی یوم الاثنین بلا خلاف نصف النهار لاثنتی عشرة لیلة خلت
حضرت صلعم پیر کے دن بلا خلاف دوپہر کو ربیع الاول سن

من ربیع الاول سنة احدی عشرة من الهجرة ضحی فی مثل الوقت الذی
گیارہ ہجری کی بارہویں تاریخ چاشت کے وقت جیسے وقت مدینہ میں داخل ہوئے تھے

دخل فیه وعن ابن عباس رض ولد صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین واستنبئ
وفات پائی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور پیر کے

یوم الاثنین وخرج مهاجرا من مکة الی المدینة یوم الاثنین ودخل
دن نبوت ہوئی اور پیر کے دن مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور پیر کے دن مدینہ میں

المدینة یوم الاثنین ورفع الحجر یوم الاثنین وقبض یوم الاثنین وقبض
داخل ہوئے اور حجر اسود کو پیر کے دن اٹھایا اور پیر کے دن وفات پائی اور رسول الله

صلی الله علیه وسلم فی کساء ملبد قال ابو بردة اخرجت الینا عائشة رض کساء
صلی الله علیہ وسلم کی وفات پیوند دوختہ میں ہوئی ابو بردہ نے کہا ہے عائشہ نے ہمکو کپڑا پیوند لگا ہوا

ملبدا وازارا غلیظا فقالت قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم فی هذین
اور موٹی ازار نکال کر دکھائی پھر کہا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ان دونوں کپڑوں میں وفات پائی

وفی الاکفان ولما توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وارتفعت الرنة علیه و

بنت خارجة وكان عليه السلام قد اذن له في الذهاب اليها فسل عمر بن الخطاب سيفه

وتوعد من يقول مات رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقبل ابو بكر

من السنح حين بلغه الخبر الى بيت عائشة فدخل فكشف عن وجه

رسول الله صلى الله عليه وسلم فجثى يقبله ويبكي ويقول توفي والذي

نفسي بيده صلوات الله عليك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما

اطيبك حيا وميتا ذكره الطبري في الرياض وفي بعض الروايات فوضع

البرد عن وجهه ووضع فاه على فيه واستنشى الريح ثم سجاه اي [illegible]

ريح الموت وروي عن عائشة ان ابا بكر اقبل على فرس من مسكنه بالسنح

منازل بني الحارث بن الخزرج بعوالي المدينة بينه وبين منزل

النبي صلى الله عليه وسلم ميل قال حتى نزل فدخل المسجد فلم يكلم الناس

حتى دخل على عائشة فتيمم رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مغشى

بثوب حبرة فكشف وجهه ثم اكب عليه فقبله وبكى ثم قال بابي وامي والله

لا يجمع الله عليك موتتين اما الموتة الاولى التي كتبت عليك

وترفع فدخل على النبي صلى الله عليه وسلم فاكب عليه وكشف الثوب عن وجهه

وقال طبت حيا وميتا وانقطع لموتك ما لم ينقطع لاحد من الانبياء

فعظمت عن الصفة وجللت عن البكاء ولو ان موتك كان اختيارا

لجدنا لموتك بالنفوس اذكرنا يا محمد صلى الله عليه وسلم عند ربك ولنكن

من بالك وفي رواية لما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم اختلفوا في انه

هل مات ام لا فقال انس لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم بكى الناس

فقام عمر بن الخطاب في المسجد خطيبا فقال لا اسمعن ان محمدا صلى

الله عليه وسلم قد مات ولكن ارسل اليه كما ارسل الى موسى بن عمران فلبث

عن قومه اربعين ليلة والله لارجو ان يقطع ايدي رجال وارجلهم

يزعمون انه قد مات قال عكرمة ما زال عمر يتكلم ويوعد الناس حتى

ازبد شدقاه فقال العباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ياسن

كما ياسن الناس وانه قد مات فادفنوا صاحبكم ولما توفي رسول

الله صلى الله عليه وسلم كان ابو بكر غائبا بالسنح يعني العالية عنده

حتى تلاها ابو بكر وفي صحيح البخاري لما تكلم ابو بكر جلس عمر فحمد الله

یہاں تک کہ ابو بکر نے یہ آیت پڑھی اور صحیح بخاری میں ہے کہ ابو بکر نے جب گفتگو شروع کی تو عمر بیٹھ گئے پس ابو بکر رض

ابو بكر واثنى عليه وقال الا من كان يعبد محمدا فان محمدا قد مات

اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا سنو صاحبو جو شخص محمد کی پرستش کرتا تھا سو بیشک محمد مر گئے

ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت وقال انك ميت وانهم

اور جو شخص اللہ کی پرستش کرتا تھا سو اللہ بیشک زندہ ہے نہیں مریگا اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے بیشک تو مرنے والا ہے اور بیشک وہ

ميتون وقال وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الاية

مرنے والے ہیں اور یہ فرمایا ہے اور نہیں ہیں محمد مگر پیغامبر کہ اس سے پہلے بہت پیغامبر گذر چکے ہیں آخر آیت تک

قال فنشج الناس يبكون وفي حديث ابن عمر عند ابن ابي شيبة ان ابا بكر

راوی کہتا ہے پھر لوگوں کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور ابن عمر کی حدیث میں ہے ابن ابی شیبہ کے پاس کہ ابو بکر رض

مر بعمر وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يقتل الله

عمر کے پاس سے نکلے جس وقت عمر کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مرے یہاں تک کہ اللہ منافقین کو

المنافقين وفي رواية حتى يفني المنافقين قال وكانوا اظهروا الاستبشار

ہلاک کرے اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ منافقین کو فنا کرے راوی کہتا ہے اور منافق بہت خوشیاں منا رہے تھے

ورفعوا رؤسهم فقال ايها الرجل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور سر اٹھا رہے تھے　پس ابو بکر نے کہا اے شخص بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

قد مات الم تسمع الله يقول انك ميت وانهم ميتون وقال وما جعلنا

مر گئے کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک تو مرنے والا ہے اور بیشک وہ مرنے والے ہیں اور اللہ نے فرمایا اور نہیں کیا ہم نے

لبشر من قبلك الخلد ثم اتى المنبر الحديث وعن انس بن مالك انه سمع

تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پھر ابو بکر منبر پر چڑھے آخر حدیث تک اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا

عمر بن الخطاب حين بويع ابو بكر في مسجد رسول الله صلى الله عليه

عمر بن خطاب سے جس وقت کہ ابو بکر کی بیعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں

وسلم واستوى على منبر صلى الله عليه وسلم تشهد ثم قال اما بعد

واقع ہوئی اور بیٹھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کلمہ شہادت پڑھا پھر کہا بعد اسکے

فاني قلت لكم امس مقالة وانها لم تكن كما قلت واني والله ما وجدت

بیشک میں نے کل ایک بات کہی تھی وہ بات ایسی نہیں تھی جیسے کہ میں نے کہی اللہ کی قسم میں نے وہ بات

فقد متها رواه البخاري اختلف في قول ابي بكر رض لا يجمع الله عليك

موتتين فقيل هو على ظاهره اشار بذلك الى الرد على من زعم انه

سيحيى فيقطع ايدي رجال لانه لو صح ذلك للزم ان يموت موتة اخرى

فاخبر انه اكرم على الله من ان يجمع عليه موتتين كما جمعها على عزيرة

وكالذين خرجوا من ديارهم وهم الوف وكالذي مر على قرية وقيل

اراد ان لا يموت موتة اخرى في القبر كغيره اذ يحيى ليسأل ثم يموت

وقيل لا يجمع الله موتك وموت شريعتك وقيل كنى بالموت الثاني

الكرب اي لا تلقى بعد كرب هذا اليوم كربا اخر قاله في فتح الباري وعن

ابن عباس رض ان ابا بكر خرج وعمر يكلم الناس فقال اجلس يا عمر فابى

عمر ان يجلس فاقبل الناس الى ابي بكر وتركوا عمر فقال ابو بكر من كان

منكم يعبد محمدا فان محمدا صلى الله عليه وسلم قد مات ومن كان يعبد

الله فان الله حي لا يموت قال الله تعالى وما محمد الا رسول قد خلت من

قبله الاية قال والله فكان الناس لم يعلموا ان الله انزل هذه الاية

فلم ار الا سعد الذابح فعلمت ان النبي صلى الله عليه وسلم قد قبض
تو سوائے سعد ذابح کوئی ستارہ نظر نہ آیا پس میں جان گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

او هو ميت فقدمت المدينة ولاهلها ضجيج بالبكاء كضجيج الحجيج
یا وہ قریب الموت ہیں پس میں مدینہ میں آیا اس وقت کہ وہاں کے لوگ رو رو کر شور کر رہے تھے جیسے حاجیوں کی آواز

اذا اهلوا بالاحرام فقلت مه فقيل قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم
جب احرام باندھ کر لبیک پکارتے ہیں میں نے پوچھا کیا ہے کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

وفي حيوة الحيوان للدميري عن الواقدي عن شيوخه انهم قالوا لما
اور دمیری کے حیوۃ الحیوان میں ہے واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب

شك في موت النبي صلى الله عليه وسلم وضعت اسماء بنت عميس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت میں شک پیدا ہوا تو اسماء بنت عمیس نے

يدها بين كتفيه فقالت توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم قد رفع
اپنا ہاتھ حضرت کے کندھوں کے بیچ رکھا پھر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی مہر نبوت

الخاتم من بين كتفيه وكان هذا الذي عرف به موت النبي صلى
کندھوں میں سے خاتم نبوت اٹھ گئی یہی بات تھی جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

الله عليه وسلم اخرجه البيهقي وابو نعيم وروي عن ام سلمة انها قالت
موت معلوم ہوئی اسکو بیہقی اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ

وضعت يدي على صدر رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم مات فمر بي
میں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر وفات کے روز رکھا تھا مجھ پر ہفتے

جمع آكل الطعام واتوضأ ما يذهب ريح المسك من يدي واخرج
ہفتے گذر گئے کہ میں کھانا کھاتی ہوں اور وضو کرتی ہوں مگر ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہیں جاتی اور ابو نعیم

ابو نعيم عن علي قال لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم صعد ملك
علی سے نقل کرتا ہے کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ملک الموت

الموت باكيا الى السماء والذي بعثه بالحق لقد سمعت صوتا ينادي
روتا ہوا آسمان پر چڑھ گیا قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی کو برحق بھیجا ہے بیشک میں نے آسمان سے

من السماء يا محمداه كل المصائب تهون عند هذه المصيبة وفي سنن ابن ماجة
آواز سنی کوئی پکارتا ہے یا محمداہ تمام مصائب اس مصیبت کے سامنے آسان ہیں اور سنن ابن ماجہ میں ہے

المقالة التي قلت اكم في كتاب الله ولا في عهد رسول الله صلى الله عليه

جو تم نے کہی تھی نہ کتاب اللہ میں پائی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

وسلم ولكني كنت ارجو ان يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم يدبرنا

سنت میں ولیکن میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیتے رہیں گے ہمارے پیچھے رہیں

اي يكون اخرنا موتا او كما قال فاختار الله عز وجل لرسوله الذي عنده

یعنی سب سے بعد میں فوت ہوں یا جیسا کہ کہا سو اللہ عز وجل نے اپنے رسول کے واسطے وہی پسند کیا جو اس کے پاس

على الذي عندكم وهذا الكتاب الذي هدى الله به رسوله فخذوا

ہے بہ نسبت اس کے جو تمہارے پاس ہے اور یہ کتاب ہے جس سے اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت کی ہے اس کو لے لو

به تهتدوا كما هدى به رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو نصر كانه

تاکہ تم بھی ہدایت پاؤ جیسے کہ اس کتاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت ہوئی ابو نصر کہتا ہے گویا کہ عمرؓ وہ

قال ما قال لعظيم ما ورد عليه وخشية الفتنة وظهور المنافقين فلما

بات کہہ گئے اس سخت مصیبت کے سبب جو ان پر پڑی تھی اور فتنہ کے ظہور اور منافقوں کے غلبہ سے خوف کیا پھر جب

شاهد قوة يقين الصديق الاكبر رض وتفوهه بقول الله عز وجل كل

صدیق اکبرؓ کے یقین کی قوت دیکھی اور ان کا قائل ہونا اللہ کی اس بات کا کہ ہر ایک

نفس ذائقة الموت وقوله انك ميت وانهم ميتون رجع واخرج

جان موت کو چکھنے والی ہے اور اللہ کے اس قول کا بیشک تو مرنے والا ہے اور بیشک وہ بھی مرنے والے ہیں تو اپنی بات سے باز آئے اور ابن

ابن عساكر عن ابي ذويب الهذلي قال بلغنا ان النبي صلى الله عليه وسلم

عساکر ابو ذویب ہذلی سے نقل کرتے ہیں کہتا ہے کہ ہم کو یہ خبر پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عليل فاوجس اهل الحي خيفة وبت بليلة طويلة حتى اذا كان

بیمار ہیں سو اہل حی کا خوف سے دل دھڑک گئے اور میری رات دراز ہو گئی یہاں تک کہ جب فجر

قرب السحر نمت فهتف هاتف وهو يقول شعر خطب اجل اناخ

ہونے کو تھی تو میں سو گیا پس ایک پکارنے والے نے آواز کی اور وہ یہ کہتا تھا شعر بڑا سخت حادثہ ہے کہ اسلام کو

بالاسلام بين النخيل ومقعد الآطام قبض النبي محمد فعيوننا تسكب

آ پہنچا ہے کھجوروں میں اور مکانات کی نشستگاہوں میں محمد نبی صلعم کی وفات ہو گئی ہماری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں

الدموع عليه بالاسجام قال فوثبت من نومي فزعا فنظرت الى السماء

آنسو ان پر موسلادھار تب میں اپنی نیند سے ڈر کر اچھل پڑا اور آسمان کی طرف نگاہ کی

فانه كان طاهرا فقال العباس لا الا بلى وقال اهل البيت صدق فلم

کیونکہ حضرت علیہ السلام پاک ہیں عباسؓ نے کہا ہاں ... اور اہل بیت نے کہا سچ ہے پھر آواز آئی ...

تغسلوا فقال العباس لا ندع سنة بصوت لا ندري ما هو وغشيهم النعاس

نہلاؤ پھر عباسؓ نے جواب دیا ہم سنت کو اس آواز سے جس کو ہم نہیں جانتے کیا ہے ترک نہیں کرینگے اور پھر دوبارہ

ثانية فناداهم مناد فانتبهوا به وهو يقول اغسلوا رسول الله

غنودگی طاری ہوگئی پھر ایک پکارنے والے نے آواز دی پھر ہوشیار ہوگئے وہ کہتا تھا رسول اللہ صلے اللہ

صلى الله عليه وسلم في ثيابه فقال اهل البيت الا فقال الا نعم وقد كان

علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت نہلاؤ پھر اہل بیت نے کہا سنو یہ عباسؓ نے کہا سنو جی ہاں اور عباس رضی

العباس حين دخل الكوالة للغسل قعد متربعا واقعد عليا متربعا متواجهما

جب کمرہ میں نہلانے کو داخل ہوئے تھے تو ... بیٹھے اور علیؓ کو ... سامنے بٹھایا تھا

واقعدا النبي صلى الله عليه وسلم على حجورهما فنودوا ان اضجعوا رسول

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دونوں نے گود میں بٹھا لیا تھا پھر آواز آئی کہ رسول اللہ صلے اللہ

الله صلى الله عليه وسلم على ظهره ثم اغسلوا واستروا فنادى اخر الصيحة

علیہ وسلم کو چت لٹا دو پھر نہلاؤ اور پردہ کرلو سو دوسرے ... ہو گئے

واضجعاه فصير رجليه الى القبلة وشرق راسه الى المشرق ثم اخذ في غسله وعليه

اور آپ کو لٹا دیا اور ... کی طرف اور سر ... کی طرف پھر نہلانا شروع کیا اس حال میں کہ

قميصه وسحوله مفتوح الشق ولم يغسلوه الا بالماء القراح وطيبوه

حضرت پر قمیص اور ... کھلا ہوا تھا اور صرف خالص پانی سے نہلایا اور کافور سے

بالكافور ثم اعتصروا قميصه ومحوله وحنطوا مساجده ومفاصله

خوشبودار کیا پھر حضرت کا قمیص اور ... نچوڑ ڈالا اور سجدہ گاہوں اور جوڑوں کو خوشبو لگا دی

ووضأوا منه وجهه وذراعيه وكفيه ثم ادرجوا اكفانه على قميصه وسحوله

اور یہی پانی ... یعنی چہرہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں ہتھیلیاں پھر قمیص اور ... کے اوپر کفن پہنا دیا

وجمروه عودا وندا ثم احتملوه حتى وضعوه على سريره وسجوه وروى

اور ... عود کی دھونی دی پھر آپ کو اٹھایا ... تخت پر لٹا دیا اور ڈھانپ دیا اور ابن

عن ابن عباس انه كان يقول استروا نبيكم ستركم الله قالت عائشة

عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اپنے نبی کو پردہ میں کرو خدا تمہاری پردہ پوشی کریگا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا

انه صلی الله علیه وسلم قال فی مرضه ایها الناس ان احدا من الناس او من

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا اے صاحبو اگر کوئی شخص یا کوئی

المومنین اصیب بمصیبة فلیتعز بمصیبتی عن المصیبة التی

مومن کسی مصیبت میں مبتلا ہووے تو چاہیئے کہ صبر اوس مصیبت میں جو دوسرے کے وجہ سے اسکو پہنچے

تصیبه بغیری فان احدا من امتی لن یصاب بمصیبة بعدی اشد علیه

میری مصیبت کی تعزیت کرے کیونکہ میری امت میں سے کوئی شخص میرے بعد ہرگز ایسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوگا کہ جو اسپر میری

من مصیبتی ذکر غسله صلی الله علیه وسلم ولما

مصیبت سے سخت تر ہو ذکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہلانے کا اور جب

فرغ الناس من بیعة ابی بکر رضه وجمعهم الله وما اهتم به اصحابه بعد

لوگ ابوبکر رضہ کی بیعت سے فارغ ہوئے اور اللہ نے انکو متفق کر دیا اور ہوا اسکے کہ جسکا صحابہ نے حضرت صلی اللہ

موته صلی الله علیه وسلم وتقرر الامر علی ابی بکر رضه اقبلوا علی تجهیز

علیہ وسلم کی موت کے بعد اہتمام کیا تھا فارغ ہوئے اور خلافت ابو بکر رضہ پر ٹھہر گئی تو نبی صلے اللہ

النبی صلی الله علیه وسلم والاشتغال به روی انه سئل ابن عباس رضه کیف

علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور غسل کاربار پر متوجہ ہوئے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضہ سے یہہ پوچھا کہ نبی

کان غسل النبی صلی الله علیه وسلم قال ضرب العباس کلة من ثیاب

صلے اللہ علیہ وسلم کو کیونکر نہلایا تھا جواب دیا کہ عباس رضہ نے اپنا سراپردہ یمنی

یمانیة صفاق فصارت سنة فینا وفی کثیر من صالحی الناس ثم

باریک کپڑے کا قائم کیا پھر یہہ طریقہ ہمارے درمیان اور اکثر صالح لوگوں میں جاری ہو گیا پھر

اذن لرجال من بنی هاشم فقعدوا بین الحیطان والکلة ثم دخل العباس

بنی ہاشم کے مردوں کو جو کلہ اور دیواروں کے بیچ میں بیٹھے تھے اجازت دی پھر عباس رضہ کلہ میں

الکلة ودعا علیا والفضل وابا سفیان بن الحارث واسامة بن زید

داخل ہوئے اور علی رضہ اور فضل رضہ اور ابو سفیان بن الحارث رضہ اور اسامہ بن زید کو بلایا

فلما اجتمعوا فی الکلة القی علیهم النعاس وعلی من وراء الکلة فی البیت

جب یہہ سب کلہ کے اندر جمع ہو گئے تو ان سب پر اور ان پر جو کلہ سے باہر گھر میں تھے نیند طاری ہو گئی

فناداهم مناد انتبهوا به وهو یقول لا تغسلوا النبی صلی الله علیه وسلم

تب انکو کسی پکارنے والے نے آواز دی کہ وہ ہوشیار ہو گئے اور وہ یہہ کہتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مت نہلاؤ

او قال يا علي انشدك الله ما لنا من رسول الله فقال له ادخل فدخل فحضر

[illegible]

غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يل منه شيئا وقيل كان

[illegible]

يصب الماء قال فاسنده علي الى صدره ... وكان العباس والفضل

[illegible]

وقثم يقلبونه مع علي وكان اسامة وشقران يصبان الماء عليه

[illegible]

واعينهم معصوبة من وراء الستر لحديث علي لا يغسلني احد الا انت

[illegible]

وفي رواية اوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغسلني غيري فانه

[illegible]

لا يرى احد عورتي الا طمست عيناه ... وفي الشفا

[illegible]

وعلي يغسله ... الماء والفضل ... رسول الله صلى الله عليه وسلم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ثم قال ... اللهم ...

[illegible]

... وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ...

[illegible]

وقد روى ابن النجار انه قال ... اصبحت ...

[illegible]

رضي الله تعالى عنها لما ارادوا غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم اختلفوا

کہتی ہیں جب ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہلانے کا ارادہ کیا تو آپس میں بیچ

فيه فقالوا والله ما ندري انجرد رسول الله صلى الله عليه وسلم كما نجرد

اس کے اختلاف کیا کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتاریں جیسے ہم

موتانا او نغسله وعليه ثيابه فلما اختلفوا القى الله عليهم النوم حتى

اپنے مردوں کے کپڑے اتار لیتے ہیں یا کپڑوں سمیت نہلادیں جب یہ اختلاف ہوا تو اللہ تعالی نے نیند ان پر مسلط کردی یہاں تک کہ

ما منهم رجل الا وذقنه في صدره ثم كلمهم مكلم من ناحية البيت

ان میں جو شخص تھا سو اسکی ٹھوڑی سینہ پر تھی اور کسی کہنے والے نے گھر کے کونے میں سے کہا اسے کہ

لا يدرون من هو ان اغسلوا النبي صلى الله عليه وسلم وعليه ثيابه فقاموا الى

یہ خبر نہیں کہ کون تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت نہلاؤ پھر وہ رسول اللہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم وغسلوه وعليه قميصه وفي المشكوة يصبون

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور قمیص سمیت نہلایا اور مشکوۃ میں ہے کہ قمیص کے

الماء فوق القميص ويدلكونه بالقميص رواه البيهقي في دلائل النبوة وكانت

اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص سے ملتے جاتے تھے اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور

عايشة تقول لو استقبلت من امري ما استدبرت ما غسل رسول

عائشہ کہا کرتی تھیں اگر اپنے حال کی مجھ کو پہلے سے خبر ہوتی جو میں نے پیچھے سمجھی تو رسول صلی اللہ

الله صلى الله عليه وسلم الا نساءه وروي عن علي ان الذين تولوا

علیہ وسلم کو سوا آپ کی بیبیوں کے اور کوئی نہ نہلاتا اور علی سے روایت ہے کہ جو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

غسله صلى الله عليه وسلم ابن عمه علي بن ابي طالب وعمه العباس بن عبد المطلب

کے نہلانے کے متولی ہوئے وہ یہ تھے آپ کے چچا کا بیٹا علی بن ابی طالب اور آپ کا چچا عباس بن عبد المطلب

وابناه الفضل وقثم وحبه اسامة بن زيد ومولاه شقران ولما اجتمع القوم

اور عباس کے دونوں بیٹے فضل اور قثم اور آپ کے محبوب اسامہ بن زید اور آپ کا غلام شقران اور جب یہ لوگ رسول اللہ

لغسل رسول الله صلى الله عليه وسلم نادى من وراء الباب اوس بن خولي

صلی اللہ علیہ وسلم کے نہلانے کو جمع ہوئے تو دروازہ کے باہر سے اوس ابن خولی

الانصاري احد بني عوف بن الخزرج وكان بدريا علي ابن ابي طالب

انصاری نے جو بنی عوف بن خزرج میں کا ایک شخص تھا اور بدری تھا علی بن ابی طالب کو پکارا

الیکھ و دیہ وعن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی ثوبین

وبرد نجرانی وعن عائشۃ رض قالت کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ

اثواب بیض سحولیۃ یمانیۃ من الیمن من کرسف لیس فیہا قمیص

ولا عمامۃ قالت دخلت علی ابی بکر فی مرضہ ثم نظرت الی ثوب علیہ

کان یمرض فیہ بہ ردع من زعفران قال اغسلوا ثوبی ہذا وزیدوا

علیہ ثوبین فکفنونی فیہا قلت ہذا خلق قال ان الحی احق بالجدید

من المیت انما ہو للمہلۃ رواہ البخاری وفی موطا الامام ابی عبد اللہ

مالک بن انس کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ اثواب حبرۃ

وفی ابی داؤد فی ثلاثۃ اثواب نجرانیۃ وقیل الاکلیل ان کفن

فی سبعۃ اثواب جمعا بانہ لیس فیہا قمیص ولا عمامۃ محسوبا

وفی حدیث تفرد بہ یزید بن ابی زیاد وہو ضعیف فحفظہا ثوبا

وقیل بسط کذا فی سیرۃ مغلطای وفی حدیث عروۃ عن عائشۃ

قالت کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ اثواب سحولیۃ بیض

عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحولی سفید تین کپڑوں کا کفن دیے گئے

وسل الجسد فما صب على بدنه شيئا وبرق فيها كذا في تاريخ المدينة

اپنا ہاتھ [illegible] سمہودی کی تاریخ مدینہ

للسمهودي وجعل علي على يده خرقة وادخلها تحت القميص كذا في

میں ہے اور علی نے اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر قمیص کے نیچے ڈالا

سيرة مغلطاي وروي ان الغسلة الاولى كانت بالماء القراح والثانية

سیرت مغلطائی میں ہے اور روایت ہے کہ پہلا تر پڑا خالص پانی کا تھا اور دوسرا

بالماء والسدر والثالثة بالماء والكافور وروي جعفر بن محمد قال

بیری کے پتوں پانی کا اور تیسرا پانی اور کافور کا اور جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ

كان الماء يستنقع في جفون النبي صلى الله عليه وسلم وكان علي يشربه

پانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پلک چشم میں جمع ہوتا تھا اور علی اس کو پیتے جاتے تھے

وفي شواهد النبوة سئل علي عن سبب فهمه وحفظه قال لما غسلت

اور شواہد النبوۃ میں ہے کسی نے علی سے سبب فہم اور حافظہ کا پوچھا جواب دیا کہ جب میں نے نبی

النبي صلى الله عليه وسلم اجتمع ماء في جفونه فرفعته بلساني وابتلعته

صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلایا [illegible] پلک چشم میں جو پانی جمع ہوا [illegible]

فادى قوة حفظ منه ويقال ان عليا والفضل كانا عند رسول الله

سو میں اپنے حافظہ کی قوت اسی کی برکت سے جانتا ہوں اور کہتے ہیں کہ علی اور فضل رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم فنودي علي ان ارفع طرفك الى السماء او رده في

علیہ وسلم کو نہلاتے تھے سو علی کو آواز آئی کہ اپنی نگاہ آسمان کی طرف کر یہ شفا میں

الشفا ذكر تكفينه صلعم فلما فرغوا من غسله صلى الله عليه وسلم

لایا ہے ذکر حضرت صلعم کے کفن پہنانے کا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلا چکے تو

جففوه ثم صنع به ما يصنع بالميت ثم ادرج في ثلثة اثواب ثوبين

بدن مبارک خشک کر دیا پھر ان کے ساتھ وہی کیا جو میت کے ساتھ کرتے ہیں تین کپڑوں میں لپیٹ دیا دو کپڑے

ابيضين وبرد حبرة وفي الاكتفاء قال الترمذي فذكر والعائشة رضه

سفید تھے اور ایک یمنی چادر دھاری دار اور اکتفا میں ہے کہ ترمذی کہتا ہے کہ لوگوں نے اس قول کو

قولهم في ثوبين وبرد حبرة قالت قد اتي بالبرد ولكنهم ردوه

کہ دو ثوبین اور برد حبرۃ عائشہ سے ذکر کیا عائشہ نے کہا ان چادر دھاری دار لائے تھے پر انہوں نے پھیر دیا اور [illegible]

وعائشة وابن عمر وجابر بن عبد الله بن مغفل في تكفين النبي صلى الله

اور ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تکفین کے باب میں منقول ہے

عليه وسلم في ثلاثة أثواب ليس فيها قميص ولا عمامة وعن عبد الله محمد بن

حدیثیں آئی ہیں کہ تین کپڑے تھے نہ ان میں قمیص تھا اور نہ عمامہ اور عبد اللہ محمد بن

عقيل عن ابن الحنفية عن علي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن في

عقیل ابن حنفیہ سے اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات کپڑوں میں

سبعة أثواب روى هذا الحديث أحمد في مسنده وذكر ابن حزم أن

کفن دیے گئے اس حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور ابن حزم ذکر کرتا ہے کہ اس میں

الوهم فيه من ابن عقيل أو ممن بعده وقد اختلف في معنى قوله ليس

ابن عقیل سے یا اس کے بعد کسی اور سے وہم واقع ہوا ہے اور اس کے معنی میں [illegible] لیس فیہا قمیص

فيها قميص ولا عمامة فالصحيح أن معناه أنه ليس في الكفن قميص ولا عمامة

ولا عمامۃ میں اختلاف ہے صحیح تو یہ ہے کہ اس کے معنی یہی ہیں قمیص ہرگز نہیں تھا اور نہ عمامہ تھا

أصلا والثاني أن معناه أنه كفن في ثلاثة أثواب خارج عن القميص

اور دوسرے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں علاوہ قمیص اور عمامہ کے

والعمامة قال الشيخ تقي الدين ابن دقيق العيد الأول أظهر في

کفن دیے گئے شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کہتا ہے کہ اول معنی مراد ہونے میں

المراد وذكر النووي في شرح صحيح مسلم أن بالأول قال جمهور العلماء

ظاہر ہیں اور نووی صحیح مسلم کی شرح میں ذکر کرتا ہے کہ پہلے ہی معنوں کے جمہور علما قائل ہیں

وقال هو الصواب الذي يقتضيه ظاهر الحديث وقال الثاني ضعيف

اور کہتا ہے کہ صواب یہی ہے جس کو ظاہر حدیث تقاضا کرے اور کہتا ہے کہ دوسرے معنی ضعیف ہیں

فلم يثبت أنه صلى الله عليه وسلم كفن في قميص وعمامة انتهى قالوا

سو ثابت نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں قمیص اور عمامہ تھا انتہی کہتے ہیں کہ

ويترتب على هذا الاختلاف في تفسير الحديث اختلافهم في أنه

اس ہی اختلاف پر جو اس حدیث کی تفسیر میں واقع ہوا ہے یہ اختلاف بھی ہے کہ آیا

هل يستحب أن يكون في الكفن قميص وعمامة أم لا فاختلفوا

أخرجه النسائي من رواية عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عن عروة

اسکو نسائی نے نقل کیا ہے عبد الرزاق کی روایت سے وہ معمر سے وہ زہری سے وہ عروہ سے

واتفق عليه الأئمة الستة من طريق هشام بن عروة عن عائشة

اور اسپر چھوں امام متفق ہیں ہشام بن عروہ کے طریق سے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

بزيادة من كرسف ليس فيها قميص ولا عمامة وفي رواية البيهقي

اتنا زیادہ ہے کہ روئی کے کہ انمیں نہ قمیص تھا اور نہ عمامہ اور بیہقی کی روایت میں ہے

في ثلاثة أثواب سحولية جدد السحولية بفتح السين وضمها قال النووي

تین کپڑے سحولی نئے سحولیہ سین کے زبر اور ضمہ سے ہے نووی کہتا ہے کہ

والفتح أشهر وهو رواية الأكثرين فبالفتح منسوب إلى السحول وهو

فتح مشہور اور اکثر راویوں کی یہی روایت ہے سو فتح سے سحول کیطرف منسوب ہے

القصار لأنه يسحلها أي يغسلها أو إلى سحول وهو قرية باليمن

دھوبی کو کہتے ہیں کیونکہ وہ کپڑے کو دھوتا ہے یا سحول کیطرف منسوب ہے جو یمن میں ایک قریہ ہے

وأما الضم فهو جمع سحل وهو الثوب الأبيض النقي ولا يكون إلا من

اور ضمہ سے سو وہ سحل کی جمع ہے سفید صاف کپڑے کو کہتے ہیں جو کہ روئی ہی کا ہوتا ہے

قطن وفيه شذوذ لأنه نسب إلى الجمع وقيل إن اسم القرية هنا بالضم

اور اس میں شذوذ ہے کیونکہ جمع کیطرف نسبت کی ہے اور کوئی کہتا ہے یہاں قریہ کا نام ضمہ سے ہے

والكرسف بضم الكاف والسين المهملتين والفاء القطن

اور کرسف کاف کے ضمہ اور را اور سین مہملہ کے ضمہ سے آخر میں فا روئی کو کہتے ہیں

وقال الترمذي روي في كفن النبي صلى الله عليه وسلم روايات مختلفة

اور ترمذی کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں مختلف روایتیں آئی ہیں

وحديث عائشة أصح الأحاديث في ذلك والعمل عليه عند أكثر أهل

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس باب میں سب حدیثوں سے صحیح تر ہے اور اکثر علما صحابہ وغیرہ کے

العلم من الصحابة وغيرهم وقال البيهقي في الخلافيات قال أبو عبد الله

نزدیک عمل اسی حدیث پر ہے اور بیہقی خلافیات میں کہتا ہے کہ ابو عبد اللہ یعنی

يعني الحاكم تواترت الأخبار عن علي بن أبي طالب وابن عباس

وفي رواية صلى عليه علي والعباس وبنو هاشم ثم دخل المهاجرون ثم

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلعم پر علی اور عباس اور بنو ہاشم نے نماز پڑھی پھر مہاجر آئے پھر

الأنصار ثم الناس يصلون عليه أفرادا لا يؤمهم أحد ثم النساء ثم الغلمان

انصار آئے پھر اور لوگ جدا جدا نماز پڑھتے تھے انکا امام کوئی نہیں تھا پھر عورتوں نے نماز پڑھی پھر لڑکوں نے

قيل إنه أوصى بذلك لقوله صلى الله عليه وسلم أول من يصلي علي

کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی وصیت کی تھی اس حدیث کے موافق پہلے جو میری نماز پڑھیگا تو میرا رب ہے

ثم جبرئيل ثم ميكائيل ثم إسرافيل ثم ملك الموت مع جنوده ثم

پھر جبرئیل پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت مع اپنے لشکر کے پھر

الملائكة ثم ادخلوا فوجا بعد فوج الحديث وفيه ضعف بل كانوا يدعون

اور فرشتے پھر گروہ گروہ آنا آخر حدیث تک اور اس حدیث میں ضعف ہے بلکہ وہ دعا مانگتے تھے

وينصرفون قال ابن الماجشون لما سئل كم صلي عليه قال اثنان

اور چلے جاتے تھے ابن الماجشون نے کہا ہے جب پوچھا گیا کتنی بار حضرت پر نمازیں ہوئیں کہا

وسبعون صلاة فقيل من أين لك هذا قال من الصندوق الذي تركه

بہتر نمازیں ہوئیں پھر کسی نے کہا تم کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہا اس صندوق میں سے جس کو مالک نے

مالك بخطه عن نافع عن ابن عمر كذا في سيرة مغلطاي وفي حديث

اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا چھوڑا تھا نافع ابن عمر سے روایت کرکے یہ سیرت مغلطائی میں ہے اور ابن ماجہ کی

ابن ماجه لما فرغوا من جهازه يوم الثلثاء وضع على سريره في بيته ثم

حدیث میں ہے کہ جب حضرت کی تجہیز سے منگل کے روز فارغ ہو چکے تو حضرت صلعم کو آپ کے گھر میں تابوت پر رکھا پھر

دخل الناس عليه أرسالا يصلون عليه حتى إذا فرغوا أدخلوا النساء

وہاں لوگ گروہ گروہ آئے کہ نماز پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب مرد فارغ ہو چکے تو عورتیں آئیں

حتى إذا فرغن دخل الصبيان ولم يؤم الناس على رسول الله صلى

جب وہ بھی پڑھ چکیں تو لڑکے آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں کسی نے

الله عليه وسلم أحد وفي رواية أن أول من صلى عليه الملائكة أفواجا ثم

امامت نہیں کی اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے جو حضرت صلعم پر نماز پڑھی تو فرشتوں نے گروہ گروہ پھر

أهل بيته ثم الناس فوجا فوجا ثم نساؤه آخرا وروي أنه لما صلى أهل بيته

اہل بیت نے پھر گروہ گروہ اور لوگوں نے پڑھی پھر اہل بیت کی عورتوں نے پیچھے اور روایت ہے کہ جب اہل بیت نماز پڑھ چکے

في زيادة القميص والعمامة على اللفائف الثلاثة لتصير خمسة فذكر الحنابلة
قمیص اور عمامہ بڑھانے میں تاکہ کفن پانچ ہو جاویں اختلاف کیا ہے سو حنبلی علماء کہتے ہیں کہ

انه مكروه وقال الشافعية انه جائز غير مستحب وقال المالكية انه يستحب
مکروہ ہے اور شافعی علماء کہتے ہیں جائز غیر مستحب ہے اور مالکی علماء کہتے ہیں مردوں اور

للرجال والنساء وهو في حق النساء آكد وقالوا والزيادة الى السبع غير
عورتوں دونوں کے واسطے مستحب ہے اور عورتوں کے حق میں تو زیادہ چاہیے اور کہتے ہیں سات تک بڑھانا مکروہ

مكروهة وما زاد عليها سرف وقال الحنفية ان الاثواب الثلاثة ازار و
نہیں ہے اس سے جو زیادہ ہوگا وہ اسراف ہے اور حنفی علماء کہتے ہیں کہ وہ تین کپڑے ازار یعنی تہبند اور

قميص ولفافة وفي الحديث دلالة على ان القميص الذي غسل فيه نزع
کفنی اور [illegible] کی چادر ہے اور حدیث میں یہ دلالت ہے کہ قمیص جس میں حضرت کو نہلایا تھا کفن

عنه عند تكفينه قال النووي في شرح مسلم وهذا هو الصواب الذي
دیتے ہوئے اتار لیا تھا نووی شرح مسلم میں کہتا ہے یہی صواب ہے جس پر کچھ اعتراض

لا يتجه غيره واما الحديث الذي في سنن ابي داود عن ابن عباس ان النبي
متوجہ نہیں ہوتا اور رہی وہ حدیث جو سنن ابو داؤد میں ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی

صلى الله عليه وسلم كفن في ثلاثة اثواب حلة ثوبان وقميصه الذي توفي
صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں کا کفن دیئے گئے حلہ دو کپڑے ایک وہ قمیص جس میں وفات پائی

فيه فحديث ضعيف لا يصح الاحتجاج به لان يزيد بن زياد احد رواته مجمع
سو یہ حدیث ضعیف ہے اس سے حجت قائم کرنی صحیح نہیں ہے کیونکہ یزید بن زیاد جو اس کے راویوں میں [illegible]

على ضعفه ولا سيما وقد خالف برواية الثقات ذكر الصلوة على النبي
اجماع ہے خاص کر اس روایت میں جو ثقات کی روایت کے مخالف ہو حضرت صلی اللہ علیہ

صلى الله عليه وسلم روى عن محمد انه صلى على النبي بغير
وسلم کے نماز جنازہ کا ذکر محمد سے روایت ہے کہ نبی صلعم پر جنازہ کی نماز بغیر

امام وفي رواية افرادا لا يؤمهم احد يدخل المسلمون زمرا فيصلون
امام کے ہوئی اور ایک روایت میں ہے جدا جدا تھا کوئی امام نہیں تھا مسلمان جوق جوق آتے تھے پس نماز پڑھتے تھے

عليه ويخرجون فلما صلى عليه نادى عمر بن الخطاب خلوا الجنازة واهلها
اور چلے جاتے تھے جب نماز پڑھ چکے تو عمر بن الخطاب نے آواز دی جنازہ کو اہل جنازہ کو چھوڑ دو

صلی اللہ علیہ وسلم وروی ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلفوا

علیہ وسلم کے واسطے سیدھا کیا اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بیچ باب

فی موضع دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ او بالمدینۃ او بالبقیع او القدس

موضع دفن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف کیا کہ مکہ میں یا مدینہ میں یا بقیع کے اندر یا قدس میں

حتی قال ابو بکر رضی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یقبر نبی الا

یہاں تک کہ ابو بکر نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ کوئی نبی دفن نہیں کیا گیا مگر

حیث یموت وفی روایۃ ما قبض اللہ نبیا الا فی موضع الذی یحب

اسی جگہ جہاں انتقال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں قبض کی روح کسی نبی کی مگر اسی جگہ جو وہ محبوب رکھتا ہے

ان یدفن فیہ فاخروا فراشہ واحفروا لہ تحت فراشہ ونزل فی قبرہ

کہ اس جگہ دفن ہو حضرت کے بستر کو ہٹا دیا اور آپ کے واسطے بستر کے نیچے قبر کھودی اور حضرت صلعم کی قبر میں

علی بن ابی طالب والعباس والفضل وقثم ابنا العباس وکان قثم اخر

علی بن ابی طالب اور عباس اور فضل اور قثم عباس کے دونوں بیٹے اترے اور قثم ان کے اندر سے

الناس عہدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخر من صعد من قبرہ وادعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات میں آخری تھا کیونکہ حضرت کی قبر میں سے سب سے پیچھے نکلا تھا اور

قصۃ المغیرۃ وطرح خاتمہ فی القبر ونزولہ فیہ لاخراجہ فہو ضعیف

مغیرہ کا قصہ اور خاتم کا قبر میں ڈالنا اور اس کے نکالنے کے واسطے قبر میں اترنا ضعیف ہے

واللہ اعلم وشقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اوس

واللہ اعلم اور شقران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی اور اوس

ابن خولی لعلی بن ابی طالب یا علی انشدک اللہ وحظنا من رسول اللہ

ابن خولی نے علی بن ابی طالب سے کہا اے علی میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اپنا بہرہ رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ انزل فنزل مع القوم وکانوا خمسۃ وفی روایۃ

علیہ وسلم سے مانگتا ہوں اس نے کہا اتر وہ قوم کے ساتھ اترا اور پانچ تھے اور ایک روایت میں

عن علی نزل فی حفرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو والعباس وعقیل بن

علی سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں وہ یعنی علی اور عباس اور عقیل بن

ابی طالب واسامۃ بن زید وابن عوف واوس بن خولی وہم الذین

ابی طالب اور اسامہ بن زید اور ابن عوف اور اوس بن خولی اترے اور یہی وہ لوگ ہیں

لم يدر الناس ما يقولون فسألوا ابن مسعودؓ فامرهم ان يسألوا عليا فقال

تو لوگوں کو کیا کہیں سلام کہیں تھا کہ کیا پڑھیں تب انہوں نے ابن مسعودؓ سے پوچھا انہوں نے کہا کہ علیؓ سے پوچھو تو علیؓ نے انکو کہا

لهم قولوا ان الله وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه

یہ پڑھو بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبیؐ پر اے ایمان والو درود بھیجو اس پر

وسلموا تسليما لبيك اللهم ربنا وسعديك صلوات الله البر الرحيم والملائكة

اور سلام بھیجو بہت سلام ہم حاضر ہیں یا الٰہی ہمارے رب با ربار حاضر ہوا اور بار بار خدمت کے لیے اللہ کی رحمتیں جو نیکوکار اور مہربان ہے اور فرشتے

المقربين والنبيين والصديقين والشهداء والصالحين وما سبح لك من شيء

مقربوں کی اور نبیوں کی اور صدیقوں کی اور شہیدوں کی اور صالحوں کی اور جو چیز تیری پاکی بیان کرتی ہے

يا رب العالمين على محمد بن عبد الله خاتم النبيين وسيد المرسلين وامام

اے پروردگار عالم کے محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین اور مرسلین کے سردار اور متقیوں کے

المتقين ورسول رب العالمين الشاهد البشير الداعي اليك باذنك السراج

پیشوا اور رب العالمین کے رسول پر جو حاضر ہو بشارت دینے والا تیری طرف بلانے والا چراغ

المنير وعليه السلام ذكره الشيخ زين الدين المراغي في كتابه تحقيق النصرة

روشن اور اس پر سلام ہے اسکو شیخ زین الدین مراغی نے اپنی کتاب تحقیق النصرہ میں ذکر کیا ہے

ذكر دفنه وكيفية قبره صلى الله عليه وسلم

ذکر حضرت کے دفن کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کی کیفیت

كان في المدينة حفاران احدهما يلحد والآخر لا يلحد فدعا العباس

مدینہ میں دو شخص قبر کھودنے والے تھے ایک تو لحد بنایا کرتا تھا اور دوسرا لحد نہیں بناتا تھا عباسؓ نے

رجلين فقال ليذهب احدكما الى ابي عبيدة بن الجراح وهو كان

دو آدمی بلائے اور کہا تم میں سے ایک تو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس جائے یہ ابو عبیدہ

يضرح لاهل مكة وليذهب الآخر الى ابي طلحة الانصاري وهو كان يلحد

مکہ والوں کے لیے گور کھودا کرتا تھا اور دوسرا ابو طلحہ انصاری کے پاس جائے اور یہ مدینہ والوں

لاهل المدينة ثم قال العباس اللهم خر لرسولك فذهبا فلم يجد صاحب

کے لیے لحد تیار کیا کرتا تھا پھر عباسؓ نے کہا الٰہی اپنے رسول کے واسطے اچھا کر پھر وہ دونوں گئے سو جو شخص

ابي عبيدة ابا عبيدة ووجد صاحب ابي طلحة ابا طلحة فلحد لرسول الله

ابو عبیدہ کے پاس گیا تھا اسنے تو ابو عبیدہ کو نہ پایا اور ابو طلحہ والے شخص نے ابو طلحہ کو پایا سو اسنے رسول اللہ صلی اللہ

المشكوة عن جابر وكان الذي رش الماء على قبره صلى الله عليه وسلم بلال

مشکوٰۃ میں جابر سے روایت ہے کہ جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی چھڑکا وہ بلال

بن رباح بقربة بدأ من قبل رأسه حتى انتهى الى رجليه رواه البيهقي

ابن رباح تھا ایک مشک سے سر سے شروع کر کے پاؤں تک پہنچ گیا اسکو بیہقی نے

في دلائل النبوة وعن سفيان بن التمار انه راه مسنما وفي صحيح البخاري عن

دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور سفیان بن تمار سے روایت ہے کہ انہوں نے قبر شریف کو مسنم دیکھا اور صحیح بخاری میں

مسندا الى ابي بكر بن عياش انه راى قبر النبي صلى الله عليه وسلم مسنما اي

ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کو مسنم دیکھا ہے یعنی

مرتفعا زاد ابو نعيم في المستخرج وقبر ابي بكر وعمر كذلك واستدل به على

اونچی ابو نعیم نے مستخرج میں اتنا بڑھایا ہے اور ابوبکر اور عمر کی قبر بھی ایسی ہی ہے اور استدلال کیا ہے اس سے

ان المستحب تسنيم القبور وهو قول ابي حنيفة ومالك واحمد والمزني وكثير

کہ قبروں کو مسنم کرنا مستحب ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور مزنی اور اکثر

من الشافعية وبعض قدماء الشافعية استحبوا التسطيح ويحتمل ان

شافعیوں کا ہے اور بعض قدماء شافعی مذہب تسطیح کو مستحب جانتے ہیں اور یہ احتمال ہے کہ

يكون في الاول مسطحا لما روى ابو داود والحاكم انه كشفت له عائشة

اول وہلہ میں مسطح ہو گی بیشک ابو داؤد اور حاکم نے روایت کی ہے کہ کھول دیا عائشہ نے

للقاسم بن محمد عن قبره صلى الله عليه وسلم وعن قبر صاحبيه

قاسم بن محمد کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور ان کے دونوں یاروں کی قبر کھولدی

رضي الله عنهما ثلاثة قبور لا مشرفة ولا لاطئة مبطوحة ببطحاء العرصة

رضی اللہ عنہما تین قبریں تھیں نہ بہت اونچی اور نہ زمین سے ملی ہوئی بچھائی ہوئی تھیں کنکر سے

الحمراء وفي رواية حمراء وبيضاء ورفع قبره من الارض قدر شبر ولعله

جو سرخی اور ایک روایت میں ہے سرخ اور سفید اور زمین سے بقدر ایک بالشت کے اونچی کر رکھی تھی

كان في خلافة معاوية فكانها كانت في الاول مسطحة ثم لما بني جدار

امیر معاویہ کی خلافت میں گذرا ہے گویا وہ قبر اول حال میں مسطح تھی پھر جب قبر کی

القبر في امارة عمر بن عبد العزيز على المدينة من قبل الوليد بن عبد الملك

دیوار بنا عمر بن عبد العزیز کی امارت کے وقت جبکہ ولید بن عبد الملک کی طرف سے مدینہ کا امیر تھا بنائی

تولوا كفنه والاول اصح وقد كان شقران حين وضع رسول الله صلى الله

جو مقرر کئے گئے تھے کفن کے متولی اور پہلی روایت صحیح ہے اور جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں

عليه وسلم في حفرته اخذ قطيفة نجرانية حمراء اصابها يوم خيبر وكان

اتارا تو چادر نجرانی سرخ رنگ جو خیبر کی لڑائی میں ہاتھ آئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبسها ويفترشها فطرحها تحته فدفنها معه

علیہ وسلم اسکو اوڑھتے تھے اور بچھاتے تھے شقران نے لیکر حضرت صلعم کے نیچے بچھا دی اور اسکو حضرت کیساتھ

في قبره فقال والله لا يلبسها احد بعدك وبنى في قبره اللبن يقال تسع

قبر میں دفن کر دیا اور کہا اللہ کی قسم اسکو آپکے بعد کوئی اوڑھ نہ سکیگا اور حضرت کی قبر میں [illegible] اینٹیں لگائیں کہتے ہیں کہ نو

لبنات قيل فلما فرغوا من وضع اللبنات اخرجوا القطيفة قال ابو عمرو

اینٹیں تھیں کہتے ہیں کہ جب کہ اینٹیں لگا چکے تو وہ چادر نکال لی گئی یہ ابو عمرو اور حاکم کا

والحاكم قال النووي وقد نص الشافعي وجميع اصحابه وغيرهم من العلماء

قول ہے نووی نے کہا ہے کہ شافعی اور اسکے اصحاب وغیرہ علما نے صاف کہا ہے کہ

على كراهة وضع قطيفة او نحو ذلك تحت الميت في القبر وقد شذ البغوي

قطیفہ وغیرہ کا میت کے نیچے قبر کے اندر بچھانا مکروہ ہے اور رہا ہے [illegible] ہیں سے صرف بغوی

من اصحابنا فقال لا باس بذلك لهذا الحديث والصواب كراهة ذلك

الگ ہو گیا ہے کہ وہ کہتا ہے اسکا کچھ ڈر نہیں ہے اسی حدیث کی سند سے اور صواب یہی ہے کہ وہ مکروہ ہے

كما قاله الجمهور واجابوا عن هذا الحديث بان شقران انفرد بفعل ذلك

چنانچہ جمہور علماء کہتے ہیں اور اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ تنہا شقران کا یہ کام تھا

ولم يوافقه احد من الصحابة وانما فعله شقران لما ذكرناه عنه من

اور صحابہ میں سے کوئی اسکے موافق نہیں تھا اور شقران نے اسی لئے بچھا دی تھی کہ جیسا اسکی طرف سے بیان کیا گیا یعنی

كراهة ان يلبسها احد بعد النبي صلى الله عليه وسلم انتهى وقد ذكر انها

یہ ناخوشی کہ اسکو بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اوڑھے انتہی اور بیشک بتایا گیا ہے کہ وہ

اخرجت يعني القطيفة من القبر لما فرغوا من وضع اللبنات التسع ذكره

چادر جب نو اینٹیں لگا چکے تو قبر میں سے نکال لی یہ

سيرة مغلطاي ثم هالوا التراب على لحده وجعل قبره مسطوحا وفي

سیرۃ مغلطائی میں ہے پھر حضرت کی لحد پر مٹی دھکا دی اور قبر کو مسطح یعنی ہموار بنا دیا اور

عليه وسلم في مرضه الذي لم يقم منه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا

بیماری میں فرمایا جس سے پھر نہ اٹھے ہو سے خدا یہود اور نصاری پر لعنت کرے کہ انہوں نے

قبور انبيائهم مساجد ولولا ذلك ابرز قبره غير انه خشي او خشي ان

اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیں اگر یہ خوف نہ ہوتا تو حضرت کی قبر ظاہر کی جاتی اتنا ہی کہ ڈر ہوا یا ڈر گئے

يتخذ مسجدا على شك الراوي على المجهول والمعلوم فعلى الاول

کہ اسے مسجد بنا لیں راوی کو یہ شک ہے کہ خشی مجہول ہے یا معروف پس اگر مجہول ہے تو

الضمير للشان ومقتضاه انهم فعلوا ذلك باجتهادهم والثاني يقتضي

ضمیر شان کی ہے اسکا مآل یہ ہے کہ انہوں نے یہ امر اپنے اجتہاد سے کیا اور اگر دوسرا ہے یعنی معروف تو

ان النبي صلى الله عليه وسلم هو الذي امرهم بذلك ومعنى ابرز قبره

یہ معنی ہونگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد تھا اور ابرز قبرہ کے معنی یہ ہیں کہ

كشف قبره صلى الله عليه وسلم ولم يتخذ الحائل والمراد الدفن خارج بيته

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ظاہر کھلی ہوئی ہوتی کوئی دیوار حائل نہ ہوتی اور مراد یہ ہے کہ گھر سے باہر دفن

وهذا قالت عائشة قبل ان يوسع المسجد ولهذا لما وسع المسجد

اور یہ عائشہ رض کا مقولہ ہے اس سے پہلے کہ مسجد نبوی فراخ کیجاوے اور اسی لئے جب مسجد کو فراخ کیا تو

جعلت حجرتها مثلثة الشكل محددة حتى لا يتاتى لاحد ان يصلي

عائشہ کے حجرہ کو مثلث نوکدار بنا دیا تاکہ کسی سے یہ نہ ہو سکے کہ قبلہ کیطرف

الى جهة القبر الكريم مع استقبال القبلة ونقل اهل السير عن سعيد

منہ کرکے قبر شریف کیطرف نماز پڑھ سکے اور اہل سیر نے سعید بن مسیب سے

ابن المسيب قال بقي في البيت موضع قبر في السهوة الشرقية يدفن فيه

نقل کیا ہے کہ اس حجرہ کے اندر ایک قبر کی جگہ شرقی گوشہ کی طرف باقی ہے اس میں عیسی

عيسى بن مريم عليه السلام ذكر وقت دفنه صلى الله

ابن مریم علیہ السلام مدفون ہونگے ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

عليه وسلم اختلف في وقته روي عن عائشة رضي الله

دفن کے وقت کا دفن کے وقت میں اختلاف ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

عنها قالت ما علمنا بدفن رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى سمعنا

روایت ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کی ہمکو خبر نہ ہوئی یہانتک کہ ہم نے ... کی

صيروها مرتفعة ثم الخلاف في ان ايهما افضل في الاصل الجواز وترجيح

دو قبروں کو اونچا کر دیا پھر اس باب میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے تسطیح یا تسنیم اصل تو دونوں کا جواز ہے اور تسطیح کو ترجیح

التسطيح بما رواه مسلم من حديث فضالة بن عبيد انه مر بقبر فسوي

اس روایت سے ہے کہ مسلم نے فضالہ بن عبید کی حدیث روایت کی ہے کہ وہ ایک قبر کے پاس آیا تو برابر کر دی

ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يامر بتسويتها ورسول الله

پھر کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ برابر کر دینے کو فرمایا کرتے تھے اور رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم مقدم وابو بكر عند راسه بين كتفي النبي صلى الله

صلی اللہ علیہ وسلم مقدم ہیں یعنی آگے ہیں اور ابو بکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راس مبارک کے پاس

عليه وسلم وعمر عند رجليه هكذا ۔

کندھوں کے برابر اور عمر دونوں کی پائینتیوں میں ہیں اس شکل پر ۔



كذا نقله السمهودي في خلاصة الوفاء وذكر رزين ان رسول الله

سمہودی نے خلاصۃ الوفاء میں اسی طور نقل کیا ہے اور رزین نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم مقدم وابو بكر خلف راسه عند منكبي صلى الله

صلی اللہ علیہ وسلم مقدم ہیں اور ابو بکر سر مبارک کے پیچھے صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھوں کے

عليه وسلم وما التي رجلاه اسفل وعمر خلف ابي بكر هكذا

مونڈھوں کے برابر اور ابو بکر کے پاؤں آگے نکل گئے ہیں اور عمر ابو بکر کے پیچھے ہیں اس شکل پر ۔



وفي حديث عايشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

من يوم دخل علينا فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وما رأيت يوما

جس روز کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور میں نے نہیں دیکھا

كان أقبح ولا أظلم من يوم مات فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم

کوئی روز قبیح اور تاریک نہیں دیکھا جس روز کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی

وفي رواية الترمذي عنه قال لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول

اور ترمذی کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہا جب وہ دن ہوا کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ

الله صلى الله عليه وسلم المدينة أضاء منها كل شيء فلما كان اليوم الذي

علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو روشن ہوا ہر ایک شی پس جب وہ دن ہوا کہ جس دن

مات فيه أظلم منها كل شيء وما نفضنا أيدينا من التراب وإنا لفي

وفات پائی تو ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہم نے نہیں جھاڑے ہاتھ مٹی سے اور ہم ان کے

دفنه حتى أنكرنا قلوبنا ذكر النبي صلى الله عليه وسلم ولما دفن صلى

دفن میں تھے یہاں تک کہ ہمارے دل بدل گئے ذکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

الله عليه وسلم ولما دفن رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءت

اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دفن ہو چکے تو آئیں

فاطمة رضي الله عنها فقالت كيف طابت أنفسكم أن تحثوا على رسول

فاطمہ رضی اللہ عنہا اور کہا کیونکر خوش ہوئے تمہارے دل کہ ڈالو تم رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم التراب رواه البخاري وفي رواية أخرى لما

صلے اللہ علیہ وسلم پر مٹی روایت کیا اس کو بخاری نے اور ایک اور روایت میں ہے جب

فرغوا من دفنه صلى الله عليه وسلم رجعت فاطمة رضي الله عنها

فارغ ہوئے دفن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں

قالت يا أبا الحسن دفنتم رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم قالت

کہنے لگیں اے ابو الحسن دفن کر چکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا ہاں فاطمہ نے کہا

يا أبا الحسن كيف طابت قلوبكم أن تحثوا التراب على رسول الله صلى

اے ابو الحسن تمہارے دل کیونکر خوش ہوئے کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

الله عليه وسلم أليس كان نبي الرحمة قال نعم ولكن لا مرد لأمر الله

پر مٹی ڈالو کیا وہ نبی الرحمۃ نہیں تھے جواب دیا ہاں تھے پر امر الٰہی کی کوئی ٹال

[illegible]

ضحوة نهار الثاني ليلة الثلثاء في السحر وفي الموطا بلغه مالكا انه صلعم توفي

آدھا دن منگل کی رات کو صبح کے وقت اور موطا میں روایت ہے کہ حضرت صلعم کو پیر کے

يوم الاثنين ودفن يوم الثلثاء والترمذي في ليلتها في مكانه الذي

وفات ہوئی اور منگل کے دن مدفون ہوئے اور ترمذی نے اتنا زیادہ کیا ہے رات کے وقت اسی جگہ جہاں

توفي فيه وروي عن محمد بن اسحق انه قال توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم

وفات پائی تھی اور محمد بن اسحق سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے رسول اللہ صلعم پیر کے دن

الاثنين فمكث ذلك اليوم وليلة الثلثاء ودفن في الليل الى ليلة

وفات پائی سو آپ اس روز اور منگل کی شب میں ٹھہرے رہے اور رات کو مدفون ہوئے یعنی بدھ کی

الاربعاء وقيل دفن يوم الثلثاء حين زاغت الشمس ثم كان الناس

رات کو اور کوئی کہتا ہے منگل کے دن جب آفتاب ڈھل گیا مدفون ہوئے اور لوگوں کے گروہ

صلوا عليه صلى الله عليه وسلم يوم الاربعاء ثم دفن فان قلت لم اخر دفنه

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بدھ کے دن نماز پڑھی پھر مدفون ہوئے پھر اگر تو یہ کہے حضرت صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم وقد قال لاهل بيت اخروا دفن ميتهم عجلوا دفن

علیہ وسلم کے دفن میں کیوں دیر لگائی حالانکہ حضرت نے اپنی اہل بیت سے جنہوں نے اپنی میت کے دفن میں دیر لگائی تھی فرمایا

ميتكم ولا تؤخروه فالجواب لما ذكر من عدم اتفاقهم على موته او لاختلافهم

اپنی میت کو دفن میں جلدی کرو اور دیر نہ لگاؤ تو جواب یہ ہے کہ اس سبب سے جو مذکور ہوا کہ حضرت کی موت پر اتفاق نہ تھا یا اس سبب سے کہ ان کو

في موضع الدفن او لانهم اشتغلوا في خلاف الذي وقع بين المهاجرين

دفن میں اختلاف تھا یا اس لئے کہ وہ اس خلاف میں مصروف ہو گئے جو فیما بین مہاجرین اور انصار

والانصار حتى استقر امر الخلافة التي هي اهم مهمات الدين فبايعوا ابا بكر

کے پڑ گیا یہاں تک کہ خلافت کا امر جو دین کی ضروریات میں بہت ضروری تھا قرار پا گیا سو انہوں نے ابو بکر سے بیعت کر لی

ثم بايعوه بيعة اخرى في ملاء منهم ثم رجعوا بعد ذلك الى النبي صلى

پھر انہوں نے ابو بکر سے مجمع میں دوبارہ بیعت کی پھر اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ

الله عليه وسلم فنظروا في دفنه فغسلوه وكفنوه ودفنوه والله اعلم

وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور دفن میں مصروف ہوئے سو حضرت کو نہلایا اور کفنا کر دفن کر دیا واللہ اعلم

وفي رواية الدارمي عن انس قال ما رايت يوما كان احسن ولا اضوأ

اور دارمی کی روایت میں انس سے ہے کہتا ہے کہ میں نے ان سے کوئی روز احسن اور روشن نہیں دیکھا

صلى الله عليه وسلم التراب انفرد باخراجه البخاري وزاد الطبراني يا ابتاه

صلے اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو اسکو صرف بخاری نے نقل کیا ہے اور طبرانی نے اتنا بڑھایا ہے کہ اے باپ

من ربه ما ادناه وقد عاشت فاطمة رض بعده صلى الله عليه وسلم ستة اشهر

اپنے رب سے کیا پاس ہو گیا اور فاطمہ رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے جیتی رہیں

فاضحكت تلك المدة ويحق لها مثل ذلك وروي عن انس رض قال مررت

سو اس مدت میں کبھی نہیں ہنسیں اور ان کو یہی سزاوار تھا اور انس رض سے روایت ہے کہتا تھا کہ میں

على باب عائشة رضي الله عنها وكانت تندب النبي صلى الله عليه وسلم

عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر گیا وہ اسوقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر رو رہی تھیں

شعر يا من لا يشبع من خبز الشعير يا من اختار الحصير على السرير

شعر اے وہ نبی کہ جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرتا تھا اے وہ نبی کہ بوریہ کو تخت پر پسند کیا

يا من لم ينم الليل كله من خوف عذاب السعير وعن عائشة رضي الله

اے وہ نبی جو تمام رات کبھی نہیں سوتا تھا دوزخ کے آگ کے عذاب کے ڈر سے تم اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے

عنها ان ابا بكر رض دخل على النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته فوضع فاه

روایت ہے کہ ابو بکر رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وفات کے بعد آئے پس اپنا منہ حضرت کے

بين عينيه ووضع يديه على صدغيه فقال وا نبياه وا خليلاه وا

دونوں آنکھوں کے بیچ میں رکھا اور دونوں ہاتھ کنپٹیوں پر رکھدیے پھر کہا اے نبی اے خلیل اے

صفياه وفي رواية قالت لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء

صفی اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ کہتی تھیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ابو بکر

ابو بكر رض فدخل عليه ورفع الحجاب وكشف الثوب من وجهه فاسترجع

آئے اور نبی صلعم کے پاس گئے اور پردہ اٹھایا اور حضرت کے چہرہ پر سے کپڑا اٹھایا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی

فقال مات والله رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تحول من قبل رأسه

پھر کہا اللہ کی قسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر حضرت کے سرہانے کی طرف گئے

فقال وا نبياه ثم حدر فمه وقبل جبهته ثم رفع راسه فقال وا خليلاه

پس کہا اے نبی پھر اپنا منہ جھکایا اور پیشانی کو چوم لی پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا اے خلیل

ثم حدر فمه وقبل جبهته فقال وا صفياه ثم حدر فمه وقبل جبهته

پھر اپنا منہ جھکایا اور پیشانی چوم لی اور کہا اے صفی پھر اپنا منہ جھکایا اور پیشانی چوم لی

تعالی فقعدت تندب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول یا ابتاہ

نہیں سے پھر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رونا شروع کیا اور یہ کہتی تھیں کہ اے باپ

وا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانبی الرحمۃ الآن لا یاتی الوحی الآن

ہائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہائے رحمت کے نبی اب وحی نہیں آئیگی اب

ینقطع عنا جبرئیل علیہ السلام اللہم الحق روحی بروحہ واشفعنی

جبرئیل علیہ السلام ہم سے جدا ہو جاویگا الٰہی میری روح کو حضرت کی روح سے ملا دے اور آنکھ کے

بالنظر الی وجہہ ولا تحرمنی اجرہ وشفاعتہ یوم القیامۃ وفی روایۃ

دیکھنے سے مجھکو خوش کر دے اور مجھکو آنکے اجر سے اور قیامت کے دن شفاعت سے محروم نکر اور ایک روایت میں

اخذت تربۃ من تراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشمت ثم انشأت

کہ فاطمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کی مٹی لی اور سونگھی پھر یہ شعر پڑھا

شعر ماذا علی من شم تربۃ احمد ۔ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

شعر کیا حرج ہے اس شخص کا جو احمد کی مٹی سونگھے یہ کہ پھر ابد الدہر کبھی خوشبو نہ سونگھے

صبت علی مصائب لو انہا ۔ صبت علی الایام صرن لیالیا ۔ وفی

مجھ پر وہ مصیبتیں آپڑی ہیں کہ اگر وہ دنوں پر آپڑیں تو دن سیاہ راتیں ہو جائیں اور اکتفا

الاکتفاء مما ینسب الی علی وفاطمۃ رضی اللہ عنہما ماذا علی من شم

میں یوں ہے جو شعر کہ علی یا فاطمہ رضی اللہ عنہما کیطرف منسوب ہیں یہی دونوں شعر ہیں ماذا علی

البیتین وعن انس قال لما ثقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل

من شم الخ اور انس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھنا دشوار ہوگیا تھا

یتغشاہ الکرب فقالت فاطمۃ رضی اللہ عنہا واکرب اباہ فقال لہا

کرب کا غلبہ ہوتا تھی پس فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہائے باپ کی تکلیف رسول اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی ابیک کرب بعد الیوم فلما مات قالت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے باپ پر آج سے پیچھے کو تکلیف نہیں ہے جب آپ وفات پائی تو فاطمہ نے کہا

یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ جنۃ الفردوس ماواہ یا ابتاہ الی جبرئیل

اے باپ رب کی اجابت کی کہ رب نے آپکو بلا لیا ہائے باپ جسکا ٹھکانا جنت الفردوس ہے ہائے باپ ہم جبرئیل سے خبر وفات

ننعاہ فلما دفن قالت یا انس طابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ

سنتی جب مدفون ہوئے تو فاطمہ نے کہا اے انس تمہارا دل کیونکر راضی ہوگیا کہ رسول اللہ

رسول وقال ابو الجوزاء وكان الرجل من اهل المدينة اذا اصابته

مصيبة جاء اخوه يصافحه ويقول يا عبد الله اتق الله فان في رسول

الله اسوة حسنة قال قائلهم شعر اصبر لكل مصيبة وتجلد

واعلم بان المرء غير مخلد + واصبر كما صبر الكرام فانها + نوب تنوب

اليوم تكشف في غد + واذا اتتك مصيبة تشجى بها + فاذكر مصابك

بالنبي محمد وقال الآخر شعر تذكرت لما فرق الدهر بيننا فعزيت

نفسي بالنبي محمد + وقلت لها ان المنايا سبيلنا + فمن لم يمت في يومه

مات في غد + وروي ان بلالا لما كان يؤذن بعد وفاته صلى الله

عليه وسلم فاذا قال اشهد ان محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم ارتج

المسجد بالبكاء والنحيب فلما دفن ترك بلال الاذان ولله القائل

لو ذاق طعم الفراق رضوى + لكان من وجده يميد + قد حملوني

عذاب شوق + يعجز عن حمله الحديد + ورثته صلى الله عليه وسلم

عمته صفية بمراثي كثيرة فيها قولها شعر الا يا رسول الله كنت

ثم سجّاه بالثوب ثم خرج وذكر ابو العباس القصاب في شرح البردة
پھر کپڑے سے ڈھانک دیا پھر چلے گئے اور ابو العباس قصاب بردہ البوصیری کی شرح میں

للبوصيري انه لما تحقق عمر بن الخطابؓ موته صلى الله عليه وسلم بقول
ذکر کرتا ہے کہ جب عمر بن خطابؓ کو ابو بکر صدیقؓ کے کہنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ابي بكر الصديقؓ ورجع الى قوله قال وهو يبكي بابي انت وامي يا رسول
کی موت کا یقین ہو گیا اور قول ان کی طرف رجوع کیا تو روتے ہوئے یہ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الله صلى الله عليه وسلم لقد كان لك جذع تخطب الناس عليه فلما
میرے ماں باپ تم پر قربان بیشک ایک ستون تھا جس سے لگ کر آپ خطبہ سناتے تھے پھر جبکہ

كثروا اتخذت منبرا لتسمعهم فحنّ الجذع لفراقك حتى جعلت يدك عليه
بہت ہو گئے تو آپ نے منبر بنوایا تاکہ ان کو خطبہ سناویں تو وہ ستون آپ کی جدائی سے رونے لگا یہاں تک کہ آپ نے اس ستون پر اپنا ہاتھ

فسكن فامتك اولى بالحنين عليك حين فارقتهم بابي انت وامي
تسلی ہوئی تو آپ کی امت تو آپ پر رونے کی سزاوار تر ہے جب آپ اس سے جدا ہو گئے میرے ماں باپ تم پر قربان

يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد بلغ من فضيلتك عند الله ان جعل
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی فضیلت اللہ کے ہاں معلوم ہو چکی ہے

طاعتك طاعته فقال من يطع الرسول فقد اطاع الله بابي انت وامي
کہ اس نے تمہاری اطاعت کو اپنی اطاعت ٹھہرائی ہے جیسا کہا جو رسول کی فرمانبرداری کرے بیشک اللہ کی فرمانبرداری کی

يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد بلغ من فضيلتك عنده ان بعثك
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک آپ کی فضیلت اللہ کے ہاں معلوم ہو چکی کہ آپ کو سب نبیوں

آخر الانبياء وذكرك في اولهم فقال الله تعالى واذ اخذنا من النبيين
سے پیچھے بھیجا اور آپ کا ذکر سب سے اول کیا سو اللہ تعالیٰ نے کہا بیشک لیے نبیوں سے انکا

ميثاقهم ومنك ومن نوح بابي انت وامي يا رسول الله صلى الله عليه
اقرار لیا اور تجھ سے اور نوح سے میرے ماں باپ تم پر قربان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم لقد بلغ من فضيلتك عنده ان اهل النار يودون ان يكونوا
وسلم بیشک آپ کی فضیلت اللہ کے ہاں معلوم ہو چکی کہ دوزخی لوگ بہت آرزو کریں گے کہ کاش کہ وہ

اطاعوك وهم بين اطباقها يعذبون يقولون يا ليتنا اطعنا الله واطعنا
آپ کی اطاعت کرتے حالانکہ وہ طبقات نار میں عذاب دیئے ہوئے ہوں گے کہیں گے کاش کہ ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور رسول کی

لشاك عنا بما يوحى اليه وما يقول وبعدنا فلا نخشى ضلالا + علينا
شاہد تھے + وحی سے جو کچھ پاس ان کی آتی [illegible] اور گمراہی کا خوف تھا + اور رسول

والرسول لنا دليل افاطم ان جزعت فذاك عذر + وان لم تصبري
ہماری راہ بر تھے + اے فاطمہ اگر تو نے بے صبری کی تو یہ بجا ہے + اور اگر تو صبر کرے تو

ذاك السبيل + فقبر ابيك سيد كل قبر + وفيه سيد الناس الرسول
یہ اچھی راہ ہے + پس قبر تیرے باپ کی سب قبروں کی پیشوا ہو + اور اس میں سب لوگوں کے پیشوا رسول ہیں

ورثاه الصديق رض بقوله شعر لما رايت نبينا متجدلا + ضاقت علي
اور صدیق رض نے یہ مرثیہ کہا ہے شعر جب میں نے اپنے نبی کو گرا ہوا [illegible] دیکھا + تو مجھ پر تمام گھر باوجود

بعرضهن الدور + فارتاع قلبي عند ذاك لهلكه + والعظم مني ما حييت
فراخی کے تنگ ہو گئے + اس وقت میرا دل نیستی کو [illegible] کرنے لگا + اور میری ہڈیاں تا زیست

كسير + يا عتيق ويحك ان حبك قد توى + فالصبر عنك لما بقيت
شکستہ رہیں گی + اے عتیق تجھ کو افسوس ہو کہ تیرا دوست [illegible] ہو گیا + کیا تجھ سے صبر کرنا تا زندگی

يسير + ياليتني من قبل مهلك صاحبي + غيبت في لحد علي صخور
آسان ہے + کاش کہ اپنے رفیق کے نیست ہونے سے پہلے + قبر میں پوشیدہ ہو جاتا [illegible]

فليحدثن بدائع من بعده + تعيا بهن جوانح وصدور + ورثاه الصديقة
پس البتہ [illegible] + اور مرثیہ کہا صدیقہ نے

ايضا [illegible] فوجدنا امر الله الكلام [illegible]
[illegible]

ماقد تركت لنا رهينا [illegible] الكرام + وقال الحسان شعر [illegible]
[illegible]

السبيل [illegible] فليت قبلك
[illegible]

كنت لنا [illegible]
[illegible] ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث اور ترکہ کا

الله عليه وسلم ماترك رسول الله صلى الله عليه وسلم عند
اور [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت

[illegible]

رجاءنا وکنت بنا برا ولم تک جافیا + وکنت رحیما ہادیا ومعلما + لیبک

ہماری امید تھی اور تم ہم پر مہربان تھے جفا نہیں کرتے تھے + اور تم رحیم ہدایت کرنیوالے اور سکھانیوالے تھے تم

علیک الیوم من کان باکیا + لعمرک ما ابکی النبی لفقدہ + ولکن لما اخشی

روئے جو رونے والا ہے + قسم تیری عمر کی میں نبی کو گم ہونے کی جہت نہیں روتی ہوں + پر جو آنیوالے

من الہرج آتیا + کان علی قلبی لذکر محمد + وما خفت من بعد النبی المکاویا

جدائی سے ڈرتی ہوں + گویا میرے دل پر داغ ہیں محمد کی یادگاری کے + اور ان حادثات سے جو نبی صلعم کی بعد انکا خوف ہے

افاطم صلی اللہ رب محمد + علی جدث امسی بیثرب ثاویا + فدی لرسول

اے فاطمہ رحمت بھیجے اللہ محمد کا رب + اوس قبر پر کہ ہو گئے یثرب میں ٹھکانہ لی + رسول اللہ پر میری ماں

اللہ امی وخالتی + وعمی وخالی ثم نفسی ومالیا + فلو ان رب الناس

اور خالہ قربان ہے + اور میرا چچا اور ماموں پھر میری جان اور میرا مال + پس اگر پروردگار خلق کا

ابقی محمدا + سررنا ولکن امرہ کان ماضیا + علیک من اللہ السلام تحیۃ

محمد کو جیتا رکھتا ہم بہت خوش ہوتے پر اسکا حکم تو ہونیوالا ہے + تم پر اللہ کا سلام ہے بطور تحیہ کے +

وادخلت جنات من العدن راضیا + ورثاہ ابوسفیان بن الحارث

اور تم دوام کو بہشتوں میں رضامندی سے داخل کیے گئے + اور ابوسفیان بن الحارث بن

ابن عبد المطلب ابن عمہ صلی اللہ علیہ وسلم شعر ارقت فبت لیلی لا

عبد المطلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی نے مرثیہ کہا ہے شعر میری نیند جاتی رہی ہے

یزول + ولیل اخی المصیبۃ فیہ طول + واسعدنی البکاء وذاک فیما

نہیں جاتا + اور مصیبت زدہ کی رات دراز ہوا کرتی ہے + اور رونے نے میری امداد کی اور یہ

اصیب المسلمون بہ قلیل + لقد عظمت مصیبتنا وجلت + عشیۃ قیل

اس مصیبت میں جو مسلمانوں پر پڑی ہے کمتر ہے + بیشک ہماری مصیبت بڑی ہو اور بڑھ گئی ہے + اوس شب کو کہ کہنے لگے

قد قبض الرسول + واضحت ارضنا مما عراہا + تکاد بنا جوانبہا تمیل

رسول اللہ کی وفات ہوئی + اور ہماری زمین اوس مصیبت سے جو اسکو پہنچی ایسی ہو گئی کہ قریب ہے کہ اسکی اطراف ہم پر جھک آویں

فقدنا الوحی والتنزیل فینا + یروح بہ ویغدو جبرئیل + وذاک احق

ہم نے وحی کو اور تنزیل کو کھو دیا + جبرئیل شام اور صبح کو لاتا تھا گم کر دیا + اور یہی سزاوار تر

ما سالت علیہ + نفوس الناس او کادت تسیل + نبی کان یجلو

اوس امر کا ہے جس پر لوگوں کے دل بہ جاویں یا نزدیک بہ جانے کے ہوں + نبی تھے کہ دور کرتے تھے شک کو

عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سألت ابا بکرؓ بعد وفات رسول اللہ صلی
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

اللہ علیہ وسلم میراثہا من ترکۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خیبر
ابو بکرؓ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ترکہ خیبر اور فدک اور مدینہ کے

وفدک وصدقتہ بالمدینۃ فقال ابو بکرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
صدقات میں سے اپنی میراث مانگی سو ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وسلم قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمۃ
نے فرمایا ہے ہماری میراث نہیں ہے ہمارا ترکہ صدقہ ہے سو ابو بکرؓ نے اس سے انکار کیا کہ فاطمہ رضی اللہ

رضی اللہ عنہا شیئا فوجدت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علی ابی بکر فی
عنہا کو کچھ میراث دیویں پس فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بات سے ابو بکرؓ پر خفا ہوئیں

ذلک فہجرتہ فلم تزل حتی توفیت فلما توفیت دفنہا زوجہا علی بن
اور انسے ملنا چھوڑ دیا سو خفا ہی رہیں جب تک کہ وفات پائی جب فاطمہؓ نے وفات پائی تو انکے شوہر علی بن ابی طالبؓ

ابی طالبؓ لیلا ولم یؤذن بہا ابا بکر وصلی علیہا علیؓ وکان لعلی
نے رات کو وقت انکو دفن کیا اور ابو بکرؓ کو انکی خبر نہ کی اور علیؓ نے انپر نماز پڑھی اور فاطمہؓ کی زندگی

من الناس وجہۃ حیوۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علیؓ وجوہ
میں علیؓ کو لوگوں میں وجاہت حاصل تھی جب فاطمہؓ کو وفات ہوئی تو علیؓ نے لوگوں کے منہ

الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکرؓ ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشہر
پھرے ہوئے پائے سو ابو بکرؓ سے مصالحت اور انکی بیعت کر لی اور علیؓ نے ان چھ مہینوں کی بیعت نہیں کی تھی

فبایعہ بعدہا کذا فی الصحیحین وروی البیہقی عن الشعبی ان ابا بکرؓ
سو بعد اسکے بیعت کر لی یہ بخاری اور مسلم میں ہے اور بیہقی شعبی سے روایت کرتا ہے کہ ابو بکرؓ

عاد فاطمۃ رضی اللہ عنہا فی مرضہا فقال علیؓ ہذا ابو بکر یستأذن
فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کے دنوں میں عیادت کو گئے پس علیؓ نے فاطمہؓ سے کہا یہ ابو بکرؓ تیرے پاس آنے کی

علیک قالت اتحب ان آذن لہ قال نعم فاذنت لہ فدخل علیہا
اجازت مانگتے ہیں فاطمہؓ نے کہا کیا تجھکو محبوب ہے کہ انکو آنے دوں علیؓ نے کہا ہاں سو فاطمہؓ نے انکو اجازت دی تب ابو بکرؓ اندر گئے

فترضاہا حتی رضیت کذا فی الوفاء وفی ریاض النضرۃ للمحب
پھر انکو منایا یہاں تک کہ مان گئیں یہ وفا میں ہے اور محب طبری کے ریاض النضرہ

مؤنۃ درهما ولا دینارا ولا عبدا ولا شیئا الا بغلته البیضاء وسلاحه
نہ درہم اور نہ دینار اور نہ غلام اور نہ اور کچھ سوا خچر سفید کے اور اپنے ہتھیار

وارضا جعلها صدقة وفی خلاصة السیر ترک رسول الله صلی الله
اور کچھ زمین جو صدقہ کر رکھی تھی اور خلاصۃ السیر میں ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ

علیه وسلم یوم مات ثوبی حبرة وازارا عمانیا وثوبین صحاریین وقمیصا
وسلم نے جس روز وفات پائی تو دو چادر یمانی اور ایک تہبند عمانی اور دو کپڑے صحاری اور ایک قمیص

صحاریا وقمیصا سحولیا وجبة یمنیة وخمیصا وکساء ابیض
صحاری اور ایک قمیص سحولی اور ایک جبہ یمنی اور ایک کمل حاشیہ دار اور لباس سفید

وقلانس صغارا لاطیة ثلاثا او اربعا وازارا طوله خمسة اشبار وملحفة
اور تین یا چار چھوٹی چھوٹی ٹوپیاں سر سے لگی ہوئیں اور تہبند طول میں پانچ بالشت کا اور چادر رنگی

مورسة وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم نحن معاشر الانبیاء
میں رنگی ہوئی اور رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء کے گروہ

لا نورث ما ترکناه صدقة وقال صلی الله علیه وسلم لا یقتسم ورثتی
وراثت نہیں کئے جاتے ہم جو ترکہ چھوڑتے ہیں سب صدقہ ہوتا ہے اور نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث

دینارا ما ترکت بعد نفقة نسائی ومؤنة عیالی فهو صدقة عن ابی
دینار نہیں بانٹینگے میں جو کچھ بعد نفقہ اپنی ازواج اور خرچ عیال کے چھوڑا ہو سو وہ صدقہ ہے ابو ہریرہ سے

هریرة رض قال جاءت فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم
روایت ہے کہتا ہے فاطمہ رض رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی بیٹی ابو بکر رض

الی ابی بکر رض فقالت من یرثک قال ولدی واهلی فقالت ما لی
کے پاس آئیں پوچھا تیرا وارث کون ہے جواب دیا میری اولاد اور اہل تب فاطمہ نے کہا مجھے کیا ہوا کہ

لا ارث ابی فقال ابو بکر سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول
اپنے باپ کی وارث نہیں ہوتی تب ابو بکر رض نے کہا میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے

لا نورث ولکنی اعول من کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعوله
ہمارے وارث نہیں ہوتے پر میں اسکا بردار رہوں جسکے رسول الله صلی الله علیہ وسلم باربرداری کرتے تھے

وانفق علی من کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینفق علیه وعن
اور میں خرچ دونگا جنکو رسول الله صلی الله علیہ وسلم خرچ دیتے تھے عائشہ رض

في حق من كان له سعة وقد قال صلى الله عليه وسلم من وجد

حق میں جسکو گنجائش اور قدرت ہو اور آپ کی قبر شریف کی زیارت نہ کرے اس حدیث کے سبب جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جس نے

سعة ولم يفد إلي فقد جفاني وفي رواية ما من أحد من أمتي له سعة

ہو سکتا تھا اور میرے پاس نہ آیا تو اسنے مجھ پر جفا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت سے کوئی ایسا نہیں جو مقدور رکھتا ہو

ولم يزرني فليس له عذر عند الله وعنه صلى الله عليه وسلم من جاءني

اور میری زیارت نہ کرے تو اسکو اللہ کے ہاں کوئی عذر نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو کوئی میری

زائرا لا تهمه إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة

زیارت کو آئے کہ صرف میری زیارت مقصود ہو تو میرے اوپر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اسکا شفیع ہوجاؤں

رواه الحافظ أبو علي بن السكن وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اسکو حافظ ابو علی بن سکن نے روایت کیا ہے اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

من زار قبري وجبت له شفاعتي صححه ابن عبد الحق وعلى أبيه

جس نے میری قبر کی زیارت کی اسکے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی اسکو ابن عبد الحق نے صحیح کہا ہے اور اسکے باپ پر

وعنه صلى الله عليه وسلم من زارني بعد مماتي فكأنما زارني في حياتي

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی

وفي هذا الباب أحاديث كثيرة وفيما نقلناه كفاية فإذا خرج الزائر

اور اس باب میں بہت حدیثیں ہیں اور جتنی ہم نے نقل کیں کافی ہیں پس جب زیارت کرنیوالا نکلے

وتوجه إلى المدينة الطيبة يكثر من الصلوة على النبي صلى الله عليه

مدینہ طیبہ کی طرف متوجہ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر راستہ میں کثرت سے

وسلم في الطريق فإنه لا عبادة أفضل منها بعد الفرائض لسالك هذا

درود پڑھے کیونکہ اس راستہ کے مسافروں کو فرائض کے بعد اس سے افضل کوئی عبادت نہیں

الطريق فإذا وقع بصره على شجر المدينة وحرمها فليزد في الصلوة والسلام

پھر جب اسکی نظر مدینہ کے درختوں اور حرم پر پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

على النبي صلى الله عليه وسلم وليسأل الله تعالى أن ينفعه بزيارته وليسأله

پر اور بھی زیادہ درود پڑھے اور اللہ تعالی سے یہ دعا مانگے کہ حضرت کی زیارت سے فائدہ ہو

في الدنيا والآخرة وليقل اللهم إن هذا حرم رسولك فاجعل لي

دنیا و آخرت میں اور یوں کہے الٰہی بیشک یہ تیرے رسول کا حرم ہے سو اسکو میرے واسطے [illegible]

الطبری دخل ابوبکرؓ علی فاطمةؓ فاعتذر الیها وکلمها فرضیت عنه وعن

طبری نے کہ ابوبکرؓ فاطمہ رضہ کے پاس گئے اور عذر کیا اور گفتگو کی پھر وہ ان سے راضی ہو گئیں اور اوزاعی سے

الاوزاعی قال بلغنی ان فاطمةؓ غضبت علی ابی بکر فخرج ابوبکرؓ علی

روایت ہے کہا مجھ کو پہنچا ہے کہ فاطمہ رضہ ابوبکر رضہ پر خفا ہوئیں پھر ابوبکر رضہ فاطمہ رضہ کے پاس

فاطمة حتی قام علی بابها فی یوم حار ثم قال لا ابرح مکانی حتی ترضی

روانہ ہوئے یہاں تک کہ دروازہ پر جا کر گرم دن میں کھڑے ہوئے پھر کہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علی بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم فدخل علیها علیؓ فاقسم علیها

جب تک راضی نہ ہوں میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا پھر علیؓ فاطمہؓ کے پاس گئے اور ان کو قسم دی

لترضی فرضیت علیه اخرجه ابن السمان فی الموافقة وقد اختصم علی

کہ راضی ہو جاؤ آخر وہ راضی ہو گئیں اس کو ابن السمان نے موافقہ میں نقل کیا ہے کہ جھگڑا کیا علیؓ اور عباس نے

والعباس فی میراث النبی صلی الله علیه وسلم علی عهد عمرؓ فقال عمر لطلحة والزبیر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث میں عمرؓ کی خلافت میں تب عمرؓ نے طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمن

وعبد الرحمن بن عوف وسعد انشدکم الله اسمعتم رسول الله صلی

ابن عوف اور سعد سے پوچھا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا سنا ہے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله علیه وسلم یقول کل مال نبی صدقة الا ما اطعمه انا لا نورث قالوا اللهم نعم

وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ نبی کا تمام مال صدقہ ہوتا ہے مگر [illegible] ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا انہوں نے کہا ہاں

ثم ذکر زیارة قبره الشریف علی ساکنه التحیة

پھر ذکر حضرت صلعم کی مزار شریف کی زیارت کا اس کے ساکن پر تحیہ

والسلام زیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم القرشی الهاشمی المکی

اور سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریشی ہاشمی مکی مدنی

المدنی ابی القاسم محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم خاتم

ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم خاتم الانبیاء

الانبیاء والمرسلین صلوة الله وسلامه علیه وعلیهم اجمعین مندوبة

اور مرسلین کے قبر کی زیارت ان پر اللہ کی صلوۃ اور سلام اور ان سب پر مندوب ہے

مستحبة من اوکد المستحبات وافضل القربات قریبة من الواجب

مستحب ہے مستحبات میں مؤکد اور عبادات میں افضل قریب واجب کے

جدار الحظيرة ولا يقبلها فان ذلك وامثاله من صنع الجاهلين وليس

حظیرہ کی دیوار پر نہ رکھے اور نہ اسکو چومے کیونکہ یہ اور اسکے مانند جاہلوں کے کردار ہیں اور

من سيرة السلف الصالحين بل يدنو على قدر ثلثة اذرع او اربعة

سلف صالحین کے یہ حرکات نہیں ہیں بلکہ دیوار سے قریب تین یا چار گز کے فاصلے سے کھڑا ہو

ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى الصديق والفاروق رضي الله عنهما

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق رض اور عمر فاروق رض پر درود بھیجے

وليفعل بحضور قلب وغض صوت وسكون جوارح السلام عليك

اور دل کی توجہ اور آواز کی پستی اور اعضا کے قرار کے ساتھ یہ کہے تجھ پر سلام ہے

يا سيد المرسلين السلام عليك يا خاتم النبيين السلام عليك يا قائد

اے سید مرسلین کے پیشوا تجھ پر سلام اے نبیوں کے ختم کرنے والے تجھ پر سلام اے غر محجلین

الغر المحجلين السلام عليك يا من ارسله الله رحمة للعالمين السلام

کے کھینچنے والے تجھ پر سلام اے وہ نبی جسکو اللہ تعالیٰ نے جہانوں کی رحمت کیلئے بھیجا تجھ پر سلام

عليك وعلى اهل بيتك وازواجك واصحابك اجمعين السلام عليك

تجھ پر اور تمہاری اہل بیت پر اور تمہاری ازواج مطہرات پر اور تمہارے سب یاروں پر تجھ پر سلام

ايها النبي ورحمة الله وبركاته اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك

اے نبی صلعم اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ تم

عبده ورسوله وامينه وخيرته من خلقه واشهد انك بلغت الرسالة

اسکے بندے اور رسول اور اسکے امین ہو اور تمام خلق میں برگزیدہ ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے رسالت کی تبلیغ

واديت الامانة ونصحت الامة وجاهدت في سبيل الله حق جهاده

اور امانت کو ادا کیا اور امت کی خیرخواہی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا

وعبدت ربك حتى اتاك اليقين فجزاك الله عنا يا رسول الله افضل

اور اپنے رب کی عبادت کی یہاں تک کہ وفات ہوئی سو جزا دے تمکو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہتر کہ

ما جزى نبيا عن امته اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا

جیسی کسی نبی کو اسکی امت کی طرف سے جزا دی ہو الٰہی درود بھیج ہمارے سردار محمد پر اور ہمارے پیشوا محمد کی

محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم في العالمين وبارك

آل پر جیسے کہ تو نے درود بھیجی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر عالم کے لوگوں میں اور برکت کر

ووقاية من النار وأمانا من العذاب وسوء الحساب ويستحب أن

آگ سے بچاؤ اور عذاب اور برے حساب سے امن ہو اور مستحب ہے کہ

يغتسل لدخول المدينة المطهرة ويلبس أحسن ثيابه وأنظفها ويتطيب

مدینہ مطہرہ میں داخل ہونے کے واسطے نہائے اور اچھے سے اچھے اور پاکیزہ کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے

ويتصدق بما تيسر ثم يدخلها قائلا بسم الله وعلى ملة رسول الله

اور جس قدر میسر ہو خیرات کرے پھر مدینہ میں یہ کہتا ہوا داخل ہو خدا کے نام پر اور رسول اللہ صلے اللہ

صلى الله عليه وسلم رب أدخلني مدخل صدق وأخرجني مخرج صدق

علیہ وسلم کی ملت پر اے رب پہنچا مجھکو سچا پہنچانا اور نکال مجھکو سچا نکالنا

واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا فإذا وصل باب المسجد فليقدم

اور بنا میرے لئے اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد پس جب مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو اندر جاتے وقت

رجله اليمنى في دخوله قائلا اللهم اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتك

پہلے دایاں پاؤں آگے کرے یہ کہتا ہوا الٰہی میرے تمام گناہ بخشدے اور میرے واسطے اپنی رحمت اور فضل کے

وفضلك وليقصد الروضة الشريفة المقدسة وهي ما بين منبره

دروازے کھولدے اور روضہ شریف مقدسہ کا قصد کرے اور روضہ مسجد میں سے جو جنت کے

وقبره من المسجد التي هي روضة من رياض الجنة فيصلي تحية المسجد

چمن میں سے ایک چمن ہے مابین منبر اور قبر کے ہے پس رسول اللہ

في مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم إن تيسر وإلا ففي غيره من الروضة

صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز گاہ میں اگر ہو سکے تو تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھے ورنہ روضہ میں اور جگہ

أو من المسجد ثم يسجد سجدة شكرا لله على الوصول إلى تلك البقعة

یا مسجد میں سے اور جگہ پڑھ لے پھر اللہ کے شکر کا سجدہ کرے کہ اس جائے شریف میں

الشريفة وفي السجدة خارج الصلاة والتلاوة كلام بين العلماء ويسأل

پہنچا اور علماء میں اس سجدہ بیرون نماز میں یا سجدہ تلاوت میں بحث واقع ہے اور دعا مانگے کہ

إتمام النعمة عليه بقبول الزيارة ثم يأتي القبر الشريف ويقف عند رأسه

اس پر زیارت کی قبولیت سے نعمت پوری ہو جاوے پھر قبر شریف کے پاس آوے اور آپکے سرہانے کی طرف

مستقبلا ويكون وقوفه مستدبر القبلة ولا يضع يده على

منہ کرکے اور قبلہ کی طرف پشت کرکے کھڑا ہو اور اپنا ہاتھ

آداب الخروج الى المدينة وسلوك طريقها وآداب دخولها وزيارته

مدینہ جانے کے اور اس رستے کے چلنے کے اور آداب مدینہ کے اندر جانے کے اور آنحضرت

صلى الله عليه وسلم وآدابه لاقامة بهذه البلدة الطيبة بالتفصيل

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے اور آداب اس طیب شہر میں ٹھہرنے کی تفصیل وار

والتكميل في تاريخ المدينة المسمى بجذب القلوب الى ديار المحبوب

پوری پوری تاریخ مدینہ میں جس کا نام جذب القلوب الی دیار المحبوب ہے

فليطلب ثمه ولنختم الرسالة بذكر رؤيته صلى الله

[illegible]

عليه وسلم في المنام وما فيها من الكلام والله الموفق للاتمام

بيده ازمة المرام ذكر في المواهب اللدنية ان من خصائص النبي صلى

الله عليه وسلم ان من راه في المنام فقد راه حقا فان الشيطان

علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے یہ ہے کہ جس نے انکو خواب میں دیکھا تو بیشک سچ دیکھا کیونکہ شیطان ان

لا يتمثل به ففي رواية قتادة عند مسلم من راني في المنام فقد راى

[illegible]

الحق وله ايضا من حديث جابر من راني في المنام فقد راني

[illegible]

انه لا ينبغي للشيطان ان يتشبه بي وفي حديث ابي سعيد عند

[illegible]

البخاري فان الشيطان لا يتكونني اي لا يتكون كوني فحذف

[illegible]

المضاف ووصل المضاف اليه بالفعل وفي حديث ابي قتادة عند

[illegible]

البخاري لا يتراأى بي ومعناه لا يستطيع ان يتمثل بي يعني

[illegible]

علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم

ہمارے پیشوا محمد پر اور پیشوا محمد کی آل پر جیسے برکت کی تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر

انک حمید مجید اللہم انک قلت وقولک الحق ولو انہم اذ ظلموا

بیشک تو حمد والا بزرگ ہے الٰہی تو نے فرمایا ہے اور تیرا کہا برحق ہے اور اگر ان لوگوں نے جس وقت اپنا

انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ

برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور رسول انکو بخشواتا تو اللہ کو پاتے

توابا رحیما اللہم قد سمعنا قولک واطعنا امرک وقصدنا نبیک

معاف کرنیوالا مہربان الٰہی بیشک تیرا فرمایا ہوا سنا اور ہمنے تیرا حکم مانا اور تیرے نبی کے ہاں حاضر ہوے

مستشفعین بہ الیک من ذنوبنا اللہم فتب علینا واسعدنا بزیارۃ

کہ ہمارے گناہوں کی تیرے ہاں شفاعت کریں الٰہی اسو توبہ رحمت سے رجوع اور رسول کی

وادخلنا فی شفاعتہ وقد جئناک یا رسول اللہ ظالمین انفسنا

زیارت سے ہمکو سعادتمند اور انکی شفاعت میں ہمکو داخل کر یا رسول اللہ بیشک ہم تمہارے پاس حاضر ہوئے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوے

مستغفرین لذنوبنا وقد سماک اللہ بالرؤف الرحیم فاشفع لمن

اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہوے اور بیشک اللہ نے تمہارا نام رؤف الرحیم رکھا ہے سو تم اس شخص کی

جاءک ظالما لنفسہ معترفا بذنبہ تائبا الی ربہ وقد انشد ھذہ الابیات

جو تمہارے پاس اپنی جان پر ظلم کرتے گناہوں کا اقرار اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوا آیا ہے شفاعت کرو اور کسی نے

بعضہم وذکرہا فی رسائل المناسک شعر یا خیر من دفنت

ان میں سے اور انکو مناسک کے رسالوں میں ذکر کیا ہے شعر اے بہترین ان لوگوں کے جنکی ہڈیاں زمین

بالقاع اعظمہ فطاب من طیبہن القاع والاکم نفسی الفداء لقبر

ہموار میں دفن ہوئی ہیں تو پھر انکی خوشبو سے زمین اور پشتہ طیب ہو گئی میری جان اس قبر پر قربان ہے

انت ساکنہ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم انت الشفیع الذی

جسمیں تم ساکن ہو اسمیں پارسائی ہے اور اسی میں سخاوت اور کرم ہے تم وہ شفاعت کرنیوالے ہو جنکی

ترجی شفاعتہ عند الصراط اذا ما زلت القدم ویدعو لنفسہ

شفاعت کی امید ہے صراط پر جسوقت قدم ڈگمگا جائیں گے اور اپنے واسطے اور اپنے

ولوالدیہ ولمن احب بما احب فالدعاء فی حضرتہ مستجاب وقد ذکرنا

ماں باپ کے واسطے جو چاہے دعا مانگے کیونکہ دعا آپ کے سامنے مقبول ہوتی ہے اور ہم نے

من سمعه منه بعد الاختلاط والله اعلم قال القاضي ابوبكر بن العربي رؤية

بن تو اس سے اختلاط کے بعد سنا ہے واللہ اعلم قاضی ابوبکر بن العربی کہتا ہے کہ حضرت

صلى الله عليه وسلم بصفاته المعلومة ادراك على الحقيقة ورؤيته

صلی اللہ علیہ وسلم کا صفات معلومہ پر دیکھنا ادراک حقیقی ہے اور غیر

على غير صفته ادراك للمثال فان الصواب ان الانبياء لا تغيرهم الارض

صفات معلومہ پر دیکھنا مثال کا ادراک ہے کیونکہ صحیح اور درست یہی ہے کہ انبیا علیہم السلام کو زمین نہیں بدلتی

فيكون ادراك الذات الكريمة حقيقة وادراك الصفات ادراك المثال

پس ذات شریف کا دیکھنا تو حقیقی ہے اور صفات کا دیکھنا مثال کا دیکھنا ہے

وقال القاضي عياض يحتمل ان يكون المراد بقوله فقد رأى او فقد

اور قاضی عیاض کہتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت کے ارشاد فقد رآنی یا فقد

رأى الحق ان من رآه على صورته المعروفة في حياته كانت رؤياه حقا

رأی الحق سے یہ مراد ہو کہ جس نے حضرت صلعم کو اس صورت معلوم پر دیکھا جو حضرت کی زندگی میں تھی تو اس کا دیکھنا حق ہے

ومن رآه على غير صورته كانت رؤيا تاويل انتهى وتعقبه النووي

اور جس نے اور صورت پر دیکھا تو یہ دیکھنا تاویل کا ہے انتہی اور اس کے بعد نووی

فقال هذا ضعيف والصحيح انه يراه حقيقة سواء كانت على صفته المعروفة

کہتا ہے کہ یہ قول ضعیف ہے صحیح یہی ہے کہ حضرت کا دیکھنا حقیقی ہی برابر ہے کہ صفت معلومہ پر ہو

او غيرها انتهى ثم تعقبه شيخ الاسلام ابن حجر العسقلاني فقال لم

یا اور صفت پر ہو انتہی اس کے پیچھے شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کہتا ہے کہ قاضی

يظهر لي من كلام القاضي ما ينافي ذلك بل ظاهر قوله انه يراه حقيقة

کے کلام سے مجھ کو وہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اس کے منافی ہو بلکہ اس کے قول سے یہی ظاہر ہے کہ دونوں حالتوں میں

في الحالين لكن في الاولى يكون الرؤيا مما لا يحتاج الى التعبير والثاني

حقیقی دیکھنا ہی ہے اتنا فرق ہے کہ پہلی حالت میں خواب ایسا ہے کہ تعبیر کا محتاج نہیں اور دوسری

مما يحتاج الى التعبير ويلزم من قول من قال انه لا يكون رؤيته

حالت میں تعبیر کی حاجت ہے اور اس شخص کے قول سے جو کہتا ہے کہ حضرت کا خواب میں دیکھنا

الا على صورته المعلومة ان من رآه على غير صفته يكون رؤياه من

صرف صورت معلومہ ہی پر ہوتا ہے یہ لازم آتا ہے کہ جس نے حضرت کو اور صفت پر دیکھا تو اس کا خواب

ان اللہ تعالی وان مکنہ فی التصور فی ای صورۃ اراد فانہ لا یمکنہ من التصو
اللہ تعالیٰ نے اسکو اگرچہ صورت بنانے کی قدرت دی ہے جس صورت میں چاہے پس اسکو صورت بنانے میں

ر فی صورۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذھب جماعۃ الی ان محل ذلک اذا راہ الرائی
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت بنانے کی قدرت نہیں دی ہے پس ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ جب حضرت کو کوئی دیکھنے والا

علی صورتہ الکریمۃ التی کان علیہا حتی انہ ضیق الامر بعضھم وقال
حضرت کی اصلی صورت پر دیکھے جسپر زندگی میں تھی یہاں تک کہ بعضوں نے اسمیں تنگی کی ہے اور کہا ہے کہ

لا بد ان یراہ علی صورتہ التی قبض علیہا حتی یعتبر عدد الشعرات البیض
ضرور ہے کہ حضرت کو اسی صورت پر دیکھے جسپر وفات کی تھی یہانتک کہ سفید بالوں کی گنتی بھی معتبر ہوگی

التی لم تبلغ عشرین شعرۃ وعن حماد بن زید قال لما کان محمد یعنی ابن
جو کہ بیس بالوں تک نہیں پہنچی تھی اور حماد بن زید سے روایت ہے کہتا ہے جب کہ محمد یعنی ابن سیرین

سیرین اذا قص علیہ رجل انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صف لی
موجود تھے اگر کوئی شخص ان سے یہہ کہتا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو وہ کہتا مجھسے بیان کر جو

الذی رایتہ فان وصف لہ صفۃ لا یعرفہا قال لم ترہ وسندہ صحیح
صورت تو نے دیکھی ہے پھر اگر وہ ایسا حلیہ بیان کرتا جسکو محمد بن سیرین نہ جانتا تو کہتا تو نے حضرت کو نہیں دیکھا اور اسکی سند صحیح ہے

وقد اخرج الحاکم من طریق عاصم بن کلیب حدثنی ابی قال قلت لابن
اور حاکم عاصم بن کلیب کے واسطے سے نقل کرتا ہے کہ مجھکو میرے باپ نے حدیث سنائی کہتا ہے میں نے ابن

عباس رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام قال صفہ لی قال فذکرت
عباس سے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے ابن عباس نے کہا مجھسے حلیہ بیان کر کہتا ہے پھر میں نے

الحسن بن علی فشبھتہ بہ قال قد رایتہ وسندہ جید لکن یعارضہ
حسن بن علی کا ذکر کر کے اسکے مشابہ کر دیا ابن عباس نے کہا بیشک تو نے دیکھا ہے اور اسکی سند جید ہے لیکن اسکی معارض

ما اخرجہ ابن عاصم من وجہ آخر عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
وہ روایت ہے جو ابن عاصم اور طریق سے نقل کرتا ہے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فانی اری فی کل صورۃ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے مجھکو خواب میں دیکھا پس بیشک مجھے دیکھا کیونکہ میں ہر ایک صورت میں نظر آ سکتا ہوں

وفی سندہ ابن التوامۃ وھو ضعیف لاختلاطہ وھو من روایۃ
اور اسکی سند میں ابن التوامہ ہے اور یہہ شخص ضعیف ہے کیونکہ اسکے حواس مختل ہو گئے تھے اور یہہ روایت اس شخص کی ہے

عمره وقد يكون لما خالف ذلك تعبير يتعلق بالرائي كما قال بعض العلماء

پیری کی ہو اور کبھی اسکے برخلاف کوئی تعبیر ہوتی ہے جو دیکھنے والے کے حال سے متعلق ہو جیسا کہ تعبیر کے بعض علما

التعبير ان من راه شيخا فهو غاية سلمه ومن راه شابا فهو غاية حربه

کہتے ہیں کہ جسنے آپ کو بوڑھا دیکھا تو یہ نہایت سلامتی کی تعبیر ہے اور جسنے آپ کو جوان دیکھا تو یہ لڑائی کی تعبیر ہے

وقال ابو سعيد احمد بن محمد بن نصر من راى نبينا على حاله وهيئته

اور ابو سعید احمد بن محمد بن نصر کہتا ہے جسنے ہمارے نبی کو انکے حال اور ہیئت پر دیکھا

فذلك دليل على صلاح الرائي وكمال جاهه وظفره على من عاداه

تو یہ دیکھنے والے کی درستی حال اور ترقی جاہ اور دشمنوں پر غلبہ پانے کی دلیل ہے

ومن راه متغير الحال عابسا مثلا فذلك دليل على سوء حال الرائي وقال

اور جسنے حضرت صلعم کو مثلا متغیر حال ترش رو دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی بدحالی کی دلیل ہے اور حارث

العارف بن ابي جمرة من راه في صورة حسنة فذلك حسن في دين الرائي

ابن ابی جمرہ کہتا ہے جیسے حضرت صلعم کو خوب صورت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے دین کی خوبی ہے

وان كان في جارحة من جوارحه شين او نقص فذلك خلل في

اور اگر حضرت کے کسی عضو میں کچھ عیب یا نقصان ہو تو یہ دیکھنے والے کے

الرائي من جهة الدين قال هذا هو الحق وقد جرب ذلك فوجد على

دین کی طرف سے کچھ خلل ہے کہتا ہے یہی حق امر ہے اور بیشک اسکا امتحان ہوا تو اسی طرح پر

هذا الاسلوب وبه تحصل الفائدة الكبرى في رؤياه حتى يتبين للرائي

پایا اور حضرت کو خواب میں دیکھنے سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ

هل عنده من خلل ام لا لانه عليه الصلوة والسلام نوراني مثل المراة

آیا میرے اندر کوئی خلل ہے یا نہیں کیونکہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام مثال صاف و شفاف آئینہ کے

الصقيلة ما كان في الناظر اليها من حسن او غيره تصور فيها وهي في

نورانی ہیں آئینہ دیکھنے والے میں جو حسن و قبح ہوتا ہے سو وہی آئینہ میں ہوتا ہے اور آئینہ کی

ذاتها على احسن حال لا نقص فيها وكذلك يقال في كلامه عليه الصلوة

ذات میں اچھی طرح ہے کچھ کمی نقصان نہیں آتا ہے اور ایسے ہی حضرت صلعم کی خوابی کلام میں

والسلام في النوم انه يعرض على سنته فما وافقها فهو حق وما

کہا گیا ہے کہ اس کلام کو حضرت کی سنت سے مقابلہ کریں جو کہ سنت کے موافق ہو تو وہ حق ہے اور جو

اضغاث الاحلام ومن المعلوم انه يرى في النوم على حالة بخلاف حالته

پریشان ہے اور یہ یقینی ہے کہ حضرت خواب میں ایسی حالت پر نظر آویں گے

في الدنيا من الاحوال اللائقة ولو تمكن الشيطان من التمثل بشئ مما

جو دنیاوی احوال لائقہ سے برخلاف ہو گی اور اگر شیطان کو یہ قدرت ہو جاوے کہ حضرت کی سی بات سے

كان عليه او ينسب اليه لعارض عموم قوله فان الشيطان لا يتمثل

بي فالاولى ان ينزه رؤياه وكذا رؤيا شئ منه او مما ينسب اليه عن

ذلك فانه ابلغ في الحرمة واليق بالعصمة كما عصم من الشيطان في

يقظته فالصحيح في تاويل هذا الحديث ان مقصوده ان رؤيته في

كل حال ليست باطلة ولا اضغاثا بل هي حق في نفسها ولو رأى على

غير صورته فصورة تلك الصور ليست من الشيطان بل هي من قبل

الله وهذا قول القاضي ابي بكر بن طيب وغيره ويؤيده قوله فقد

رأى الحق اشار اليه القرطبي وقال شيخ مشائخنا في الحديث الحافظ

ابن حجر الهيتمي والصواب كما قدمناه في رؤيته عليه الصلوة والسلام

التعميم على اي حال راه الرائي بشرط ان يكون على صورته الحقيقية

في وقت ما سواء كان في شبابه او رجوليته او كهوليته او آخر

اليقظة لا يتمثل الشيطان بي ووقع عند الاسمعيلي فقد رآني في

میں کیونکہ شیطان میری شکل نہیں ہو سکتا اور اسمٰعیلی کی روایت میں سیرانی کی جگہ فقد رآنی ہے

اليقظة بدل قوله سيراني ومثله عند ابن ماجة وصححه الترمذي

الیقظۃ ہے اور ایسے ہی ابن ماجہ کی روایت میں ہے اور اسی کو ترمذی نے ابن مسعود کی

من حديث ابن مسعود واختلفوا في تفسير قوله فسيراني في

حدیث سے صحیح کیا ہے اور علماء کو فسیرانی فی الیقظۃ کی تفسیر میں

اليقظة فقال ابن بطال يريد بقوله فسيراني في اليقظة تصديق

اختلاف ہے سو ابن بطال کہتا ہے فسیرانی فی الیقظۃ سے یہ مراد ہے کہ بیداری میں اس

تلك الرؤيا في اليقظة وصحتها وخروجها على الحق وليس المراد انه

خواب کی تصدیق اور صحت اور برحق ہونا معلوم ہو جاویگا اور یہ مراد نہیں ہے کہ وہ

يراه في الآخرة لانه سيراه يوم القيامة في اليقظة جميع امته من رآه في

شخص آخرت میں دیکھیگا کیونکہ قریب ہے کہ حضرت کو قیامت کے دن بیداری میں تمام امت دیکھیگی جس نے

النوم ومن لم يره وقال المازري ان كان المحفوظ فكانما رآني في اليقظة

خواب میں دیکھا اور جسے نہیں دیکھا اور مازری کہتا ہے اگر روایت محفوظ فکانما رآنی الخ ہے تو اسکے

فمعناه ظاهر وان كان المحفوظ فسيراني في اليقظة احتمل ان يكون

معنی تو ظاہر ہیں اور اگر روایت محفوظ فسیرانی الخ ہے تو یہ احتمال ہے کہ اپنے

اراد اهل عصره ممن لم يهاجر اليه فانه اذا رآه في المنام جعل

زمانہ کے لوگ جو حضرت کے پاس ہجرت کرکے نہیں آسکے مراد ہوں کیونکہ ایسا شخص جب آپ کو خواب میں دیکھیگا

ذلك علامة على ان يراه بعد ذلك في اليقظة واوحى الله بذلك

تو یہ خواب اس بات کی علامت ہوگی کہ وہ اسکے بعد بیداری میں دیکھے گا اور یہ بات حضرت

اليه صلى الله عليه وسلم وقيل معناه سيرى تاويل تلك الرؤيا في

صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی ہوگی اور کوئی کہتا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ قریب ہے کہ اس خواب کی

اليقظة وصحتها واجاب القاضي عياض باحتمال ان يكون قد رآه

تعبیر اور صحت بیداری میں دیکھ لی اور قاضی عیاض نے یہ احتمال نکال کر جواب دیا ہے کہ انکا حضرت کو

اي في النوم على الصفة التي عرف بها ووصف عليها موجبة لتكرمته

خواب میں دیکھنا اس صفت پر جو معروف ہے اور اس پر موصوف ہوں اسکے لئے آخرت میں

خالفها فالخلل في سمع الرائي فرؤيا الذات الكريمة حقة والخلل انما
خالف ہے تو دیکھنے والے کی سماعت میں خلل ہے پس ذات شریف کا دیکھنا برحق ہے اور خلل صرف
هو في سمع الرائي وبصره قال وهذا خير ما سمعته في ذلك انتهى قال
دیکھنے والے کی سماعت اور بصارت میں ہے کہتا ہے کہ مینے جو کچھ سنا ہے اسمین سے یہہ بہتر ہے انتہی بندہ
العبد الضعيف اصلح الله حاله سمعت سيدي الشيخ العارف بالله عبد الوهاب
ضعیف خدا اسکے حال کو درست کرے کہتا ہے کہ مینے اپنے استاد شیخ خداشناس عبد الوہاب
ابن ولي الله المتقي يقول سمعت سيدي الشيخ العارف بالله علي بن حسام الدين
ابن ولی اللہ پرہیزگار سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ مینے اپنے استاد شیخ خداشناس علی بن حسام الدین المتقی سے
المتقي يقول جاء من ديار مصر استفتاء صورته ما تقول سادات العلماء
سنا ہے وہ کہتے تھے کہ مصر کے دیار سے استفتا آیا تھا اسکا مضمون یہہ تھا کہ سادات علماء
والعرفاء في رجل راى في منامه رسول الله صلى الله عليه وسلم يامره
اور عرفا اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ
ويقول اشرب الخمر بما ذا يعبر ذلك فكتب كل من بلغه شيئا وانى به
فرماتے ہیں شراب پی لے اسکی تعبیر کیا ہونی چاہئے سو وہ استفتا جسکے پاس پہنچا اسنے کچھ نہ کچھ لکھا اور جو تاویلات
من التاويلات والاشارات حتى اذا اتى الشيخ العارف بالله المتبع
اور اشارے سوجھے سو بیان کئے یہانتک کہ وہ استفتا شیخ خداشناس پیرو
المقتدي محمد بن عراق وكان شيخا قويا متبعا في كمال الاتباع للسنة
اور مقتدی محمد بن عراق کے پاس آیا اور محمد بن عراق شیخ زبردست سنت کی پیروی میں نہایت متبع تھا
كتب في جوابه ان الرائي قد غلط حسه فانه صلى الله عليه وسلم
اسکے جواب میں لکھا کہ دیکھنے والے کی سماعت نے غلطی کی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قال له لا تشرب الخمر فغلطت حاسته فوقع له انه صلى الله عليه وسلم
تو یہہ فرمایا شراب مت پینا سو اسکی سماعت نے غلطی کی اسکی سماعت میں یہہ آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
يقول شرب الخمر والله اعلم واعلم انه قد ورد في حديث اخر من
فرماتے ہیں شراب پی لے واللہ اعلم اور یاد رکھ کہ ایک اور حدیث میں مسلم کی
رواية مسلم من راني في المنام فسيراني في اليقظة او فكانما راني في
روایت سے آیا ہے جسنے مجھکو خواب میں دیکھا سو وہ قریب ہے کہ بیداری میں بھی دیکھیگا یا گویا مجھکو بیداری

يوم القيامة بمزيد خصوصية والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب

دن بڑی خصوصیت سے دیکھے گا اور اللہ خوب جانتا ہے اور اسی کی طرف پھرنا اور بازگشت ہے

تذييل في ذكر نبذة من احوال شهر ربيع الآخر

کچھ احوال ماہ ربیع الآخر کے بیان کرنے میں اسکا دامن بنایا ہے

ومما يناسب ان يجعل تلوا وتذييلا لاحوال هذا الشهر المكرم المفضل اعني

اور مناسب بات یہ ہے کہ اس ماہ بزرگ اور مفضل یعنی ماہ ربیع الاول کے احوال کے بعد

شهر ربيع الاول ذكر شهر ربيع الآخر خصنا الله بالفيض الباطن

کچھ ماہ ربیع الآخر کا ذکر اسکا پیرو اور تابع کیا جاوے خدا تعالیٰ ہم کو باطنی اور ظاہری

والظاهر وما فيه من قضية وفات سيدنا ومولانا القطب الفرد

مخصوص کرے اور یہ ذکر کہ اس مہینہ میں سیدنا اور مولانا قطب یگانہ فرد

الغوث شيخ الاسلام والمسلمين غوث الثقلين الشيخ محي الدين

شیخ الاسلام اور مسلمانوں کے فریادرس جن و انسان کے شیخ محی الدین ابو محمد

ابن ابي محمد عبد القادر الحسني الجيلاني رضي الله تعالى عنه وارضاه

عبد القادر حسنی سید جیلانی کی وفات کا قصہ واقع ہوا اللہ ان سے راضی ہو اور راضی کیوے

عنا وذكر نبذة من الاختلاف في يوم وصوله الى جناب الكريم

ہم سے اور کچھ ذکر اختلاف کا کہ خدا کریم برتر کی درگاہ میں جانے کی تاریخ میں

المتعال والاشارة الى ما هو الارجح فيه من الاقوال فنقول قد ذكر

واقع ہوا اور بیان اشارہ کہ ان مختلف اقوال میں ارجح کونسا ہے سو ہم کہتے ہیں کہ

في بهجة الاسرار الكتاب المشهور في بيان احوال هذا الشيخ الكريم

مشہور کتاب بہجۃ الاسرار میں جو اس شیخ بزرگ برگزیدہ کے احوال میں

المختار برواية الثقات من المشائخ الكبار وبين مصنف هذا

ہے بڑے ثقہ مشائخ کی روایت سے مذکور ہے اور اس کتاب کے

الكتاب وبين الشيخ رضي الله عنه واسطتان فحسب انه مرض في

مصنف میں اور شیخ کے بیچ میں صرف دو ہی واسطے حائل ہیں کہ شیخ موصوف چند روز

رمضان اياما وعنده من المشائخ الشيخ علي بن الهيتي والشيخ

في الآخرة وان يراه رؤية خاصة من القرب منه والشفاعة بعلو

اور اُس کا باعث ہوگا اور حضرت صلعم کی کسی ایسی خاص وضع پر رویت ہوگی جس میں حضرت سے قرب اور علو درجہ کی

الدرجة ونحو ذلك من الخصوصيات قال ولا يبعد ان يعاقب الله بعض

شفاعت ہو اور ایسی ہی کوئی اور خصوصیت پیدا ہو کہتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض گنہگاروں کو

المذنبين في القيامة بمنع رؤية نبيه صلى الله عليه وسلم مدة وحمله ابن

قیامت میں آنحضرت سے جدا رکھے کر اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مدت تک محروم رکھے اور ابن ابی جمرہ

ابي جمرة على محمل آخر فذكر عن ابن عباس او غيره انه رأى النبي

نے اسکو اور ہی محل پر اتارا ہے سوائے اسکے ابن عباس سے یا اور کسی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی

صلى الله عليه وسلم في النوم فبقي بعد ان استيقظ متفكرا في هذا الحديث

صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا سو وہ جاگنے کے بعد اس حدیث میں سوچتا رہا

فدخل على بعض امهات المؤمنين لعلها خالته ميمونة فاخرجت له

پھر وہ کسی امہات المومنین میں سے کسی کے پاس گیا شاید کہ وہ میمونہ انکی خالہ ہوں سو انہوں نے اسکو

المرآة التي كانت للنبي صلى الله عليه وسلم فنظر فيها صورة النبي صلى

وہ آئینہ دکھایا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا پس اس نے اس آئینہ میں نبی صلے اللہ علیہ

الله عليه وسلم ولم ير صورة نفسه فالحاصل من الاجوبة خمسة

وسلم کی صورت دیکھی اپنی صورت نہ دیکھی پس پانچ طرح کے جواب حاصل ہوئے

وجوه احدها انه على سبيل التشبيه والتمثيل ويدل عليه قوله

ایک تو یہ کہ رویا بسبیل تشبیہ اور تمثیل ہے اس پر حضرت کا یہ قول دلالت کرتا ہے

فكانما رآني في اليقظة ثانيها ان معناه سيرى في اليقظة تأويلها

پس گویا کہ مجھکو بیداری میں دیکھا دوسرا یہ ہو کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ بیداری میں دیکھیگا اسکی تعبیر

بطريق الحقيقة ثالثها انه خاص باهل عصره ممن آمن به قبل ان

بسبیل حقیقت دیکھیگا تیسرا یہ ہے کہ خاص اسی زمانہ کے لوگوں کے واسطے ہے جو کہ ملاقات سے پہلے ایمان

يراه ورابعها المراد انه يراه في المرآة التي كانت له ان امكنه ذلك

لائے تھے اور چوتھا یہ ہے کہ یہ مراد ہے کہ حضرت کو حضرت کے آئینہ میں دیکھیگا اگر وہ آئینہ میسر ہوا

قال الشيخ الحافظ ابن حجر وهذا من ابعد المحامل وخامسها انه يراه

شیخ حافظ ابن حجر نے کہا ہے اور یہ محل بعید تر ہے اور پانچواں یہ ہے کہ قیامت کے

الجمعة سلخ جمادى الآخر من سنة ستين وخمسمائة وهو يتكلم

آخر روز جمادی الآخر کی یعنی تاریخ سنہ پانسو ساٹھ میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ باتیں کرتے تھے

فجاء شاب حسن الصورة وجلس الى الشيخ وقال السلام عليك

کہ ایک جوان خوبصورت آ گیا اور شیخ کے پاس بیٹھ گیا اور کہا السلام علیک

يا ولي الله انا شهر رجب جئتك اهنيك وما قدر ان يكون في

اے اللہ کے ولی میں ماہ رجب ہوں میں آپ کے پاس مبارکباد دینے آیا ہوں کہ میری شان کے اندر

سوء عام على الناس قال فلم ير الناس في شهر رجب ذلك الا خيرا فلما

لوگوں کے لئے کوئی برائی عام مقدر نہیں ہوئی … اور رجب میں سوائے خیر کے کچھ نہ دیکھا جب

كان يوم الاحد سلخه جاء رجل كريه المنظر فجلس ايضا عنده فقال

اتوار کا دن اس کا آخر ہوا تو ایک شخص بدصورت آیا اور پھر بھی انکے پاس بیٹھ گیا کہا

السلام عليك يا ولي الله انا شهر شعبان جئتك وقد قدر فان

السلام علیک اے ولی اللہ کے میں ماہ شعبان ہوں آپ کے پاس آیا ہوں اور میری قسمت میں … مقدر ہوا

يكون فناء ببغداد وغلاء بالحجاز وسيف بخراسان وكان كما قال

کہ بغداد میں فنا یعنی وبا اور حجاز میں قحط اور خراسان میں لڑائی خونریزی ہو گی اور وہی ہوا جو کہا تھا

قلت فهذه الرواية يكون عرسه تاسع ربيع الآخر وهذا هو الذي

میں کہتا ہوں پس اس روایت کے موافق انکا عرس ربیع الآخر کی نویں تاریخ ہوا اور یہ وہ تاریخ ہے جو

ادركنا عليه سيدنا الشيخ الامام العارف الكامل الشيخ عبد الوهاب

جس پر اپنے پیشوا شیخ مقتدا اور امام عارف کامل شیخ عبد الوہاب

القادري المتقي المكي فانه قدس سره كان يحافظ في يوم عرسه

قادری متقی مکی کو پایا … شیخ قدس سرہ عرس کے دن … تاریخ کو

هذا التاريخ اما اعتمادا على هذه الرواية او على ما رأى من شيخه

نگاہ رکھتا تھا یا تو اسی روایت کے اعتماد پر یا اس سبب کہ اپنے پیر شیخ

الشيخ الكبير علي المتقي او من غيره من المشائخ وقد اشتهر في ديارنا

بزرگ علی متقی کو یا کسی اور شیخ کو دیکھا ہو اور ہمارے ملک میں

هذا اليوم الحادي عشر وهو المتعارف عند مشائخنا من اهل الهند

آج کل گیارھویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ اگلی اولاد … ہندی مشائخوں کی

ابو النجیب عبد القاهر السهروردی والشیخ ابو الحسن الجوسقی وغیرهم

ابو النجیب عبد القادر سہروردی اور شیخ ابو الحسن جوسقی اور اور

من المشائخ فجاءه شخص بهی السمت علیه وقار فقال السلام علیك

مشائخ موجود تھے کہ انکے پاس ایک شخص حسین صورت باوقار حاضر ہوا اور کہا السلام علیک

یا ولی الله انا شهر رمضان جئتك اعتذر الیك مما قدر علیك

اے ولی اللہ کے میں ماہ رمضان ہوں میں آپکے پاس اس بات کا عذر کرنے آیا ہوں جو آپکے لیے میری مدت میں

فی وودعتك فهذا آخر اجتماعی بك ثم انصرف فمات الشیخ لیلة

مقدر ہو چکا ہے اور میں آپکو رخصت کرتا ہوں یہ میرا آپکے پاس آنا آخری ہے پھر وہ چلا گیا پھر شیخ ہفتہ کی رات کو

السبت لتاسع من ربیع الآخر من السنة الثانیة ولم یدرك رمضان

ربیع الآخر کی نویں تاریخ دوسرے برس میں مر گئے اور دوسرا رمضان نہ پایا

اخر انتهی ولقد ذکروا فی مناقبه انه کان تاتی الیه الشهور

انتہی اور بیشک مشائخ نے انکے مناقب میں ذکر کیا ہے کہ انکے پاس مہینے آکر کہا کرتے تھے

قبل ان تهل فان کان فی قدر الله تعالی ان یکون فیه نقمة وسوء

پہلے آیا کرتے تھے اگر تقدیر الٰہی سے کسی مہینہ میں کچھ عقوبت اور برائی ہوتی تو

جاءه فی صورة منکرة وان کان فی قدر الله تعالی نعمة وخیر جاءه

وہ مہینہ ناپسند صورت میں آتا تھا اور اگر تقدیر الٰہی سے نعمت اور خوبی ہوتی تو جمیل

فی صورة جمیلة فقد ذکر فی بهجة الاسرار وفی خلاصة المفاخر

صورت میں آتا تھا پس بیشک بہجۃ الاسرار اور خلاصۃ المفاخر

فی مناقب الشیخ عبد القادر تالیف الشیخ العالم العارف الامام

فی مناقب شیخ عبد القادر میں جو شیخ عالم عارف پیشوا عبد اللہ

عبد الله الیافعی وتکملة کتاب روضة الریاحین انه اخبر المشائخ

یافعی کی تصنیف ہے اور انکی کتاب روضۃ الریاحین کا تکملہ ہے مذکور ہے کہ کئی مشائخ نے

وفیهم ابنه سید السادات سیف الدین عبد الوهاب قالوا کنا

جنمیں انکا بیٹا سید السادات سیف الدین عبد الوہاب بھی داخل ہے خبر دی ہے کہتے ہیں کہ ہم

جلوسا عند شیخنا الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی آخر

اپنے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رح کے پاس جمعہ کے دن

[illegible marginal notes]

قلت قد سألت عن ذلك شيخنا الإمام عبد الوهاب المتقي المكي فأجاب

میں کہتا ہوں یہی بات میں نے اپنے استاد شیخ عبد الوہاب متقی کی سے پوچھی تھی سو انہوں نے جواب دیا

بأن ذلك من طرق المشائخ وعاداتهم ولهم في ذلك نيات قلت كيف

کہ یہ مشائخ کے طریقے اور انکی عادتیں ہیں اور انکی اس میں کچھ نیتیں ہیں میں نے پوچھا کہ

تعيين ذلك اليوم دون سائر الأيام فقال الضيافة مسنونة على

اس دن کو اور دنوں سے کیوں مقرر کیا ہے سو جواب دیا کہ کھانا کھلانا تو مطلقا مسنون ہے پس

الإطلاق فقطعوا النظر عن تعيين اليوم وله نظائر كالمصافحة في بعض

دن کے معین کرنے سے قطع نظر کرو اور اسکے لیے نظیریں ہیں جیسے نماز کے بعد

المشائخ بعد الصلوة وكالاكتحال يوم عاشوراء فإنه سنة على الإطلاق

بعضے مشائخ کا مصافحہ کرنا اور جیسے محرم کی دسویں تاریخ سرمہ لگانا پس سرمہ لگانا مطلق تو سنت ہے

وبدعة من جهة الخصوصية ثم قال وقد ذكر بعض المتأخرين

اور خصوصیت کی رو سے بدعت ہے پھر یہ کہا کہ مغرب کے مشائخ میں سے

من مشائخ المغرب أن اليوم الذي وصلوا إلى جناب الحضرة ودخلوا

بعض متاخرین نے ذکر کیا ہے کہ جس دن کہ وہ درگاہ الٰہی میں پہنچے اور جنت میں داخل ہوئے

القدس يرجى فيه من الخير والبركة والنورانية أكثر وأوفر من

اس میں خیر اور برکت اور نورانیت کی امید اور دنوں کی بہ نسبت زیادہ تر ہوتی ہے

سائر الأيام ثم أطرق مليا ثم رفع رأسه فقال لم يكن في زمن السلف

پھر استاد میں نے بڑی دیر تک سر نگوں کیا پھر سر اٹھا کر کہا اگلے زمانہ میں تو یہ

شيء من ذلك وإنما هو من مستحسنات المتأخرين والله أعلم

کچھ نہ تھا یہ تو متاخرین کا مستحسن کیا ہوا ہے واللہ اعلم

شهر رجب

ماہ رجب

في القاموس رجب فلانا هابه وعظمه رجبا ورجوبا ورجبا وارجبه

قاموس میں ہے رجب فلانا اسکو ڈرایا اور اسکی تعظیم کی رجبا اور رجوبا اور رجبا اور ارجبہ

ومنه رجب لتعظيمهم اياه والجمع ارجاب ورجوب ورجبات محركة

اور رجب اس سے لیا ہے کیونکہ عرب اس کی تعظیم کیا کرتے تھے اور جمع ارجاب اور رجوب اور رجبات حرکت سے

من اولادہ رضی اللہ عنہ کذا ذکر شیخنا وسیدنا السید البہی الرضی الوضی
متعارف ہے ایسے ہی ہمارے پیر اور پیشوا سید بہی اور برگزیدہ پاک

ابو المحاسن السید الشیخ موسی الحسنی الجیلانی بن الشیخ الکامل
ابو المحاسن پیشوا شیخ موسی حسنی نسب جیلانی مسکن بن شیخ الکامل

العارف المعظم المکرم ابی الفتح الشیخ الحامد الحسنی الجیلانی نقلا
خداشناس معظم اکرم ابو الفتح شیخ حامد حسنی نسب جیلانی مسکن سے

من وراد القادریہ تصنیف المخدوم الاعظم الاکرم الاجل الافخم
اور اوراد قادریہ میں سے مخدوم اعظم اکرم اجل افخم بالاتفاق

ولی اللہ بالاتفاق الذی یقال لہ المخدوم الثانی والشیخ عبد القادر
ولی اللہ کی تصنیف سے جسکو مخدوم ثانی اور شیخ عبد القادر ثانی

الثانی قدس روحہ مما نقل فیہا عن ابائہ الکرام رحمۃ اللہ
قدس روحہ کہتے ہیں نقل کرکے ذکر کیا ہے اس جگہ سے کہ جہاں اسکے آباء واجداد بزرگوار رحمۃ اللہ

علیہم اجمعین وذکر الشیخ الامام عبد اللہ الیافعی فی کتابہ
اجمعین سے نقل ہے اور شیخ امام عبد اللہ یافعی نے اپنی کتاب

خلاصۃ المفاخر وفی تاریخہ المشہور المسمی بمراۃ الجنان ان
خلاصۃ المفاخر اور اپنی تاریخ مشہور میں جسکا نام مراۃ الجنان ہے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی

وفاتہ رضی اللہ عنہ فی شہر ربیع الآخر من سنۃ ستین او احدی وستین وخمسمایۃ
وفات ماہ ربیع الآخر سن پانسو ساٹھ یا اکسٹھ میں ہوئی ہے

ولم یعین الیوم وذلک اما لعدم علمہ بذلک او لاختلاف وقع ہنالک
اور تاریخ معین نہیں کی اور یہ یا تو اسکو معلوم نہ ہوئی یا اس سبب سے کہ اسمیں اختلاف واقع ہے

وقد یقال ان وفاتہ رضی اللہ عنہ فی الیوم السابع عشر ولا اصل لہ واللہ اعلم
اور کوئی کہتا ہے کہ انکی وفات سترھویں تاریخ ہوئی اور اسکی کچھ اصل نہیں ہے واللہ اعلم

فان قلت ہل لہذا العرف الذی شاع فی دیارنا فی حفظ اعراس
اگر تو پوچھے کہ آیا اس برتاؤ کی جو ہمارے ملک میں پھیل رہا ہے کہ مشائخ کا

المشائخ فی ایام وفاتہم اصل فان کان عندک علم بذلک فاذکرہ
عرس وفات کے دن کیا کرتے ہیں کوئی اصل ہے اگر تو جانتا ہے تو بتا

ستر العيوب على العباد فلا اصل له ولا هو معقول لان الاتصاف

بندوں کے عیبوں کا چھپانا اسو اسکی کچھ اصل نہیں ہے اور نہ یہ معقول ہے اسواسطے کہ صفت

بصفة الستارية لا يقتضي الاختصاص بالصوم لان ذلك انما هو

ستاری سے موصوف ہونا کچھ روزے سے ہونے کی خصوصیت کو تقاضا نہیں کرتا اسواسطے کہ پردہ میں سے

في ستر الاقوال فقط والله اعلم ولم نجد في جامع الاصول من واحد

صرف اقوال ہی چھپ سکتے ہیں واللہ اعلم اور ہم جامع الاصول میں صحاح ستہ میں سے ایک کی بھی

من الصحاح الستة حديثا واردا في فضل رجب الا انه قد ذكر في

حدیث جو ماہ رجب کی فضیلت میں آئی ہو نہیں پاتے ان اتنا ہے کہ جامع کبیر میں

الجامع الكبير احاديث في فضله وفضل العمل فيه وهي هذه

کئی حدیثیں رجب کی فضیلت اور رجب میں عمل کرنے کی فضیلت میں مذکور ہیں اور وہ یہ ہیں

رجب شهر الله وشعبان شهري ورمضان شهر امتي رواه

رجب اللہ کا مہینا ہے اور شعبان میرا مہینا ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے اسکو ابو الفتح

ابو الفتح بن الفوارس في اماليه عن الحسن مرسلا ان رجب

ابن الفوارس نے اپنی امالی میں حسن سے مرسلا روایت کیا ہے بیشک رجب

شهر عظيم تضاعف فيه الحسنات من صام يوما منه كان

عظمت کا مہینہ ہے اسمیں حسنات دوگنی ہو جاتی ہیں جسنے اسمیں ایک دن روزہ رکھا تو وہ

كصيام سنة رواه الرافعي عن سعيد ان رجبا شهر الله ويدعى

ایسا ہے جیسا ایک سال روزے رکھے اسکو رافعی نے سعید سے روایت کیا ہے بیشک رجب اللہ کا مہینہ ہے اور اسکو اصم

الاصم وكان اهل الجاهلية اذا دخل رجب يعطلون اسلحتهم

کہتے ہیں اور اہل جاہلیت رجب کے آنے پر اپنے ہتھیار بیکار کر دیتے تھے

ويضعونها فكان الناس يامنون ويامن السبيل ولا يخافون

اور انکو رکھ دیتے تھے پھر لوگ امن میں رہتے اور رستہ محفوظ ہو جاتا تھا

حتى ينقضي رواه البيهقي في شعب الايمان عن

جبتک وہ گزر جاوے کسی سے نہیں ڈرتا تھا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں عائشہ رض سے

عائشة وقال فيه منكر رجب شهر عظيم يضاعف الله فيه

روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکا مرفوع ہونا منکر ہے رجب عظمت کا مہینہ ہے اسمیں اللہ تعالی حسنات کو

والترجيب ذبح النسائك فيه انتهى وفي النهاية للجزري والترجيب

اور ترجیب رجب میں قربانیاں ذبح کرنی انتہی اور جزری کی کتاب نہایہ میں ہے اور ترجیب

التعظيم من رجب فلان مولاه عظمه ومنه شهر رجب لانه كان يعظم

تعظیم کرنی رجب فلان مولاہ سے لیا ہے یعنی فلانے نے اپنے مولا کی تعظیم کی اور اسی سے ماہ رجب لیا ہے کیونکہ اسکی تعظیم ہوتی تھی

ومنه رجب مضر الذي بين جمادى وشعبان اضافوا الى مضر لانهم

اور اسی سے رجب مضر مشہور ہوا ہے وہ مہینا جو دونوں جماد اور شعبان کے بیچ میں ہے مضر کی طرف اسواسطے منسوب ہوا کہ وہ لوگ

عظموه وقوله بين جمادى وشعبان تاكيد لانهم كانوا ينسئون

تعظیم کرتے تھے اور یہ جو کہا درمیان جماد اور شعبان کے بیچ میں سو تاکید ہے کیونکہ وہ لوگ اسکو ٹلا دیتے تھے

ويوخرون من شهر الى شهر فيتحول عن موضعه والعتيرة الرجبية

اور ایک مہینہ سے دوسرے مہینہ کی جگہ ہٹا دیتے تھے سو وہ اپنی جگہ سے ٹل جاتا تھا اور جیسی عتیرہ قربانی تھی

ذبيحة يذبحونها في رجب انتهى ويقال له اصم في القاموس الاصم

کہ رجب میں ذبح کیا کرتے تھے انتہی اور اسکو اصم کہتے ہیں قاموس میں ہے اصم

رجب لانه لا ينادى فيه يا لفلان ويا صباحاه وفي النهاية شهر الله

ماہ رجب اسواسطے کہ اسمیں یہ آواز نہیں آتی یا لفلان یا صباحاہ اور نہایہ میں ہے شہر اللہ

الاصم رجب اذ لا يسمع فيه صوت السلاح لكونه شهرا حراما

الاصم ماہ رجب ہے کیونکہ اسمیں ہتھیار کی آواز کان میں نہیں آتی کیونکہ یہ ماہ با حرمت ہے

ووصف بوصف الانسان الذي لا يسمع مجازا قال العبد المؤلف

کہ مجازاً ایسے انسان کے وصف سے موصوف ہوا ہے جو بہرہ ہو بندہ مؤلف خدا اس سے

عفا الله عنه واما المشهور بين بعض الناس من انه انما يقال

درگذر کرے کہتا ہے یہ جو بعضے لوگوں میں مشہور ہے کہ اس مہینہ کو اصم اسلئے

الاصم لانه يصم بنفسه يوم القيامة ولا يشهد على الناس

کہتے ہیں کہ قیامت کے روز اپنے آپ کو بہرا بنا لیگا لوگوں پر بری گواہی جو کسی نے

ما فعلوا فيه من المعاصي والقبائح ويقول انا اصم لا اسمع

اسمیں مدت میں گناہ اور برائیاں کیں اپنا نہیں دیگا اور کہیگا میں تو بہرہ ہوں کچھ نہیں

شيئا ولذلك يقال شهر الله لكونه متخلقا بخلقه سبحانه وهو

سنتا اور یہی لئے اسکو شہر اللہ کہتے ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ کی عادات سے موصوف ہے یعنی

فی شعب الایمان وقال منکر عن سلمان الفارسی وعن خرشة

ابن سلمان فارسی رض سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ سلمان فارسی سے منکر ہے اور خرشہ بن حر

بن الحر قال رایت عمر بن الخطاب رض یضرب اکف الرجال فی صوم

سے روایت ہے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ رجب کے روزہ کی بابت لوگوں کے ہاتھوں میں

رجب حتی یضعوها فی الطعام ویقول رجب وما رجب انما رجب

اس قدر مارتے تھے تاکہ وہ اپنے ہاتھ کھانے میں ڈالیں اور کہتے تھے رجب کیا ہے رجب رجب

شهر تعظمه الجاهلیة فلما جاء الاسلام ترک رواه ابن ابی شیبة

ایک مہینہ ہے کہ جاہلیت میں اسکی تعظیم ہوتی تھی جب اسلام آیا تو تعظیم چھوڑ دی گئی اسکو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے

والطبرانی فی الاوسط وعن ابی قلابة قال فی الجنة قصر لصوام

نے اوسط میں روایت کیا ہے اور ابو قلابہ سے روایت ہے کہا ہے جنت میں رجب کے روزہ داروں کا

رجب رواه ابن عساکر عن عامر بن شبل الجرمی سمعت رجلا

ایک محل ہے اسکو ابن عساکر روایت کرتا ہے عامر بن شبل جرمی سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا

یحدث انه سمع انس بن مالک رض یقول فی الجنة قصر لا یدخله

بیان کرتا تھا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے جنت میں ایک محل ہے کہ نہیں جائیگا رجب کے روزہ داروں

الا صوام رجب رواه ابن شاهین فی الترغیب وان فی الجنة

کے سوا کوئی نہیں جائیگا اسکو ابن شاہین نے ترغیب میں روایت کیا ہے بیشک جنت میں

نهرا یقال له رجب اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل من صام

ایک نہر ہے اسکو رجب کہتے ہیں دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے جو شخص [illegible]

یوما من رجب سقاه الله من ذلک النهر رواه الشیرازی فی

ایک دن [illegible] روزہ رکھیگا اللہ تعالی اسکو اس نہر میں سے پلاویگا اسکو شیرازی نے القاب میں

الالقاب ورواه البیهقی فی شعب الایمان عن انس صوم اول یوم

روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں انس رض سے روایت کیا ہے [illegible] رجب کی پہلی تاریخ کا

رجب کفارة ثلث سنین والثانی کفارة سنتین والثالث کفارة سنة

روزہ تین برس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور دوسری تاریخ کا روزہ دو برس کا کفارہ ہے اور تیسری تاریخ کا روزہ

ثم کل یوم شهرا رواه ابو محمد الخلال فی فضائل رجب عن

پھر ہر ایک دن کا روزہ ایک مہینہ کا کفارہ ہے اسکو ابو محمد خلال نے رجب کے فضائل میں روایت کیا ہے

الحسنات فمن صام یوما من رجب فکانما صام سنة ومن صام

دوچند کر دیتا ہے سو جسنے رجب میں سے ایک دن روزہ رکھا گویا اسنے برس بھر روزے رکھے اور جسنے اسمیں

فیہ سبعة ایام غلقت عنه سبعة ابواب جهنم ومن صام منه

سات دن روزے رکھے تو اسپر دوزخ کے ساتون دروازے بند ہو جاوینگے اور جسنے اسمیں آٹھ

ثمانیة ایام فتحت له ثمانیة ابواب الجنة ومن صام منه عشرة ایام لم

دن روزے رکھے اسکے واسطے جنت کے آٹھون دروازے کھل جاوینگے اور جسنے اسمین دس دن روزے رکھے تو

یسأل الله شیئا الا اعطاه ومن صام منه خمسة عشر یوما نادی

اللہ تعالی سے جو مانگیگا سو اللہ عطا کریگا اور جسنے اسمین پندرہ دن روزے رکھے تو آسمان

مناد من السماء قد غفر لك ما مضی فاستأنف العمل ومن زاد زاده

سے پکارنیوالا پکاریگا تیرے پہلے گناہ بخشے گئے از سر نو کر لے اور جو شخص زیادہ کریگا زیادہ ثواب ہوگا

وفی رجب حمل الله نوحا فی السفینة فصام رجبا وامر من معه

اور رجب میں اللہ نے نوح کو کشتی پر سوار کیا تھا سو آپ نے رجب کے روزے رکھے تھے اور اپنے ساتھیوں کو

ان یصوموا فجرت بهم السفینة ستة اشهر اخر ذلك یوم عاشوراء

کہ روزہ رکھیں سو کشتی انکو چھ مہینے لیے پھری اس مدت کے تمامی یوم عاشورا پر ہوئے

واهبط علی الجودی فصام نوح ومن معه والوحش شکرا لله عز وجل

اور کوہ جودی پر آ ٹھہری پھر نوح نے اور آپکے ساتھیوں نے اور وحش نے اللہ عز وجل کا شکریہ روزہ رکھا

وفی یوم عاشوراء فلق الله البحر لبنی اسرائیل وفی یوم عاشوراء تاب الله

اور یوم عاشورا میں اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے واسطے دریا کو متفرق کر دیا اور عاشورا کے دن اللہ تعالی نے آدم کی

علی آدم وعلی مدینة یونس وفیه ولد ابراهیم رواه الطبرانی عن

اور یونس کے شہر کی توبہ قبول کی اور عاشورا کے دن ابراہیم پیدا ہوئے اسکو طبرانی نے سعد بن

سعد بن ابی راشد فی رجب یوم ولیلة من صام ذلك الیوم

ابی راشد سے روایت کیا ہے رجب میں ایک دن اور ایک رات ہے جسنے اس دن روزہ رکھا

وقام تلك اللیلة کان کمن صام الدهر مائة سنة وقام مائة سنة

اور اس رات میں جاگتا رہا تو وہ ایسا ہے کہ زمانہ میں سو برس روزے رکھے اور سو برس تک شب بیداری کی

وهو لثلث بقین من رجب وفیه بعث الله تعالی محمدا رواه البیهقی

اور وہ رجب کی ستائیسویں تاریخ ہے اور اسی مہینہ میں اللہ تعالی نے محمد صلعم کو مبعوث فرمایا اسکو بیہقی نے شعب الایمان

لفظ فضل رجب على سائر الشهور كفضل القرآن على سائر الاذكار
ہے کہ رجب کی فضیلت تمام مہینوں پر جیسے قرآن کی فضیلت تمام ذکروں پر ہے

وفضل شعبان على سائر الشهور كفضل محمدؐ على سائر الانبياء و
اور شعبان کی فضیلت تمام مہینوں پر جیسے محمدؐ کی فضیلت تمام انبیاء پر ہے اور

فضل رمضان على سائر الشهور كفضل الله على سائر عباده قال
رمضان کی فضیلت تمام مہینوں پر جیسے اللہ کی فضیلت تمام خلق اللہ پر ہے حافظ ابن

الحافظ ابن حجر رواه السلفي واسناده ثقات الا هبة الله السقطي
حجر کہتا ہے کہ اسکو سلفی نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد ثقات ہیں مگر ہبۃ اللہ سقطی کی

فهو الآفة والله اعلم حديث في رجب يوم وليلة من صام ذلك
اور وہی آفت کی جڑ ہے واللہ اعلم اور حدیث ہے کہ رجب میں ایک رات ہے جو شخص اسدن میں روزہ رکھے

اليوم وقام تلك الليلة كان له الاجر كمن صام مائة سنة وهي
اور اس رات کو بیداری کی تو اسکے واسطے ایسا اجر ہے جیسا اس شخص کے واسطے جو سو برس روزے رکھے اور وہ

لثلث بقين وفيه بعث الله محمدا رواه الديلمي عن سلمان فيه
ستائیسویں تاریخ ہے اور اسی دن میں اللہ نے محمدؐ کو مبعوث کیا اسکو دیلمی نے سلمان سے روایت کیا ہے اسمیں

خالد بن هياج وابن هياج متروك له احاديث مناكير كثيرة
خالد بن ہیاج داخل ہے اور ابن ہیاج متروک ہے اسکی منکر حدیثیں بہت ہیں

والحمل فيه على ابنه خالد فهو الآفة في هذا الحديث وفي فوائد هناد
اور حدیث کا حمل اسکے بیٹے خالد پر ہے پس اس حدیث میں وہی آفت کی جڑ ہے اور ہناد نسفی کے

النسفي باسناد منكر عن انس مرفوعا بعثت نبيا في السابع
فوائد میں باسناد منکر انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ میں رجب کی ستائیسویں تاریخ

والعشرين من رجب من صام ذلك اليوم ودعا عند افطاره كانت
نبوت کے ساتھ مبعوث ہوا جسنے اس تاریخ میں روزہ رکھا اور افطار کیوقت دعا مانگی تو

كفارة عشر سنين وفي جزء ابي معاذ الشاه المروزي في فضائل
دس برس کا کفارہ ہو جاویگا اور معاذ الشاہ مروزی کے پارہ کتاب میں جو رجب کے فضائل

رجب لعبد العزيز الكتاني من طريق ضميرة عن ابن شوذب عن مطر
میں تصنیف عبد العزیز کتانی کی ہے ضمیرہ کے طریق پر ابن شوذب سے وہ مطر

ابن عباسؓ فی رجب لیلة یکتب للعامل فیها حسنات مائة سنة وذلک
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رجب میں ایک رات ہے جو اس رات میں عبادت کرے اسکے واسطے سو برس کی حسنات لکھی جاتی ہیں اور وہ
لثلاث بقین من رجب فمن صلی فیه اثنتی عشرة رکعة یقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب
رات ستائیسویں رجب کی ہے جو شخص اس رات میں بارہ رکعت نفل اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے
وسبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر مائة مرة ویستغفر
اور سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر سو دفعہ اور استغفر
الله مائة مرة ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم مائة مرة ویدعو
الله سو دفعہ اور نبی صلی الله علیہ وسلم پر درود سو دفعہ پڑھے اور اپنے واسطے
لنفسه ما شاء من امر دنیاه واخرته ویصبح صائما فان الله تعالی
دنیا اور آخرت کی جو چاہے سو دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو الله تعالی بیشک
یستجیب دعاءه الا ان یدعو فی معصیة رواه البیهقی فی شعب الایمان
اسکی دعا قبول کریگا مگر اس صورت میں نہیں کہ معصیت کی دعا مانگے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں ابان
عن ابان عن انس وقال هو اضعف من الذی قبله وعن انس ان رسول
اور وہ انسؓ سے روایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اپنی پہلی والی سے ضعیف تر ہے اور انسؓ سے روایت ہے کہ رسول
الله صلی الله علیه وسلم کان اذا دخل رجب قال اللهم بارک لنا فی رجب وشعبان
الله صلی الله علیہ وسلم جب رجب آتا تو یہ دعا فرماتے الٰہی رجب اور شعبان میں ہمارے واسطے برکت دے
وبلغنا رمضان رواه ابن عساکر فی تاریخه وابن النجار وزاد ابن عساکر وکان اذا کانت لیلة
اور رمضان تک ہمکو پہنچا اسکو ابن عساکر اپنی تاریخ میں اور ابن النجار نے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اتنا بڑھایا ہے اور رسول الله صلی الله علیہ وسلم
الجمعة قال هذه لیلة غراء ویوم الجمعة یوم ازهر وفی تنزیه الشریعة
جمعہ آتی تو فرماتے کہ یہ رات روشن ہے بہتر ہے اور جمعہ کا دن روز شگفتہ ہے اور تنزیہ الشریعة میں
فی الاحادیث الموضوعة حدیث فضل رجب علی سائر الشهور کفضل
جو موضوع حدیثوں کے بیان میں ہے یہ حدیث ہے کہ رجب کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے قرآن کی
القرآن علی سائر الکلام رواه الدیلمی عن انسؓ ولم یبین علته وفیه
فضیلت کلام کے تمام انواع پر اسکو دیلمی نے انسؓ سے روایت کیا ہے اور وضع کی علت کچھ نہیں بیان کی اور
من لا یعرف وفی تبیین العجب للحافظ ابن حجر هذا الحدیث بزیادة
بیچ میں ایک نامعلوم شخص ہے اور حافظ ابن حجر کی کتاب تبیین العجب میں یہ حدیث بڑھتی لفظ

اراوش الخوش ۲۳

شیخ رجب بن محمود

عن ابی سعید وفیه اسمعیل التیمی حدیث رجب شهر الله الاصم

ابو سعید سے روایت کیا ہے اس سند میں اسمعیل تیمی واقع ہیں حدیث رجب اللہ کا مہینہ سنسان

المتنزه الذی افرده الله لنفسه فمن صام فیه یوما ایمانا واحتسابا

خالی منزہ ہے جسکو اللہ نے اپنی ذات کے واسطے چھانٹ رکھا ہے جو شخص اس میں ایک روز ایمان اور ثواب کی وجہ سے روزہ رکھا

استوجب رضوان الله الاکبر وشهر رمضان شهر امتی ترمض

تو وہ اللہ بزرگ کی خوشنودی کا سزاوار ہوگیا اور رمضان کا مہینہ میری امت کا مہینہ ہے جلائے جاتے ہیں اس میں

فیه ذنوبهم فاذا صام عبد مسلم ولم یکذب ولم یغتب فی فطره

انکے گناہ پھر جب کہ کسی مسلمان نے روزہ رکھا ہو اور جھوٹ نہیں بولتا اور غیبت نہ کرتا ہو افطار کے وقت

طیب خرج من ذنوبه کما یخرج الحیة من سلخها رواه الحاکم فی

پاکیزہ ہو تو نکل جاتا ہے گناہوں سے ایسا صاف ہو جاتا ہے جیسے سانپ کینچلی سے نکل آتا ہے روایت کیا حاکم نے اپنی تاریخ میں

تاریخه عن ابی سعید فیه ابو هرون العبدی وعصام بن طلیق

ابو سعید سے روایت کیا ہے اس سند میں ابو ہرون عبدی ہے اور عصام بن طلیق

لیس بشیء قلت لعل الآفة ابو هرون فانهم کذبوه حتی قال

کسی کام کا نہیں میں کہتا ہوں شاید کہ آفت ابو ہرون سے ہے کیونکہ ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا ہے یہاں تک کہ بعضے

بعضهم هو اکذب من فرعون حدیث عن ابی الدرداء وقد

نے کہا ہے کہ وہ فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا ہے حدیث ابو الدرداء سے روایت ہے

ساله رجل عن صیام رجب فقال سألت عن شهر کانت الجاهلیة

اور اس سے کسی شخص نے رجب کے روزہ کا حال پوچھا تھا جواب یہ فرمایا کہ تم نے ایسے مہینہ سے پوچھا کہ اہل جاہلیت

تعظمه وما زاده الاسلام الا فضلا وتعظیما فمن صام منه

اسکی تعظیم کرتے تھے اور اسلام نے اسکو سوائے فضل اور تعظیم کے اور کچھ زیادہ نہیں کیا ہے جس نے اس میں سے

یوما تطوعا یحتسب به ثواب الله عز وجل یبتغی به وجه الله مخلصا

ایک روز اللہ کا ثواب جان کر نفل روزہ رکھا کہ اس سے بااخلاص خدا کی جانب مقصود ہو تو

اطفأ صومه ذلک الیوم غضب الله تعالی علیه واغلق عنه بابا

اسکا روزہ اس روز کا خدا کے غضب کو بجھا دیگا اور دوزخ کے دروازوں

من ابواب النار ولو اعطی ملء الارض ذهبا ما کان ذلک

میں سے ایک دروازہ بند کر دیگا اور اگر سونے سے زمین بھر کر اسکو دیا جائے تو بھی اس روزہ کا

الوراق عن شهر بن حوشب عن ابی هريرة موقوفا من صام يوم

وہ مطر وراق سے وہ شہر بن حوشب سے وہ ابو ہریرہ رضی سے موقوفا روایت ہے جسنے رجب کی

سبع وعشرين من رجب كتب الله له صيام ستين شهرا وهو

ستائیسویں تاریخ روزہ رکھا تو اللہ اُسکے واسطے تیس مہینے کے روزے لکھیگا اور یہہ

اليوم الذي هبط فيه جبرئيل على محمد صلى الله عليه وسلم بالرسالة

وہ دن ہے کہ جس روز جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت لیکر آیا

وهذا امثل ما ورد في هذا المعنى حديث من صام يوما من رجب

اور یہہ روایت اس باب کے تمام روایتوں سے افضل ہے حدیث جسنے رجب مین سے ایکدن روزہ رکھا

وقام ليلة من لياليه بعثه الله تعالى امنا يوم القيامة ومر على الصراط

اور اسکی راتون مین سے ایک رات بیداری کی سو اسکو اللہ تعالی قیامت کے دن امن سے اٹھاویگا اور صراط پر کو

وهو يهلل ويكبر الحديث رواه الدارمي عن جابر من طريق اسمعيل

لا الہ الا اللہ اور تکبیر پڑہتا چلا جائیگا آخر حدیث تک اسکو دارمی نے جابر سے اسمعیل بن یحیی تیمی کے واسطے سے

بن يحيى التيمي حديث من احيى ليلة من رجب وصام يوما اطعمه

روایت کیا ہے حدیث جسنے رجب مین سے ایک رات شب بیداری کی اور ایک دن روزہ رکھا اسکو اللہ تعالی

الله من ثمار الجنة وكساه من حلل الجنة وسقاه من رحيق المختوم

جنت کے میوے کھلاویگا اور جنت کی پوشاک پہناویگا اور مہر لگی ہوئی شراب پلاویگا

رواه الدارمي عن الحسين بن علي فيه حصين بن مخارق حديث

اسکو دارمی نے حسین بن علی سے روایت کیا ہے اس طریق مین حصین بن مخارق اہل ہے حدیث

رجب من الاشهر الحرم وايامه مكتوبة على ابواب السماء السادسة

اور رجب اشہر الحرام مین سے ہے اور اسکے دن چھٹے آسمان کے دروازوں پر لکھے ہوئے ہین

فاذا صام الرجل منه يوما وجود صومه بتقوى الله نطق الباب

جب کوئی شخص اسمین سے کسی دن روزہ رکھتا ہے اور اپنے روزہ کو خدا کے تقوی سے جید پیدا کرتا ہے تو وہی دروازہ

ونطق اليوم فقالا يا رب اغفر له واذا لم يتم صومه بتقوى الله

اور وہی دن بولینگے کہینگے اے رب اسکو بخشدے اور اگر خدا کے پرہیزگاری سے وہ روزہ پورا نکیا تو

لم يستغفرا له وقالا خدعتك نفسك رواه ابن شاهين والداراني

وہ دونوں اُسکے واسطے استغفار نہین کرینگے اور کہینگے تجھکو تیرے نفس نے فریب دیا اسکو ابن شاہین اور دارانی نے

ذلك وتغلق بسبعة ابواب جهنم وحرمه الله على النار واوجب له

الجنة يتبوأ منها حيث يشاء ومن صام ثمانية ايام كان له مثل ذلك

ورفع كتابه في اعلى عليين ويبعث يوم القيامة من الآمنين ويخرج

من قبره نوره ووجهه يتلألأ يشرق لاهل الجمع حتى يقولوا هذا

نبي مصطفى فان ادنى ما يعطى ان يدخل الجنة بغير حساب ومن

صام عشرة فبخ بخ له مثل ذلك وعشرة اضعافه وهو ممن

يبدل الله سيئاته حسنات ويكون في المقربين لله بالقسط

وكمن عبد الله الف عام صائما قائما صابرا محتسبا ومن صام عشرين

يوما كان له مثل ذلك وعشرون ضعفا وهو ممن يزاحم ابراهيم

في قبته ويشفع في مثل ربيعة ومضر كلهم من اهل الخطايا والذنوب

ومن صام ثلثين يوما كاملا كان له مثل ذلك وثلثون ضعفا ونادا

مناد من السماء ابشر يا ولي الله بالكرامة العظمى والنظر الى وجه

الله جليل عز وجل في مرافقة النبيين والصديقين والشهداء

جزاءً ولا يستكمل اجر شيءٍ من الدنيا دون يوم الحساب له اذا امسى

... نہیں سکتا اور دنیا کے کسی شئے سے بجز روز قیامت کے اسکا اجر پورا نہیں ہو سکتا اور روزہ دار کیلئے شام کو وقت

عشر دعوات مستجابات فان دعا بشيء من عاجل الدنيا اعطاه له وادّخر

دس دعائیں مقبول ہیں پس اگر دنیا کی کوئی شئے فی الفور مانگے تو اللہ اسکو دیتا ہے اور اسکے واسطے خیر کا

الخير كافضل ما دعا به داعٍ من اولياء الله واحبائه واصفيائه ومن صام يومين

ذخیرہ اتنا افضل کہ اللہ کے اولیا اور دوستوں اور اصفیا میں سے کسی داعی نے ... اور جو شخص دو روزے رکھے

كان له مثل ذلك وله مع ذلك اجر عشرة من الصديقين في عمرهم

تو اسکے واسطے اتنا ہی ہے اور اسکے علاوہ اسکے واسطے دس صدیق لوگوں کا اجر ہے ... تمام عمروں کا اجر

بالغة ما بلغت ومن صام ثلثة ايام كان له مثل ذلك وقال الله عز وجل

... اور جو شخص تین روزے رکھے تو اسکے واسطے اتنا ہی ہے اور افطار کے وقت اللہ

عند افطاره لقد وجب حق عبدي هذا ووجبت له محبتي وولايتي اشهدكم

عز وجل فرماتا ہے کہ ... اس بندہ کا حق واجب ہو چکا اور اسکے واسطے میری محبت اور امداد واجب ہو گئی اے میرے فرشتو

يا ملائكتي اني قد غفرت له ما تقدم من ذنبه وما تاخر ومن صام اربعة

میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسکے تمام گناہ پہلے اور پچھلے سب بخش دئے اور جو شخص چار دن روزے

ايام كان له مثل ذلك ويبعث يوم القيامة ووجهه مثل القمر ليلة

رکھے تو اسکے واسطے اتنا ہی ہے اور وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھیگا کہ اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح

البدر ويكتب له عدد رمل عالج حسنات ويدخل الجنة ويقال تمنّ

چمکتا ہوگا اور اسکے واسطے نیکیاں عالج کی ریگستان کے برابر لکھی جائینگی اور جنت میں بلایا جائیگا اور کہا جائیگا کہ اللہ سے

على الله ما شئت ومن صام ستة ايام كان له مثل ذلك ويعطى نورا

جو تمنا چاہے سو مانگ لے اور جو شخص چھ روزے رکھے تو اسکے واسطے اتنا ہی ہے اور ایسا نور ملیگا

يستضيء به اهل الجمع يوم القيامة ويبعث في الآمنين حتى يمر

کہ مجمع کے لوگ قیامت کے دن اس سے روشنی لینگے اور امن پانے والوں میں ... اٹھیگا یہاں تک کہ صراط

على الصراط بغير حساب ويعافى من عقوق الوالدين وقطيعة الرحم

پر بغیر حساب کے گزر جاویگا اور ماں باپ کی ایذا دہی اور قطع رحم کا گناہ معاف کیا جاویگا

ويقبل الله عليه بوجهه اذا لقيه ومن صام سبعة ايام كان له مثل

اور ... اللہ ... اسکے چہرہ پر ... اور جو شخص سات دن روزے رکھے تو اسکے واسطے اتنا

فوق بعض فيه داود بن المحبر وهو المتهم به وسليمان بن الحكم

پر ہے اور اس سند میں داود بن المحبر داخل ہے یہ شخص بدنام ہے اور سلیمان بن الحکم سے

ضعفوه والعلاء بن الكثير مجمع على ضعفه قال الحافظ ابن الحجر

اسکو ضعیف بتایا ہے اور علاء بن الکثیر ہے اسکے ضعف پر اجماع ہو چکا ہے حافظ ابن حجر تبیین

في تبيين العجب هذا حديث موضوع ظاهر الوضع قبح الله من وضعه

العجب میں کہتا ہے یہ حدیث موضوع ہے اسکی وضع ظاہر ہے خدا اسکا ناس کرے جسنے اسکو وضع

فوالله لقد قف شعري من قرأته في حال كتابته والمتهم به عندي

پس اللہ کی قسم ہے کہ لکھتے وقت اسکے پڑھنے سے میرا رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میرے نزدیک اسکی تہمت

داود بن المحبر والعلاء بن الخالد فكلاهما قد كذب ومكحول لم

داود بن المحبر اور علاء بن الخالد پر ہے سو یہ دونوں جھوٹے ہیں اور مکحول نے

يدرك ابا الدرداء ولايم الله ما حدث به مكحول قطعا ومنها عن

ابو الدرداء کو نہیں دیکھا اور بیشک اللہ کی قسم یہ حدیث مکحول نے کبھی روایت نہیں کی حدیث ہے انس

انس قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل رجب بجمعة

سے روایت ہے کہا ہمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجب سے ایک ہفتہ پہلے خطبہ سنایا

فقال يا ايها الناس انه قد اظلكم شهر عظيم رجب شهر الله

فرمایا اے صاحبو یہ تحقیق ایک بڑے مہینہ نے سایہ ڈالا ہے ماہ رجب ہے کہ اللہ کا مہینہ

الاصم يضاعف فيه الحسنات ويستجاب فيه الدعوات و

اصم ہے اسمیں حسنات دو چند ہو جاتے ہیں اور اسمیں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور

تفرج فيه الكربات لا يرد للمؤمن فيه دعوة فمن اكتسب فيه خيرا

اسمیں سختیاں دفع ہوتی ہیں مومن کی دعا اسمیں رد نہیں ہوتی جو شخص اسمیں نیکی کماوے

ضوعف له فيه اضعافا مضاعفة والله يضاعف لمن يشاء

تو اسکے واسطے چند در چند ہو جاتی ہے اور اللہ جسکے واسطے چاہے دونا کر دیتا ہے

فعليكم بقيام ليلة وصيام نهاره فمن صلى في يوم فيه خمسين

سو تم لیلہ اور رات کی بیداری اور دن کا روزہ لازم کرو جو شخص اسمیں کسی دن پچاس رکعتیں

ركعة يقرء في كل ركعة ما تيسر من القرآن اعطاه الله من

پڑھے کہ ہر رکعت میں جتنا میسر ہو قرآن پڑھے تو اسکو اللہ تعالیٰ حسنات دیتا ہے

والصالحين وحسن اولئك رفيقا طوبى لك ثلث مرات فاذا
معیت میں شہید ہے اور یہ لوگ کیا اچھے رفیق ہیں تجھکو خوشی ہے تجھکو خوشی ہے تین بار سو اور یگا جبکہ

انكشف الغطاء فافضيت الى ختم ثواب ربك الكريم فاذا نزل به
جو پردہ اٹھ جاویگا پس تو اپنے رب کریم کے ثواب کے خاتمہ کو پہنچ جاویگا جب اسکے پاس نزع کا

ملك الموت سقاه ربه عند خروج نفسه من شربة من حياض
فرشتہ آویگا تو اسکو اسکا رب جان نکلنے کے وقت فردوس کے حوضوں میں سے شربت

الفردوس حتى لا يجد الم الموت الما فيظل في قبره ريان حتى يرد حوض
پلاویگا یہانتک کہ موت کا الم نہیں دیکھے گا پھر اپنی قبر میں ہر دم تر و تازہ رہیگا یہانتک کہ نبی

النبي صلى الله عليه وسلم فاذا خرج من قبره اتاه سبعون الف ملك
صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض پر جا پہنچیگا پھر جب وہ اپنی قبر سے نکلیگا اسکے پاس ستر ہزار فرشتے

معهم النجائب من الدر والياقوت ومعهم طرائف الحلى والحلل
عمدہ عمدہ سواری اور یاقوت لئے ہوئے آویںگے اور انکے ساتھ نفیس نفیس زیور اور پوشاک ہوگی

فيقولون يا ولي الله النجا الى ربك الذي اظمات له نهارك وانحلت له
پس وہ کہینگے اے خدا کے ولی اپنے رب کی پناہ لے جسکے واسطے تو سارے دن پیاسا رہا اور اسکے واسطے تونے اپنا جسم

جسمك فهو اولى الناس دخولا جنات عدن يوم القيامة مع الفائزين
دبلا کیا پس یہ شخص قیامت کے دن جنات عدن میں جانے کے واسطے جنتیوں کے ساتھ سب سے اولی ہے

رضى الله عنهم ورضوا عنه وذلك هو الفوز العظيم فان كان
خدا انسے راضی اور وہ خدا سے راضی اور یہی بڑی مراد ہے پھر اگر

لكل يوم يصومه صدقة على قدر قوته فتصدق بها فهيهات هيهات
ہر ہر روزہ کے دن کے واسطے اسکے توفیق کے موافق خیرات میسر ہوئے اسنے خیرات کیا ہو تو بہت دور ہے بہت دور ہے

لو اجتمع جميع الخلائق على ان يقدروا قدر ما اعطى ذلك العبد من
اگر تمام خلقت مجتمع ہو کر اسکے مقدار جو اس بندہ کو ثواب ملا ہے اندازہ کریں جو اس بندہ کو ثواب

الثواب ما بلغوا معشار العشر مما اعطى ذلك العبد من الثواب رواه
ملا ہے اسکے سویں حصہ کو اندازہ نہ کر سکیں اسکو ابن شاہین نے

ابن شاهين في الترغيب عن مكحول وفي اسناده ظلمات بعضها
ترغیب میں مکحول سے روایت کیا ہے اور اسکے اسناد میں تہ بر تہ

قوله النجيب الكريم الحبيب
قوله الظريف الطرائف من المال [illegible]
قوله [illegible]
قوله [illegible]

مرة البس هو ووالداه كل واحد منهم تاجا مكللا باللؤلؤ والمرجان

ختم کیا تو خود اسکو اور اسکے ماں باپ کو ایک ایک تاج موتیون اور مونگون سے جڑا ہوا پہنایا جائیگا

وامن من فزع يوم القيامة رواه ابن عساكر وقال منكر مرة وفي

اور روز قیامت کے ڈر سے محفوظ رہیگا اسکو ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور اسے منکر کہا ہے اور

تبيين العجب هو موضوع انتهى فهذه احاديث ذكرت فيما حضرني

تبیین العجب میں ہے کہ یہہ حدیث موضوع ہے انتہی یہہ وہ حدیثین ہین جو ان کتابون مین جو میرے پاس موجود تھین

من الكتب ولم يصح منها على ما قالوا شئ وغايته الضعف وجلها

موجود ہین اور انکے قول کے موافق انمین سے کچھہ بھی صحیح نہین ہے اور نہایت ضعیف ہین اور بہت سی

موضوع والله اعلم ومما اشتهر فيما بين الناس في هذا الشهر ليلة

موضوع ہین واللہ اعلم اور لوگون مین اس مہینہ کے مشہور باتون مین سے لیلۃ

الرغائب وهي اول ليلة جمعة منه وللمشائخ فيها صلوة مشهورة

الرغائب ہے اور لیلۃ الرغائب رجب کی پہلی جمعہ کی شب ہوتی ہے اور مشائخ کی اسمین ایک نماز مشہور

فيما بينهم والمحدثون انكروها اشد الانكار حتى قال الامام

نماز ہے اور محدثین اسکا سخت انکار کرتے ہین یہانتک کہ امام محی الدین

محي الدين النووي وهذه عبارته واما صلوة الرغائب و

نووی نے کہا ہے اسکی یہہ عبارت ہے اور لیلۃ الرغائب کی نماز اور

صلوة ليلة نصف من شعبان فليستا بسنتين بل هما بدعتان

شعبان کی پندرھوین شب کی نماز سو یہہ دونون سنت نہین ہین بلکہ یہہ دونون بدعت

قبيحتان مذمومتان ولا تغتر بذكرهما في كتاب المكي قوت

قبیحہ اور مذموم ہین اور تو دھوکا مت کھا اسکے ذکر سے جو قوت القلوب مین کیا ہے

القلوب ولا بذكر حجة الاسلام الغزالي لهما في احياء علوم الدين

لیکن اور نہ حجۃ الاسلام امام غزالی کے ذکر پر جو احیاء علوم الدین مین ذکر کیا ہے اور

ولا بالحديث المذكور فيهما فان ذلك باطل وقد صنف عز الدين

نہ اس حدیث مذکور پر فریفتہ ہونا کیونکہ یہہ باطل ہے اور بیشک عز الدین بن

بن عبد السلام كتابا نفيسا في ابطالهما فاحسن فيه واجاد و

عبد السلام نے انکے ابطال مین ایک نفیس کتاب تصنیف کی ہے سو اسمین کیا خوب لکھا ہے اور

الحسنات بعدد الشفع والوتر وبعدد الشعر والوبر ومن صام یوما

برابر گنتی جفت و طاق کی اور برابر گنتی بالون اور پشم کی ثواب عطا کریگا اور جسنے ایکدن روزہ رکھا

کتب اللہ لہ بہ صیام سنۃ ومن خزن فیہ لسانہ لقنہ اللہ

تو اللہ تعالیٰ اسکے واسطے سال بھر کے روزے لکھدیگا اور جو شخص اسمین اپنی زبان روکے رہا تو اسکو اللہ تعالیٰ بروقت

حجتہ عند مسالۃ منکر ونکیر ومن تصدق فیہ بصدقۃ کان لہا

سوال منکر نکیر کے حجت تلقین کر دیگا اور جسنے اسمین کچھ صدقہ دیا تو اس صدقہ سے

فکاک رقبۃ من فتنۃ النار ومن وصل فیہ الرحم وصلہ اللہ تعالیٰ

دوزخ کے فتنہ سے اسکی گردن چھوٹ جاویگی اور جسنے اسمین ناتہ واروں سے ملاپ کیا تو اللہ تعالیٰ اسسے

فی الدنیا والاخرۃ ونصرہ علی اعدائہ ایام حیاتہ ومن عاد فیہ

دنیا اور آخرت میں ملاپ کریگا اور زندگی بھر اسکے دشمنوں پر اسکی مدد کریگا اور جسنے اسمین بیمار کی

مریضا امر اللہ کرام ملائکتہ بزیارتہ والتسلیم علیہ ومن صلی

عیادت کی تو اللہ تعالیٰ اپنے بزرگ فرشتوں کو اسکی زیارت کا اور تسلیم کا حکم دیگا اور جسنے کسی جنازہ کی

علی جنازۃ فکانما احیی مؤودۃ ومن اطعم مؤمنا طعاما اجلسہ اللہ

نماز پڑھی تو گویا کسی زندہ درگور کو جلا دیا اور جسنے کسی مومن کو کھانا کھلایا تو اسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے

یوم القیامۃ علی مائدۃ علیہا ابراہیم ومحمد ومن سقی شربۃ من

دن اس دسترخوان پر بٹھاویگا جسپر ابراہیم اور محمد موجود ہون اور جسنے پانی کا ایک گھونٹ

ماء سقاہ اللہ من الرحیق المختوم ومن کسا مومنا کساہ اللہ الف

پلا دیا تو اسکو اللہ تعالیٰ شراب سربمہر پلا دیگا اور جسنے مومن کو کپڑا پہنایا تو اسکو اللہ تعالیٰ جنت کے

حلۃ من حلل الجنۃ ومن اکرم یتیما ورفع یدہ علی راسہ غفر اللہ

پوشاک کے ہزار رقعے پہنا دیگا اور جسنے یتیم کی خاطرداری کی اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرا تو اسکو اللہ تعالیٰ برابر

لہ بعدد کل شعرۃ مستہا یدہ ومن استغفر اللہ عز وجل فیہ مرۃ

گنتی ہر ہر بال کے جسکو ہاتھ سے چھوا ہو مغفرت دیگا اور جسنے خدائے عز وجل سے ایک بار مغفرت

واحدۃ غفر اللہ لہ ومن سبح اللہ تسبیحۃ او ہلل تہلیلۃ کتب

مانگی تو اسکو اللہ تعالیٰ بخشدیگا اور جسنے ایک بار سبحان اللہ کہا یا ایک بار لا الہ الا اللہ پڑھا تو وہ اللہ کے ہان

عند اللہ من الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات ومن ختم فیہ القران

اللہ کے بہت ذکر کرنیوالون اور ذکر کرانیوالیوں میں لکھا جاویگا اور جسنے اسمین ایکبار قرآن

بالمغفرة وحقن الدماء وان من صامه استوجب مغفرة جميع

اور خونوں کی حفاظت سے مخصوص ہے اور بیشک جس نے رجب میں روزہ رکھا اس کو گزشتہ تمام گناہوں کی مغفرت کا

ما اسلف الى غير ذلك من الفضائل حديث كذب موضوع مختلق

مستحق ہو گیا اور سوا اس کے اور اور فضائل یہ حدیث جھوٹی موضوع خود ساختہ ہے

وقد جمع الشيخ فيه كثيرا من الصلوة التي ليست من السنة في شيء بل هي

اور اس کتاب میں شیخ نے بہت ایسی نمازیں جمع کی ہیں کہ وہ سنت نام کو بھی نہیں ہے بلکہ وہ

بدع منكرة وزعم العوام انها سنن والاصل المعمول عليه في هذا

بدعات منکرہ ہیں اور عوام سمجھتے ہیں کہ یہ مسنون نمازیں ہیں اور اس باب میں جڑ اور معتمد علیہ

الباب ما صح عنه صلى الله عليه وسلم لا تخصوا ليلة الجمعة بقيام

وہی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہوا کہ جمعہ کی رات کو تمام

من بين الليالي ولا تخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام الا

راتوں میں سے [illegible] خاص مت کرو [illegible] روزہ کے واسطے خاص مت کرو مگر

ان يكون في صوم يصومه احدكم رواه مسلم وامثاله مما يدل على انها بدع منكرة

یہ کہ کوئی [illegible] اور [illegible] یہ بدعات منکرہ ہیں

مخالفة لما اقرت عليه السنة والله اعلم قال السيد [illegible]

اور سنت کے [illegible] واللہ اعلم [illegible] سید [illegible]

الله سبحانه [illegible] هذا ما ذكره السيد [illegible]

[illegible]

في تحقيق الاسانيد ونقل الاحاديث وتحقيقها منهم ان يبالغوا

[illegible]

في هذا الباب هذه المبالغة ويكفيهم ان يقولوا لم يصح في ذلك

[illegible]

عندنا واعجب من الشيخ محي الدين النووي مع سلوكه طريق الانصاف

ہے اور بڑا تعجب شیخ محی الدین نووی سے ہے باوجودیکہ [illegible] انصاف

في الابواب الفقهية وعدم تعصبه مع الحنفية كما هو دأب الشافعية

طور سے چلتا ہے اور حنفیوں کے ساتھ تعصب نہیں کرتا چنانچہ [illegible] شافعی علماء کی عادت ہے

اطال الامام المذكور في فتاواه ايضا ذمهما وتقبيحهما وانكارهما

امام مذکور نے اپنے فتاوی میں بھی ان دونوں کی مذمت اور تقبیح اور انکار بہت دراز کیا ہے

فقال وينبغي تركهما والاعراض عنهما والانكار على فاعلهما

سو کہا چاہیے ان دونوں کا ترک کرنا اور انسے روگردانی اور انکے پڑھنے والون پر انکار کرنا ضرور ہے

وعلى ولي الامر وفقه الله منع الناس من فعلهما فانه راع وكل

اور حاکم پر خدا اسکو توفیق دے انکے پڑھنے سے لوگون کو منع کر دینا لازم ہے کیونکہ حاکم محافظ ہوتا ہے اور ہر

راع مسؤل عن رعيته وقد صنف بعض العلماء كتبا في انكارهما

محافظ سے اپنی رعیت کی بابت جواب طلب ہوگا اور بیشک بعض علما نے ان نمازون کی انکار اور مذمت میں

وذمهما وتسفيه فاعلهما وقال الشيخ شهاب الدين احمد بن

اور انکے پڑھنے والون کی حماقت میں کتابیں لکھی ہیں اور شیخ شہاب الدین احمد بن حجر

حجر المكي الهيتمي هذا مذهبنا ومذهب المالكية وآخرين من

مکی ہیتمی کہتا ہے یہہ ہے ہمارا مذہب اور مالکی علمار کا اور اماموں کا

الائمة ومذهب اكثر علماء الحجاز ومذهب فقهاء المدينة

اور حجاز کے اکثر علمار کا اور مدینہ کے فقہا کا یہی مذہب ہے

وقد صنف الشيخ المذكور كتابا في هذا الشان وفيه حديث من

اور شیخ مذکور نے اس بیان میں ایک کتاب تصنیف کی ہے اور اس کتاب میں ہے کہ یہہ حدیث جسنے

صلى ليلة سبع وعشرين من رجب ثنتي عشرة ركعة وذكر

رجب کی ستائیسوین شب کو بارہ رکعتیں پڑھیں اور ان رکعتون کی کیفیت

كيفيتها ثم اصبح صائما ثم ذكر انها الليلة التي بعث فيها محمد

بیان کردی ہے پھر صبح کو روزہ رکھا پھر یاد کیا کہ یہہ وہ رات ہے کہ جسمین محمد صلی اللہ علیہ

صلى الله عليه وسلم حديث موضوع وله طرق اخرى فيها زيادة

وسلم مبعوث ہوے ہیں یہہ حدیث موضوع ہے اور اس حدیث کا اور طریق بھی ہے اس میں کچھ زیادہ ہے

وفي سندها متهمان بالكذب وفيه حديث رجب شهر الله وشعبان

اور اسکی سند میں جھوٹ بولنے میں دو شخص بدنام ہیں اور اسی میں ہے یہہ حدیث کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان

شهري ورمضان شهر امتي وان رجب شهر مخصوص

میرا مہینا ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے اور بیشک رجب کا مہینا مغفرت سے

له تقبیح زشت کردن ۱۲ — له تشنیع [illegible] ۱۲ — له یعنی ابن [illegible]

يسجد ويقول مثل ما قال في السجدة الأولى ثم يسأل الله وهو ساجد
حاجته فإن الله لا يرد سائله قال صاحب جامع الأصول وهذا
الحديث ما وجدته في كتاب رزين ولا وجدته في واحد من الكتب
الستة والحديث مطعون فيه انتهى وقد وقع في كتاب
بهجة الأسرار ذكر ليلة الرغائب في ذكر سيدنا وشيخنا القطب الرباني
والغوث الصمداني الشيخ محي الدين عبد القادر الحسني الجيلاني
قال اجتمع المشائخ وكانت ليلة الرغائب الى أن ذكر الحكاية
وذكر أيضا أنه نقل عن الشيخين القدوتين ابني الشيخ عبد الوهاب
والشيخ عبد الرزاق أنهما قالا أتى الشيخ بقاء بن بطو يوم
الجمعة الخامس من رجب سنة ثلاث وأربعين وخمسمائة الى
والدنا الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه وقال ألا تسألني عن
سبب تأخري اليوم إني رأيت البارحة نورا أضاءت به الآفاق
وعم أقطار الوجود ورأيت أسرار ذوي الأسرار فمنها ما يتصل

فما نحن فيه اولى بذلك لنسبته الى المشائخ العظام والعلماء الكرام

پس یہ کہ ہمیں ہماری بحث سے انکار کرنا بہتر نہیں ہے کیونکہ نسبت اوسکی مشائخ عظام اور علماء کرام سے

رحمهم الله وقدس اسرارهم هذا وقد ذكر صاحب جامع الاصول في

خدا انپر رحمت کرے اور انکے اسرار پاکیزہ کرے یہ نسبت کہا ہو ہیہ یاد رکھو اور جامع الاصول کے مؤلف نے

كتابه حديثا من كتاب رزين مع ان موضوع ذلك الكتاب يجمع

اپنی کتاب میں ایک حدیث رزین کی کتاب میں سے ذکر کی ہے باوجودیکہ اس کتاب کا موضوع جمع کرنا

احاديث الكتب الستة المسماة بالصحاح الست واذا لم يجد في

کتاب کی حدیثیں جمع کرنا ہے جنکو صحاح ستہ کہتے ہیں اور جب مؤلف نے ان کتابوں میں

هذه الكتب حديثا في ذلك اورده من كتاب آخر استيفاء وتكميلا

کوئی حدیث اس باب کی نہ پائی تو اسکو اور کتاب میں سے پورا اور کامل کرنے کے واسطے لایا ہے

وقال عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر صلوة الرغائب

اور کہا ہو کہ انس سے روایت ہے کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے لیلة الرغائب کی نماز کا ذکر فرمایا

وهي اول ليلة جمعة من رجب فصلى فيها بين المغرب والعشاء اثنتي عشرة

اور لیلة الرغائب رجب کے اول جمعہ کی شب ہوتی ہے بیچ مغرب اور عشاء کے پڑھیں بارہ

ركعة بست تسليمات كل ركعة بفاتحة الكتاب والقدر ثلثا

رکعت چھ سلام سے یعنی دو دو پڑھیں ہر رکعت میں سورہ فاتحة الکتاب اور تین بار انا انزلناه

وقل هو الله احد ثنتي عشرة مرة فاذا فرغ من صلوته قال اللهم

اور بارہ دفعہ قل هو الله احد پڑھے جب وہ اس نماز سے فارغ ہو چکے تو سلام کے بعد اللهم کہے

صل على محمد النبي الامي وعلى آله بعدما يسلم سبعين مرة ثم

درود بھیج محمد نبی امی پر اور اسکی آل پر ستر بار پھر سجدہ ایک

يسجد سجدة ويقول في سجوده سبوح قدوس رب الملائكة والروح

سجدہ کرے اور اس سجدہ میں سبوح قدوس رب الملائكة والروح ستر

سبعين مرة ثم يرفع راسه ويقول رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم

بار کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر کہے رب اغفر وارحم یعنی اے رب بخشدے اور رحم کر اور جو گناہ تو جانتا ہے انسے درگذر کر

انك انت العلي الاعظم وفي اخرى الاعز الاكرم سبعين مرة ثم

بیشک تو برتر اور اعظم ہے اور ایک روایت میں اعز اکرم ہے ستر مرتبہ پڑھے پھر

صلى الله عليه وسلم ما معنى قولك رجب شهر الله قال لانه مخصوص

بالمغفرة الحديث وفيه لا تغفلوا عن اول ليلة الجمعة في رجب

فانها ليلة تسميها الملائكة الرغائب وفيه ما من احد يصوم يوم

الخميس في رجب ثم يصلي فيما بين العشاء والعتمة يعني ليلة الجمعة ثنتي عشرة

وساق الحديث في صفة الصلوة ثم قال وفيه علي بن عبد الله قال

ابن الجوزي اتهموه به ونسبوه الى الكذب وسمعت شيخنا يقول

رجاله مجهولون ففتشت عنهم جميع الكتب فما وجدتهم زاد بل

لعلهم لم يخلقوا وقال الحافظ العراقي في اماليه قد تساهل الحافظ

ابو الفضل محمد بن ناصر السلامي في ايراده هذا الحديث في المجالس

الاثني عشر من اماليه ابن جهضم وقوله انه حسن غريب حديث

انس مرفوعا من صلى المغرب اول ليلة من رجب ثم صلى بعدها

عشرين ركعة الحديث واخره وجاز على الصراط كالبرق بغير

حساب ولا عذاب رواه الجوزقاني وفيه مجاهيل حديث من

به ومنهما ما منعه مانع من الاتصال به وما اتصل به سراً لا تضاعف

یعنی اور بعض ایسے تھے کہ کوئی مانع متصل ہونے سے روک رہا تھا اور جو اس سے متصل تھا سو دوسرا نور جیسا دو چند

نوره فتطلبت ينبوع ذلك النور فاذا هو صادر عن الشيخ عبد القادر

تھا سو جیسے اس نور کا چشمہ ملا مشتاق ہوا تو وہ نور شیخ عبد القادر سے پیدا ہوا تھا

فاردت الكشف عن حقيقته فاذا هو نور شهوده قابل نور قلبه

پھر میں نے اس کی حقیقت دریافت کرنی چاہی تو وہ انکے شہود کا نور تھا کہ انکے دل کے نور سے مقابل ہو رہا تھا

وتقابل هذان النوران وانعكس ضياءهما على مرآة حاله واتصلت

اور یہ دونوں نور آپس میں ایک دوسرے کو نور دے رہے تھے اور ان دونوں کی روشنی انکی آئینہ حال پر چمک رہی تھی اور شعاعیں

اشعة المتقادحات من محط جمعه الى وصف تفرقته فاشرق بها

شعاعیں جمع ہونے کے موقع سے متفرق ہونے کے وصف سے مل رہی تھیں سو اس سے ساری دنیا روشن

الكون ولم يبق ملك نزل الليلة الا اتاه وصافحه واسمه عندهم

ہو رہی تھی اور جو فرشتے اس رات کو نازل ہوتے تھے سب انکے پاس آتے اور مصافحہ کیا اور اس کا نام انکے نزدیک

الشاهد والمشهود قال فاتيناه وقلنا له اصليت الليلة صلوة

شاہد و مشہود ہے وہ دونوں کہتے ہیں پھر ہم انکے پاس آئے اور پوچھا کیا تم نے آج رات کو صلوۃ

الرغائب فانشد شعر اذا نظرت عيني وجوه حبائب فتلك

الرغائب پڑھی ہے تب انہوں نے یہ شعر پڑھا ہے جس وقت میری آنکھ سے حبیبوں کی صورتیں دیکھیں سو میری نماز

صلوتي في ليالي الرغائب ووجوه اذا ما اسفرت عن جمالها

لیلۃ الرغائب میں یہی ہے چہرے جہاں حبیب اپنا جمال ظاہر کر دیتے ہیں تو

اضاءت بها الاكوان من كل جانب ومن لم يوف الحب ما يستحقه

تو تمام عالم ہر ایک طرف سے روشن ہو جاتا ہے اور جس نے محبت کو جیسا کہ حق ہے پورا نہیں کیا

فذلك الذي لم يات قط بواجب وذكر في تنزيه الشريعة في

تو وہ شخص وہی ہے کہ کبھی اس نے کوئی واجب نہیں ادا کیا اور تنزیہ الشریعۃ میں احادیث

الاحاديث الموضوعة حديث انس بن مالك مرفوعا رجب

موضوعہ میں حدیث انس بن مالک کی جو مرفوع ہے مذکور ہے رجب

شهر الله شعبان شهري رمضان شهر امتي قيل يا رسول الله

اللہ کا مہینا ہے شعبان میرا مہینا ہے رمضان میری امت کا مہینا ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ

يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن ويتشهد في كل

ركعتين ويسلم في آخرهن ثم يقول سبحان الله والحمد لله ولا إله

إلا الله والله أكبر مائة مرة ويستغفر مائة مرة ويصلي على النبي

صلى الله عليه وسلم مائة مرة ويدعو بما شاء من أمر دنياه وآخرته ويصبح صائما

فإن الله يستجيب دعاءه كله إلا أن يدعو في معصية [illegible]

وفيه متهم [illegible] أن أعلم أنه [illegible]

عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان [illegible]

[illegible] فيه [illegible]

[illegible] زيارة النبي صلى الله عليه وسلم من البلاد النائية [illegible]

[illegible] الذي [illegible]

[illegible]

من [illegible] ثم [illegible] لا [illegible]

[illegible] من [illegible] عشر من رجب [illegible]

صام يوما من رجب وصلى فيه اربع ركعات يقرئ في اول ركعة مائة
جسنے رجب میں ایک روزہ رکھا اور اس میں چار رکعت نفل پڑھیں کہ اول رکعت میں
مرة آية الكرسي وفي الركعة الثانية مائة مرة قل هو الله لم يمت
آیۃ الکرسی سو بار اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد سو بار پڑھے وہ جب تک
حتى يرى مقعده من الجنة قال ابن الجوزي فيه مجاهيل ومتروك
اپنی نشستگاہ جنت میں سے نہ دیکھ لے نہیں مریگا ابن الجوزی کہتا ہے اس میں مجہول اور متروک راوی ہیں
حديث من صلى ليلة سبع وعشرين من رجب ثنتي عشرة ركعة
حدیث جسنے رجب کی ستائیسویں شب میں بارہ رکعات نفل پڑھیں
يقرئ في كل ركعة منها بفاتحة الكتاب وسورة فاذا فرغ من صلوته
کہ ہر ایک رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور کوئی سورہ پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو
قرء فاتحة الكتاب سبع مرات وهو جالس ثم يقول سبحان الله
تو بیٹھے ہوئے سات بار فاتحۃ الکتاب پڑھے پھر چار بار یہ پڑھے
والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله
[illegible]
العلي العظيم اربع مرات ثم اصبح صائما حط الله عنه ذنوب ستين
[illegible]
سنة وهي الليلة التي بعث الله فيها محمدا صلى الله عليه وسلم هذا الحديث
کر دیگا اور یہ وہ رات ہے جس میں اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کیا اس حدیث کو
عزاه ابن حجر الى موضوعات ابن الجوزي ولا يوجد فيها فلعله
ابن حجر نے ابن الجوزی کے موضوعات میں بتایا ہے اور ان موضوعات میں نہیں پائی جاتی
في بعض النسخ دون بعض وقال الحافظ ابن حجر روينا من
کسی کسی نسخہ میں ہو گی اور حافظ ابن حجر کہتا ہے اور ہمکو انس کی
حديث انس مرفوعا ان في رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات
حدیث کی مرفوعا روایت پہنچی ہے رجب میں ایک رات ہے کہ اس میں عمل کرنے والے کے واسطے سو برس کی
مائة سنة وذلك لثلث بقين من رجب فمن صلى اثنتي عشرة ركعة
نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ رات رجب کی ستائیسویں رات ہے سو جو کوئی بارہ رکعت پڑھے

التي تذبح للاصنام والمراد ههنا المعنى الاول

[illegible]

شهر شعبان

[illegible]

قال القاموس وشعبان شهر معروف والجمع شعبانات وشعابين

[illegible]

من تشعب تفرق كانشعب وفي الحديث انما سمي شعبان لانه

[illegible]

يتشعب فيه خير كثير للصائم فيه حتى يدخل الجنة رواه

[illegible]

الرافعي في تاريخه عن انس والكلام في هذه الرسالة على

[illegible]

ثلث مقالات المقالة الاولى فيما ورد في فضل شهر

[illegible]

شعبان والصيام فيه مطلقا من غير تخصيص بليلة النصف منه

[illegible]

احاديث الكتب الستة شعبان بين رجب وشهر رمضان

[illegible]

يغفل الناس عنه ترفع فيه اعمال العباد فاحب ان لا يرفع

[illegible]

عملي الا وانا صائم رواه البيهقي في شعب الايمان عن اسامة

[illegible]

شعبان شهري ورمضان شهر الله رواه الديلمي في فردوس

شعبان میرا مہینا ہے اور رمضان اللہ کا مہینا ہے اسکو دیلمی نے فردوس

الاخبار عن عائشة رضي الله عنها وعن انس قال كان رسول

الاخبار میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور انس سے روایت ہے کہ کہا رسول

والصوم والصلوة وتسمية بيوم الاستفتاح وتسمية بهرم روزة والله اعلم

اور نماز سے متعلق ہیں اور روزہ ... اور اس تاریخ کا نام یوم الاستفتاح اور ہرم روزہ رکھنے ... نہیں پایا واللہ اعلم

ومما كان في ابتداء الاسلام ثم نسخ على قول الجمهور العتيرة بفتح العين المهملة

اور وہ جو ابتداء اسلام میں جاری تھا اور جمہور کے قول پر منسوخ ہوگیا عتیرہ ہے عین مہملہ کے زبر

وكسر المثناة الفوقانية على وزن الكريمة والعتيرة شاة تذبح في شهر رجب

اور تاء دو نقطہ فوقانی کے کسرہ سے کریمہ کے وزن پر اور عتیرہ بکری ہوتی ہے ماہ رجب میں ذبح کرتے تھے

وكان في صدر الاسلام ثم نسخ ونقل الطيبي ان ابن سيرين كان يذبح العتيرة

اور یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوگیا اور طیبی نقل کرتا ہے کہ ابن سیرین ماہ رجب میں عتیرہ ذبح کیا

في شهر رجب وهذا يشعر بان المنسوخ وجوبها والله اعلم واخرج البخاري

کرتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عتیرہ کا وجوب منسوخ ہوگیا ہے واللہ اعلم اور بخاری اور مسلم

ومسلم عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا فرع ولا

نقل کرتے ہیں کہ ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا نہ فرع ہے اور نہ

عتيرة قال الراوي الفرع اول نتاج كان ينتج لهم كانوا يذبحونه

عتیرہ ہے راوی کہتا ہے کہ فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہوتا ہے جو ان کے ہاں پیدا ہوتا تھا وہ اس کو اپنے بتوں کے نام پر

لطواغيتهم والعتيرة في رجب وفي حديث الترمذي وابي داود

ذبح کیا کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں ذبح کرتے تھے اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور

والنسائي وابن ماجة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرفة

ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں تھے میں نے سنا

فسمعته يقول يا ايها الناس ان على كل اهل بيت في كل عام

آپ صلعم سے کہ فرماتے تھے اے لوگو ہر ایک اہل بیت پر ہر سال

اضحية وعتيرة هل تدرون ما العتيرة هي التي تسمونها الرجبية

قربانی اور عتیرہ لازم ہے تم جانتے بھی ہو عتیرہ کیا ہوتا ہے عتیرہ وہی ہے جس کو تم رجبیہ کہتے ہو

قال الترمذي وهذا حديث غريب ضعيف الاسناد وقال

ترمذی کہتا ہے اور یہ حدیث غریب ہے اسناد میں ضعیف ہے اور ابو داؤد

ابو داود والعتيرة منسوخة وقد جاءت العتيرة بمعنى الذبيحة

کہتا ہے عتیرہ منسوخ ہے اور کبھی عتیرہ اس ذبیحہ کو بھی کہتے ہیں

الترمذي وابو داود والنسائي ايضا قالت كان رسول الله صلى الله

نقل کی ہے امام ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے بھی وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم يصوم حتى نقول لا يفطر ويفطر حتى نقول لا يصوم وكان يصوم

روزے رکھے جاتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب افطار نہیں کریں گے اور افطار کئے جاتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے اور

شعبان او عامة شعبان وفي رواية اخرى له كان رسول الله

اور تمام شعبان میں یا اکثر شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے اور انکی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان الا قليلا وفي اخرى كان يصوم

علیہ وسلم شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے مگر کچھ کم یعنی تھوڑا افطار کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تمام شعبان کے

شعبان كله وفي رواية البخاري ومسلم قالت لم يكن النبي صلى الله

روزے رکھا کرتے تھے اور بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ

عليه وسلم يصوم شهرا اكثر من شعبان فانه كان يصوم شعبان

علیہ وسلم کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے کیونکہ شعبان کے سارے روزے

كله وكان يقول خذوا من العمل ما تطيقون فان الله لا يمل حتى

رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے عمل اتنا کرو جتنی کی طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ نہیں تھکتا یہاں تک کہ

تملوا الحديث وعن ابي هريرة نحوه وقال ابو داود وزاد ابو هريرة

تم تھک جاؤ آخر حدیث تک اور ابو ہریرہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور کہا ابو داؤد نے کہ ابو ہریرہ نے زیادہ کیا [illegible]

كان يصومه الا قليلا بل كان يصومه كله وعن ام سلمة قالت ما رايت رسول الله صلى الله

شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے [illegible] اور ام سلمہ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

عليه وسلم يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان اخرجه

[illegible] دو مہینے لگاتار روزے رکھتے ہوں مگر شعبان اور رمضان [illegible]

الترمذي وعند ابي داود لم يكن يصوم من السنة شهرا تاما الا

نقل کیا ہے اور ابو داؤد کے [illegible] سال بھر میں کسی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھتے تھے مگر

شعبان كان يصله برمضان واخرجه النسائي الروايتين وله

شعبان کے کہ اسکو رمضان سے ملا لیتے تھے اور نسائی نے دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور اسکی

في اخرى ما رايته يصوم شهرين متتابعين الا انه كان يصل شعبان

ایک اور روایت میں [illegible] دو مہینے لگاتار [illegible] شعبان کو رمضان سے

الله صلی الله علیہ وسلم اذا دخل رجب قال اللهم بارك لنا في رجب
صلے اللہ علیہ وسلم جب رجب آتا تو یہہ کہا کرتے الٰہی ہمارے واسطے رجب اور شعبان میں

وشعبان وبلغنا رمضان رواه ابن عساكر وابن النجار وعن عائشة
برکت دے اور ہمکو رمضان میں پہنچا دے اسکو ابن عساکر اور ابن نجار نے روایت کیا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا

رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم حتى
سے روایت ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روزے رکھے جاتے یہانتک کہ

نقول لا يفطر ويفطر حتى نقول لا يصوم وما رأيت رسول الله
ہم کہتے کہ اب افطار نہیں کرینگے اور کبھی افطار کیے جاتے یہانتک ہم کہنے لگتے کہ اب روزہ نہیں رکھینگے اور نہیں دیکھا رسول اللہ صلے اللہ

صلى الله عليه وسلم استكمل صيام شهر قط الا رمضان وما رأيته
علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ بجز رمضان کے کسی مہینے کے روزے پورے رکھے ہوں اور نہیں دیکھا حضرت کو

في شهر اكثر منه صياما في شهر شعبان وفي رواية عن ابي سلمة
کہ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھے ہوں اور ایک روایت میں ابو سلمہ سے روایت ہے

قال سألت عائشة عن صيام رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت
کہتا ہے کہ پوچھا عائشہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روزوں کا حال پوچھا سو انہوں نے کہا

كان يصوم شعبان الا قليلا اخرج الاول البخاري ومسلم واللفظ
کہ شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے مگر تھوڑے کم یعنی افطار کرتے تھے پہلی روایت بخاری اور مسلم اور موطا اور ابو داؤد

وابو داود واخرج الثانية مسلم والنسائي وفي رواية الترمذي
نے نقل کی ہے اور دوسری روایت مسلم اور نسائی نے نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں ہے

قال ما رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في شهر اكثر صياما منه في شعبان
کہتا ہے نہیں دیکھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے کہ شعبان

كان يصومه الا قليلا بل كان يصومه كله وفي اخرى لابي داود
روزے ہی رکھتے تھے مگر کچھ کم یعنی چھوڑتے تھے بلکہ سارے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور ابو داؤد کی ایک روایت

قالت كان احب الشهور الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصوم
کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو روزے رکھنے کے واسطے محبوب تر مہینہ شعبان تھا پھر روزے

شعبان ثم يصله برمضان واخرج النسائي ايضا رواية
رکھتے رکھتے اسکو رمضان سے ملا دیتے تھے اور نسائی نے بھی ترمذی کی روایت

بن زنجویه وعنها قالت لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شهر

اکثر صیاما منه فی شعبان لانه تنسخ ارواح الاحیاء فی الاموات

حتی ان الرجل یتزوج وقد رفع اسمه فیمن یموت وان الرجل

لیحج وقد رفع اسمه فیمن یموت وعنها ان النبی صلی الله علیه وسلم

کان یصوم شعبان کله فسالته قال ان الله یکتب فیه کل نفس

میتة تلک السنة فاحب ان یاتینی اجلی وانا صائم وللمنذری بانه

کتابة اجل وقیل ان کتابة اجله اذا کانت

فی زمن صیامه ...

وان اول ... کذا قال الشیخ الامام ابو الحسن

المکی ... عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله

صلی الله علیه وسلم یصوم شعبان کله حتی یصله برمضان

ولم یکن یصوم شهرا تاما الا شعبان فقلت یا رسول الله ان

شعبان لمن احب الشهور الیک ... فقال یا عائشة انه لیس ...

برمضان وعن اسامة قال قلت يا رسول الله لم ارك تصوم من شهر من
ملا دیتے تھے اور اسامہ سے روایت ہے کہتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو مہینوں میں سے کسی مہینہ میں

الشهور ما تصوم من شعبان قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب
نہیں دیکھتا کہ روزے رکھتے ہوں جتنے شعبان میں رکھتے ہیں فرمایا یہ مہینہ ہے کہ اس سے لوگ غافل ہیں رجب اور

ورمضان وهو شهر يرفع فيه الاعمال الى رب العالمين فاحب ان
رمضان کے بیچ میں اور یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں اعمال رب العالمین کے آگے پیش ہوتے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ

يرفع عملي وانا صائم اخرجه النسائي احاديث من غيرها من الكتب
میرا عمل ایسے وقت پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں اس کو نسائی نے نقل کیا ہے حدیثیں اور کتابوں کی سوائے صحاح ستہ مذکور

وفيه احاديث جامع الكبير واحاديث ذكرها الشيخ الامام العارف
اور اس میں حدیثیں جامع الکبیر کی ہیں اور وہ حدیثیں جو شیخ امام عارف باللہ

بالله ابو الحسن البكري رحمة الله عليه شعبان بين رجب وشهر
ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہیں ماہ شعبان جو رجب اور ماہ رمضان

رمضان يغفل الناس عنه يرفع فيه اعمال العباد فاحب ان لا يرفع
کے بیچ میں ہے اس سے لوگ غفلت کرتے ہیں اس مہینہ میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل

عملي الا وانا صائم رواه البيهقي في شعب الايمان وعن عطاء بن يسار
ایسے حال میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور عطاء بن یسار سے

قال لم يكن رسول الله عليه الصلوة والسلام في شهر اكثر صياما منه
کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے

في شعبان وذلك انه ينسخ فيه آجال من يموت في السنة عن [illegible]
مہینہ میں نہ رکھتے تھے اور یہ اس لئے کہ اس مہینہ میں اس سال کے مرنے والوں کی اجلیں لکھی جاتی ہیں ... سے روایت ہے

شعبان شهري ورمضان شهر الله رواه الديلمي في مسند الفردوس
شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے

عن عائشة رض ان امرأة ذكرت لها انها تصوم رجب فقالت ان كنت
عائشہ رض سے روایت ہے کہ کسی عورت نے ان سے ذکر کیا کہ میں رجب میں روزے رکھا کرتی ہوں عائشہ نے کہا اگر تو

صائمة شهرا لا محالة فعليك بشعبان فانه فيه الفضل رواه
کسی مہینہ میں لامحالہ روزے رکھنا چاہتی ہے تو شعبان کو لازم کر لے کیونکہ اس میں فضیلت ہے اسکو ... نے

المقالة الثانية فيما ورد في فضل ليلة النصف من شعبان وصومه عن

عكرمة في قول الله سبحانه فيها يفرق كل امر حكيم قال في ليلة النصف من

شعبان يبرم امر السنة وينسخ الاحياء ويكتب الحاج فلا يزاد فيهم احد

ولا ينقص منهم احد رواه ابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم وذهب اكثر اهل العلم

الى ان ذلك يكون في ليلة القدر والابتداء فيه يكون من

ليلة النصف من شعبان وعن القاسم بن محمد بن ابي بكر الصديق

عن ابيه او عن عمه عن جده ابي بكر الصديق عن النبي صلى الله

عليه وسلم قال ينزل الله تعالى الى السماء الدنيا ليلة النصف

من شعبان فيغفر لكل شيء الا لرجل مشرك او في قلبه شحناء

رواه البيهقي وعن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم اذا كان

ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان

الله ينزل فيها لغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول

الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من

في سنة الا كتب اجلها في شعبان فاحب ان يكتب اجلي وانا في عبادة

نہیں ہوتی مگر اسکی اجل شعبان میں لکھی جاتی ہے سو مجھکو یہہ محبوب ہے کہ میری اجل ایسے حال میں لکھی جاوے کہ میں اپنے رب کی

ربي وعمل صالح وعنها ايضا قال النبي صلى الله عليه وسلم انه يكتب في

عبادت اور عمل صالح میں مشغول ہوں اور یہہ بھی انہیں سے روایت ہے کہ نبی صلی الله علیه وسلم نے فرمایا وہاں ہے کہ اس میں یعنی

يعني شعبان لملك الموت من يقبض فاحب ان لا ينسخ اسمي الا وانا

شعبان میں ملک الموت کے واسطے جو کوئی مرنیوالا ہوتا ہے سو لکھدیا جاتا ہے سو میں اسبات کو محبوب رکھتا ہوں کہ میرا نام نہ لکھا جاوے مگر اس حال میں کہ میں

صائم وقد روي عن عائشة رض ان النسخ يكون في ليلة النصف

روزہ دار ہوں اور بیشک عائشہ رض سے روایت ہے کہ لکھنا تو پندرھویں شب کو ہوتا ہے

وليس الليل محل الصوم فالمعنى ان الله يعبد بركة الصوم على

اور رات کے وقت روزہ نہیں ہوا کرتا تو اب یہہ معنی ہیں کہ الله تعالی روزہ کی برکت

وقت الكتابة من الليل ويحتمل ان يكون الكتابة نهارا وتسليم

رات کو کتابت کے وقت ہٹالاتا ہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ کتابت دن کو ہوتی ہو اور فرشتہ کو

الصحيفة للملك ليلا كما جاء في حديث اخر رواه ابن ابي الدنيا

فرد کی سپردگی رات کے وقت ہوتی ہو چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے

عن عطاء بن يسار قال اذا كان ليلة النصف من شعبان دفع الى

عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہا ہے جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو

ملك الموت صحيفة فقال اقبض من في هذه الصحيفة فان

فرد ملک الموت کو ملجاتی ہے پس کہا جاتا ہے انکی جان جو اس فرد میں ہے قبض کر تو لگا پس بیشک

العبد ليغرس الغراس وينكح الازواج ويبني البنيان وان اسمه

وہ شخص تو باغ لگاتا ہے اور بیبیاں کرتا ہے اور محل چنواتا ہے اور اسکا نام

قد نسخ في الموتى وروى الديلمي عن ابي هريرة تقطع الاجال

مردوں میں داخل ہو چکا ہے اور دیلمی ابو ہریرہ رض سے روایت کرتا ہے کہ شعبان سے اگلے

من شعبان الى شعبان حتى ان الرجل لينكح ويولد له وقد

شعبان تک اجلیں منقطع ہوتی ہیں یہانتک کہ آدمی نکاح کرتا ہے اور اسکے اولاد ہوتی ہے اور

خرج اسمه في الموتى وروى عن عثمان بن المغيرة بن الاخنس

اسکا نام مردوں میں نکل چکا ہے اور عثمان بن مغیرہ بن الاخنس سے … روایت ہے

والعرصة الطيبة والنهر او دعا من دعا لك في هذه الليلة واستغفرت فيها وفيه

اور عرصہ طیبہ اور نہر ... یا دعا کرے جو کوئی تجھ سے اس رات میں دعا مانگے یا جس نے مغفرت چاہی

ان ليلة النصف من شعبان معروفة بالفضل في غير هذه الامة ايضا حديث ان الله

کہ شعبان کی پندرھویں شب اور امتوں میں بھی فضیلت میں مشہور ہے حدیث ہے بیشک اللہ

تعالى ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن

تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو ظہور فرماتا ہے پھر تمام مخلوقات کو بخشدیتا ہے مگر مشرک اور کینہ ور کے

رواه ابن ماجة عن ابي موسى ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة النصف

اسکو ابن ماجہ نے ابو موسیٰ سے روایت کیا لیلۃ القدر کے بعد کوئی رات شعبان کی پندرھویں شب سے

من شعبان ينزل الله فيها الى السماء الدنيا فيغفر لعباده كلهم الا لمشرك او مشاحن

افضل نہیں ہے اس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے تمام بندوں کو بخشدیتا ہے مگر مشرک اور کینہ ور

او قاطع رحم رواه سعيد بن منصور عن عطاء بن يسار ان الله يطلع ليلة النصف

یا قاطع رحم کے اسکو سعید بن منصور نے عطا بن یسار سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں

من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن رواه البيهقي عن معاذ بن

ظہور فرماتا ہے پھر تمام مخلوقات کو بخشدیتا ہے مگر مشرک اور کینہ ور کے اسکو بیہقی نے معاذ بن جبل سے

جبل ان في ليلة النصف من شعبان يوحي الله الى ملك الموت بقبض كل نفس يريد

روایت کیا ہے شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ تعالیٰ ملک الموت کو الہام کرتا ہے کہ ہر اس شخص کی روح قبض کر

قبضها في تلك السنة رواه الدينوري في المجالسة عن راشد بن سعد مرسلا

جو اس برس میں قبض کرنا ہے اسکو دینوری نے مجالسہ میں راشد بن سعد سے مرسلا روایت کیا ہے

يفتح الله الخير في اربع ليال ليلة الاضحى والفطر وليلة النصف من شعبان

اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر و برکت کو کھول دیتا ہے عید اضحیٰ اور عید فطر کی شب اور شعبان کی پندرھویں شب کو

ينسخ فيه الآجال والارزاق ويكتب فيها الحاج وفي ليلة عرفة

کہ اس میں اجلیں اور رزق لکھی جاتی ہیں اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور عرفہ کی شب

الى الاذان ان اتاني جبريل فقال هذه ليلة النصف من شعبان ولله فيها

اذان کے وقت تک ... جبرئیل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے اور اللہ کے لئے اس میں

عتقاء من النار بعدد شعر غنم كلب رواه البيهقي وعن عائشة قالت قلت

دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہیں بمقدار بال بنی کلب کی بکریوں کے ... اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور عائشہ سے

مبتلى فاعافيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر رواه ابن ماجة والبيهقي

مصیبت زدہ ہے کہ اسکو عافیت دوں کوئی ایسا ہے کوئی ایسا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے

قال العبد الضعيف نزول الله تعالى الى السماء الدنيا يكون في

بندہ ضعیف کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا نزول آسمان دنیا کی طرف ہر رات ہوتا ہے

كل ليلة لكن يختص ذلك بالثلث الاخير وفي ليلة النصف

شب میں ہوتا ہے لیکن یہ نزول پچھلے پہر کے ساتھ خاص ہے اور شب برأت میں

من شعبان يكون من غروب الشمس الى الفجر ولا يختص ذلك

شب کو ساری رات آفتاب غروب ہونے سے فجر تک ہوتا ہے

في الثلث الاخير وهذا من فضل هذه الليلة وفي الحديث

نزول پچھلے پہر پر منحصر نہیں ہے یہ اسی رات کی فضیلت ہے اور حدیث میں ہے

ان الله اعد لعباده في هذه الليلة عطاء عظيما لم يعلمنا به

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے واسطے اس رات میں بڑی عطا تیار کی ہے جسکا ہمکو علم نہیں دیا

لقوله صلى الله عليه وسلم الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر كذا قالوا

وعن نوفل البكالي ان عليا خرج ليلة النصف من شعبان

اور نوفل بکالی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ شعبان کی پندرھویں شب کو باہر آئے

فاكثر الخروج فيها ينظر الى السماء الدنيا فقال ان داود خرج

سو اس شب میں اکثر باہر آتے رہے آسمان دنیا کی طرف دیکھتے تھے پھر کہا داود علیہ السلام ایک شب کو

ليلة في مثل هذه الساعة فنظر الى السماء فقال ان هذه الساعة

ایسی ہی ساعت میں باہر آئے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہا یہ ایسی ساعت ہے کہ

ما دعا الله فيها احد الا اجابه ولا استغفره احد في هذه

کسی نے اس ساعت میں اللہ سے دعا نہیں مانگی مگر قبول ہوئی اور نہ کسی نے اس شب میں مغفرت چاہی

الليلة الا غفر له ما لم يكن عشارا او ساحرا او كاهنا او عريفا

مگر بخش دیا جب تک کہ وہ شخص عشار یا جادوگر یا کاہن یا چودھری نہ ہو

او شرطيا او جابيا او صاحب كوبة او عرطبة قال نوفل الكوبة

یا جلاد یا مال کا تحصیل والا یا باجے والا یا ... نوفل کہتا ہے کوبہ

لزانية بفرجها او مشرك رواه البيهقي عن عثمان بن العاص وروى عن كعب ان

زانیہ جو مرتکب ہو زنا کے یا مشرک کے اسکو بیہقی نے عثمان بن العاص سے روایت کیا ہے اور کعب سے روایت ہے کہ

الله تعالى يبعث جبرئيل الى الجنة ليلة النصف من شعبان ليأمرها ان تزين

اللہ تعالی شعبان کی پندرھویں شب کو جبرئیل کو جنت کی طرف بھیجتا ہے تاکہ اسکو حکم پہنچاوے آراستہ ہونے کا

ويقول ان الله قد اعتق في ليلتك هذه عدد نجوم السماء وعدد ايام الدنيا

اور یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس شب میں آسمان کے ستاروں کی گنتی اور دنیا کے دن رات

ولياليها وعدد اوراق الشجر وزنة الجبال وعدد الرمال وعن عطاء بن يسار

کی گنتی اور درختوں کے پتوں کی گنتی اور پہاڑوں کے وزن کے برابر اور ریت کی گنتی کے برابر آزاد کئے ہیں عطاء بن یسار سے روایت ہے

اذا كان اول ليلة من شعبان فيسلم ملك الموت كل من يقبض روحه في تلك

جب شعبان کی پہلی شب ہوتی ہے ملک الموت کے واسطے لوگوں کی فہرست جو اس سال میں آئندہ

السنة الى مثلها من العام المقبل وان الرجل لينكح النساء ويولد له ويبني

سال تک مرنیوالے ہیں دی جاتی ہے اور بیشک بعضا شخص عورتوں سے نکاح کرتا ہے اور اسکے اولاد ہوتی ہے اور مکان

ويغرس ويظلم ويفجر وما له اسم في الاحياء رواه ابن زنجويه ثم تفسير

اور باغ لگاتا ہے اور ظلم کرتا ہے اور فجور کرتا ہے حالانکہ اسکا نام زندوں میں نہیں ہوتا اسکو ابن زنجویہ نے روایت کیا ہے الفاظ کی

الالفاظ في القاموس الشحناء والشحنة بالكسر العداوة وشاحنه

تفسیر قاموس میں ہے شحناء اور شحنہ شین کے کسرہ سے دشمنی شاحنہ

باغضه والمشاحن المذكور في الحديث صاحب البدعة التارك للجماعة انتهى

بغض رکھنے والا اور مشاحن جو حدیث میں آیا ہے بدعتی جماعت کا تارک ہے انتہی

وفي النهاية يغفر الله لكل عبد ما خلا مشركا او مشاحنا اى معاديا والشحناء

اور نہایہ میں ہے کہ اللہ تعالی ہر ایک بندہ کو بخشتا ہے مگر مشرک یا مشاحن کو یعنی عداوت کرنیوالے کو اور شحناء

العداوة قال الاوزاعي اراد بالمشاحن ههنا صاحب بدعة مفارق الجماعة

عداوت ہے اوزاعی کہتا ہے مشاحن سے اس جگہ بدعتی جماعت سے الگ ہونیوالا مراد ہے

وقال الطيبي الشحناء العداوة والغل والحقد ولعل المراد ما يقع بين

اور طیبی کہتا ہے شحناء عداوت ہے اور کینہ اور انتقام کی تاک میں رہنا اور شاید کہ مراد وہ ہے کہ جو

المسلمين من النفس الامارة لا للدين كانه يشحن قلبه بغضا وفي نظر

مسلمانوں میں جو نفس امارہ کی طرف سے بدون ارشاد دین کے رنج ہو جاتا ہے گویا کہ اپنے دل کو اسکے بغض سے بھر دیتا ہے اور نظر

النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فخرجت اطلبه فاذا هو بالبقيع رافعا راسه الى

بیٹھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا سو میں آپ کی تلاش کو نکلی پس ناگہاں دیکھتی کیا ہوں کہ بقیع میں ہیں آسمان کیطرف سر

السماء فقال يا عائشة اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قلت وما بي

اٹھائے ہوئے پس فرمایا اے عائشہ کیا تجھکو کچھ خوف ہوا کہ اللہ اور رسول اللہ تجھ پر تعدی کرینگے میں نے عرض کیا مجھکو یہ تو خوف

من ذلك ولكني ظننت انك اتيت بعض نسائك فقال ان الله عز وجل ينزل ليلة

نہیں ہے پر میں نے یہ گمان کیا کہ آپ کسی بی بی کے پاس چلے گئے پھر فرمایا بیشک اللہ عزوجل شعبان کی

النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب رواه

پندرھویں شب آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے پس کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے زیادہ بخشدیتا ہے

ابن ابي شيبة والترمذي وابن ماجة والبيهقي قال في جامع الاصول وزاد

ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے جامع الاصول میں کہا ہے اور رزین نے

رزين ممن استحق النار وليس فيه حديث في الباب الا هذا وجاء نحوه بطرق

اتنا زیادہ کیا ہے ان لوگوں میں سے جو دوزخ کے مستحق ہوں اور اس میں اس حدیث کے سوا اس باب کی کوئی حدیث نہیں ہے اور اس مضمون کی کئی

متعددة اذا كان ليلة النصف من شعبان اطلع الله تعالى الى الخلق فيغفر

آئے ہیں جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالی اپنی خلق کیطرف ظہور فرماتا ہے پھر مومنین اور

للمؤمنين والمؤمنات ويملي للكافرين ويدع اهل الحقد بحقدهم حتى يدعوه

مومنات کو بخشدیتا ہے اور کفار کے حق میں تاخیر فرماتا ہے اور کینہ والوں کو انکے کینہ کی نحوست میں چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ

رواه البيهقي وابن قانع عن ابي ثعلبة الخشني لا ينظر الله فيها يعني في ليلة

اسکو بیہقی اور ابن قانع ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کرتے ہے اللہ تعالی اس شب میں یعنی شعبان کی

النصف من شعبان الى مشرك ولا الى مشاحن ولا الى قاطع رحم ولا الى مسبل

پندرھویں شب مشرک کیطرف نہیں دیکھتا اور نہ کینہ والے کیطرف اور نہ قاطع رحم کیطرف اور نہ ازار لٹکانے والے کیطرف

ولا الى عاق لوالديه ولا الى مدمن خمر رواه البيهقي في شعب الايمان وضعفه

اور نہ اپنے ماں باپ کے ستانیوالے کیطرف اور نہ دائم شراب خور کی طرف روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضعیف کہا ہے

عن عائشة اذا كانت ليلة النصف من شعبان نادى مناد هل من

عائشہ سے روایت ہے جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو منادی ندا کرتا ہے کوئی

مستغفر فاغفر له هل من سائل فاعطيه فلا يسأل احد شيئا الا اعطي

مغفرت کا طلب کرنیوالا ہے کہ میں اسکو بخشدوں کوئی مانگنے والا ہے … پھر کسی چیز کا مانگنے والا نہیں ہوتا مگر عطا کیا جاتا ہے

كوائن في المستقبل والشرطة بالضم واحد الشرط كصرد وهم طائفة من

ہونیوالے امور کی خبر دیا کرتا ہے شرطہ ضمہ سے شرط کا [illegible] صرد کے وزن پر [illegible] اور شرط حاکموں کی مددگار

أعوان الولاة وهو شرطي كتركي وجهني سموا بذلك لانهم اعلموا انفسهم

قوم ہوتی ہے اور اسکی نسبت شرطی ہے ترکی و جہنی کے وزن پر [illegible]

بعلامات يعرفون بها كذا في القاموس وفي النهاية نخبة اصحاب الملك

[illegible]

يقدمهم على غيرهم من جنده وقيل هم الشرط والنسبة شرطي كذا في

[illegible]

النهاية وقال الكرماني صاحب الشرط بضم شين وفتح راء جمع الشرط

نہایہ میں ہے اور کرمانی کہتا ہے صاحب الشرط [illegible]

وهم اول الجيش من يتقدم بين يدي الامير لتنفيذ اوامره انتهى والمراد

وہ لشکر کے ہراول ہوتے ہیں [illegible]

بالشرطي هنا نائب الظلمة وهو من اعوانهم والجابي من الجباية بالكسر وهو

[illegible]

استخراج المال من مظانها كذا قال النووي وفي القاموس جبى الخراج

[illegible]

كرمى ورضي جباية وجباوة انتهى فالمراد بالجابي الساعي عند السلطان

[illegible]

والآتي بالاموال المحرمة والكوبة بالضم هي النرد والطبل والبربط

[illegible]

اقول ذكرها الجزري في النهاية في حديث ان الله حرم الخمر والكوبة و

[illegible]

امر بكسر الكوبة وفي شرح جامع الاصول هو طبل صغير مخصر والمر

[illegible]

والعرطبة العود او الطنبور والطبل وطبل الحبشة كذا في القاموس

[illegible] عود یا طنبور [illegible]

عين النهر بين تحت السفينة ملاها وفي القاموس عشر أخذ واحدا من عشرة

عین النہر عین ہے یعنی تحت السفینۃ یعنی نیچے کشتی کو پکڑ دیا اور قاموس میں ہے عشر یعنی دس میں سے ایک لے لیا

وعشرهم أخذ عشر أموالهم والعشار قابضه وقال في النهاية عشرت ماله وعشرته

اور عشرہم یعنی انکے مال میں سے دسواں حصہ لے لیا اور عشار لینے والا اور نہایہ میں کہا ہے کہ عشرت مالہ اور عشرتہ

فأنا عاشر ومعشر وعشار إذا أخذت عشره وفي الحديث إن لقيتم عاشرا

فانا عاشر اور معشر اور عشار جب لیتے ہیں تو اسکا دسواں حصہ جیسے اور حدیث میں ہے اگر تم عاشر کو پاؤ تو

فاقتلوه أي إن وجدتم من يأخذ العشر على عادة الجاهلية مقيما على دينه

اسکو مار ڈالو یعنی اگر تم ایسے کو پاؤ جو دسواں حصہ کفار جاہلیت کی عادت پر اپنے دین پر قایم رہ کر لیوے سے

فاقتلوه لكفره أو لاستحلاله له إن كان مسلما وأخذه مستحلا له تاركا لفرض

یعنی اسکو کفر کے سبب سے مار ڈالو یا اسی سبب کہ وہ اسکو حلال جانتا ہے اگر وہ مسلمان ہو اور حلال سمجھکر لیوے اور خدا کے حکم کو ترک

الله ربع العشر لا من يأخذه على فرض الله كيف وقد عشر جماعة للنبي صلى الله

کرکے کہ وہ چالیسواں حصہ ہے انکو قتل کرو جو خدا کے حکم کے موافق لیتا ہے سو وہ کب سکتا ہو حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم وللخلفاء بعده وسمي عاشرا لإضافة ما يأخذه إلى العشر كربع العشر

کے واسطے اور انکے بعد خلفا کے واسطے عشر لیا گیا ہے اور عاشر اسواسطے نام ہو گیا جو مال وہ لیتا ہے اسکو عشر کی طرف نسبت ہے جیسے ربع العشر

ونصف العشر كيف وهو يأخذ العشر جميعه فيما سقته السماء وعشر أموال

یا نصف العشر ہے کیونکر حالانکہ وہ پورا عشر انمیں سے لیتا ہے جو کھیتان کا سیراب کیا ہوا اور ذمیوں کے

أهل الذمة في التجارات انتهى وقال الطيبي إلا الساحر والعشار استثنيا

سوداگری مال کا عشر لیتا ہے انتہی اور طیبی کہتا ہے مستثنیٰ کیا ہے جادوگر اور عشار کو یہ دونوں

تشديدا عليهما وأنهما كالآيسين من رحمته والعريف هو العراف

تشدد کے واسطے مستثنیٰ ہوئے ہیں اور گویا یہ دونوں اسکی رحمت سے مایوس ہیں اور عریف عراف ہی ہوتا ہے

والمراد ههنا المنجم والذي يدعي علم الغيب وفي الحديث من أتى عرافا

اور یہاں نجومی مراد ہے یا وہ شخص جو غیب دانی کا دعوی کرے اور حدیث میں ہو جو شخص عراف یا کاہن

أو كاهنا كذا في النهاية وقال الطيبي هو قسم من الكهان يستدل على

سے ایسا ہی نہایہ میں ہے اور طیبی کہتا ہے عراف کاہن کی ایک قسم ہے جو چوری گئی ہوئی

معرفة المسروق والضالة بكلام أو فعل أو حالة والكاهن مخبر عن

اور گم ہوئی چیز کی پہچان پر کلام سے یا فعل سے یا حال سے استدلال کیا کرتا ہے اور کاہن وہ ہے جو مستقبل کی

من الغرور لخيلاء وقال الامام ابو جعفر محمد بن جرير الطبري وغيره وذكر

تکبر کی راہ سے ... اور امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری وغیرہ نے کہا ہے اور ذکر

اسبال الازار وحده لانه كان عامة لباسهم وحكم غيره من القميص وغيره

صرف ازار کے اسبال کا ... اس لیے کہ عام لباس انکا ... اور کرتہ وغیرہ کا

حكمه قلت قد جاء ذلك مبينا ومنصوصا عليه من كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم

حکم اسی میں کہتا ہوں ... اور بیان کیا گیا رسول اللہ صلعم کے کلام سے ...

من رواية سالم بن عبد الله بن عمر عن ابيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

سالم بن عبد اللہ بن عمر ... اپنے باپ سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے

قال الاسبال في الازار والقميص والعمامة من جر شيئا منها خيلاء لم ينظر الله تعالى اليه

فرمایا اسبال ازار اور قمیص اور عمامہ میں ہوتا ہے ... نہ دیکھیگا اللہ تعالیٰ قیامت کے

يوم القيامة رواه ابو داود والنسائي وابن ماجة باسناد حسن انتهى كلام النووي قلت

دن ... اسکو ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے ... نووی کا کلام تمام ہوا میں کہتا

وقد ورد في اكثر طرق الحديث التي فيها المسبل مطلقا وفي بعضها المسبل ازاره

اور حدیث کے اکثر طرق میں ... مطلق مسبل وارد ہوا ہے اور بعض روایت میں مسبل ازار ...

ولعل قيد الازار بعض الرواة على حسب فهمه من جهة شيوع استعمال الاسبال وشهرته في الازار

شاید کہ ازار کی قید کسی راوی نے ... اسبال کا استعمال ... ازار میں ...

والله اعلم المقالة الثالثة في قيام ليلة النصف من شعبان وصيام

واللہ اعلم مقالہ ... شعبان کی پندرھویں شب کی بیداری میں ... دن کے روزہ ...

يومها وما ثبت فيها من الادعية والاذكار عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه

اور اس شب میں جو دعائیں ... اور ذکر ... علی بن ابی طالب سے روایت ہے

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كانت ليلة النصف من شعبان

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں شب آوے تو

فقوموا ليلها وصوموا يومها الحديث وعن عائشة رضي الله عنها قالت كانت ليلة

اس شب میں بیداری کرو اور اس کے دن روزہ رکھو آخر تک اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ شعبان کی

النصف من شعبان ليلتي وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم عندي فلما كان

پندرھویں شب میری باری تھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے جب آدھی رات

وقال في النهاية حديث يغفر لكل مذنب الا لصاحب عرطبة وكوبة هي بالضم والفتح

اور نہایہ میں لکھا ہے حدیث ہر گنہگار بخشا جاتا ہے مگر عرطبہ والا اور کوبہ والا اور کوبہ بضم کاف وفتح کے

العود وقيل الطنبور والمسبل هو من يطول ثوبه ويرسل الى الارض اذا

عود ہے اور کوئی کہتا ہے طنبور ہے اور مسبل وہ شخص ہے کہ اپنا کپڑا دراز بنا لے اور تکبر کی راہ سے چلتے وقت

مشى كبرا وقال القاضي عياض في مشارق الانوار حديث ثلثة لا يكلمهم الله

زمین پر لٹکا لے اور قاضی عیاض مشارق الانوار میں یہ حدیث لایا ہے تین شخص ایسے ہیں کہ الله تعالیٰ ان سے کلام نہ کریگا

فذكر المسبل ازاره وهو الذي يجره خيلاء يقال اسبل ثوبه وشعره اي

انہیں ازار کے لٹکانے والے کو ذکر کیا اور وہ ایسا ہے کہ ازار کو تکبر کی رو سے کھینچتا چلے

ارخاه انتهى وفي صحيح مسلم عن ابي ذر عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال ثلثة

ڈھیلے کرنے کے انتہی اور صحیح مسلم میں ابوذر سے وہ نبی صلے الله علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا تین شخص ہیں

لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم

کہ الله تعالیٰ ان سے قیامت کے دن بات نہیں کریگا اور نہ ان کی طرف دیکھیگا اور نہ ان کو پاک کریگا اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے

قال فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث مرار قال ابو ذر خابوا وخسروا

پس ابوذر کہتا ہے کہ اسکو رسول الله صلے الله علیہ وسلم نے تین بار پڑھا ابوذر نے کہا وہ لوگ نامراد ہوئے اور ٹوٹے میں گئے

من هم يا رسول الله قال المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب

یا رسول الله وہ کون لوگ ہیں فرمایا کپڑا لٹکانیوالا اور احسان جتانیوالا اور اپنی تجارت کو جھوٹی قسمیں کھا کر رواج دینیوالا

وقال الامام النووي في شرح مسلم المسبل ازاره معناه المرخي له الجار

اور امام نووی مسلم کی شرح میں کہتا ہے مسبل ازاره کے یہ معنی ہیں کہ ازار کا ڈھیلا کرنیوالا تکبر سے

خيلاء طرفه جاء مفسرا في الحديث الاخر لا ينظر الله الى من جر ثوبه

اسکے پلے کھینچنے والا ایک اور حدیث میں تفسیر کے ساتھ آیا ہے الله تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھیگا جسنے اپنا کپڑا

خيلاء والخيلاء الكبر وهذا التقييد بالجر خيلاء مخصص من عموم

تکبر سے کھینچا اور خیلاء تکبر ہے اور کھینچنے پر خیلاء کی قید علی العموم مسبل سے خاص کرنے کے

المسبل ويدل على ان المراد بالوعيد من جره خيلاء وقد رخص النبي

واسطے ہے اور قید دلالت کرتی ہے کہ وعید میں وہی شامل ہے جو تکبر کے ارادے سے کھینچے اور رسول الله صلے الله علیہ

صلى الله عليه وسلم في ذلك لابي بكر الصديق وقال لست منهم اذ كان

وسلم نے اس بات میں ابوبکر صدیق کو رخصت دی اور فرمایا تو ان میں سے نہیں اسلئے کہ

العارف بالله ابو الحسن البکری ومن اولی ما یدعی به فی هذه اللیلة اللهم

خداشناس ابو الحسن بکری رحمہ کہتا ہے کہ اس رات کے دعاؤں میں بڑی یہی دعا ہے الٰہی

انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی اللهم انی اسألک العفو والعافیة

بیشک تو درگذر کرنیوالا کرم کرنیوالا ہے تجھکو عفو محبوب ہے سو مجھکو معاف کر دے الٰہی میں تجھ سے چشم پوشی اور عافیت

والمعافاة الدائمة فی الدنیا والآخرة لورود ذلک فی لیلة القدر وهذه

اور ہمیشہ کی معافی دنیا اور آخرت کی مانگتا ہوں کیونکہ یہ دعا لیلۃ القدر میں آئی ہے اور یہ رات

افضل اللیالی بعدها کما مر ومن اولی ما یدعی بها ما رواه جمع بسند

لیلۃ القدر کے بعد سارے سال کی راتوں سے افضل ہے چنانچہ گزر چکا اور بڑی دعا وہ ہے جسکو ایک گروہ نے سند لا بأس بہ سے

لا بأس به عن ابی بریدة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اهبط آدم

ابو بریدہ سے روایت کیا ہے کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم زمین پر

الی الارض وطاف اسبوعا بالبیت وصلی خلف المقام رکعتین ثم

آئے [illegible] اور بیت اللہ کا سات بار طواف کیا اور مقام کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھیں پھر

قال اللهم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی

یہ دعا کی الٰہی بیشک تو میرا چھپا اور کھلا جانتا ہے پس میری توبہ قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے

فاعطنی سؤالی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنوبی اسألک ایمانا

سو میرا سوال عطا کر اور تو میرے جی کی بات جانتا ہے سو میرے گناہ بخش دے میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں

یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انه لا یصیبنی الا ما کتبت لی

میرے دل میں [illegible] اور سچا یقین تاکہ میں جان لوں کہ مجھکو وہی پہنچیگا جو تو نے میرے نصیب میں لکھا ہے

ورضنی بقضائک فاوحی الله الیه یا آدم انک دعوتنی بدعاء فاستجبت له

اور مجھکو اپنی قضا پر راضی کر پس اللہ نے آدم کی طرف وحی بھیجی یا آدم تو نے مجھ سے ایک دعا مانگی سو میں نے تیرے واسطے قبول کی

ولن یدعونی به احد من ذریتک من بعدک الا استجبت له وغفرت له

اور تیری اولاد میں سے کوئی تیرے بعد یہ دعا مانگیگا مگر اسکے واسطے قبول بھی کرونگا اور اسکے گناہ

ذنبه وفرجت همه وغمه واتجرت له من وراء تجارة کل تاجر واتته

بخش دونگا اور اسکا ہم اور غم دور کرونگا اور ہر ایک تاجر سے اسکی تجارت بالاتر کر دونگا اور اسکو دنیا

الدنیا وهی راغمة وان کان لا یریدها واختلفوا لا اثر فی احیاء هذه

دونگا کہ وہ ناک رگڑتی ہوئی آئیگی اور اگرچہ وہ اسکی خواہش نہ رکھتا ہوگا اور اس رات کو جاگنے میں مختلف آثار

فی جوف اللیل ففقدته فأخذنی ما یأخذ النساء من الغیرة فتلففت بمرطی

گزر رہی تو بیٹھے حضرت کو نہ پایا سو مجھکو وہ رشک آیا جو عورتوں کو آیا کرتا ہے پس سر پر اپنی چادر اوڑھی

فطلبته فی حجر نسائه فلم اجده فانصرفت الی حجرتی فاذا انا به کالثوب

پھر تیسے ڈھونڈھا اور بیبیوں کے حجروں میں ڈھونڈھا تو نہ پایا پھر میں اپنے حجرہ میں پھر آئی تو دیکھوں تو وہاں ہیں جیسے کپڑا

الساقط وهو یقول فی سجوده سجد لک خیالی وسوادی وآمن بک فؤادی

پڑا ہوا اور سجدہ میں یہ کہہ رہے ہیں جیسے خیال اور دل نے تجھکو سجدہ کیا اور تجھ پر میرا دل ایمان لایا

فهذه یدی وما جنیت بها علی نفسی یا عظیم یرجی لکل عظیم اغفر الذنب

سو یہ میرا ہاتھ ہے اور جو کچھ کیا ہے اس سے اپنے نفس پر جنایت کی ہے اے عظمت والے ہر عظمت کی امید گاہ بخش بڑے گناہ

العظیم سجد وجهی للذی خلقه وصوره وشق سمعه وبصره ثم رفع

کو سجدہ کیا میری پیشانی نے اسکو جسنے اسکو پیدا کیا اور صورت دی اور کان اور آنکھ بنائے پھر حضرت نے اٹھایا سر

رأسه ثم عاد ساجدا فقال اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بعفوک

اٹھایا پھر دوبارہ سجدہ کیا اور پھر دعا مانگی تیرے غصہ سے تیری رضا مندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عذاب سے

من عقابک واعوذ بک منک انت کما اثنیت علی نفسک اقول کما قال

تیرے درگزر کی پناہ میں آتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ثنا کی میں کہتا ہوں جیسے میرے بھائی

اخی داؤد اعفر وجهی فی التراب لسیدی وحق له ان یسجد ثم رفع رأسه

داؤد نے کہا ہے پس میں اپنا چہرہ اپنے مولا کے واسطے خاک پر رگڑتا ہوں اسکو سزاوار ہے کہ سجدہ کیا جاوے پھر اٹھایا سر

فقال اللهم ارزقنی قلبا تقیا من الشر نقیا لا فاجرا ولا شقیا ثم انصرف

پھر کہا الٰہی مجھکو دل پرہیزگار شر سے صاف عنایت کر نہ فاسق ہو اور نہ بدبخت پھر پھر آئے

ودخل معی فی الخمیلة ولی نفس عال فقال ما هذا النفس یا حمیراء فاخبرته

اور میرے ساتھ چادر میں داخل ہوئے اور مجھکو سانس چڑھ رہا تھا پس فرمایا اے حمیرا یہ سانس کیوں چڑھ رہا ہے تو حال بیان کیا

فطفق یمسح بیدیه علی رکبتی ویقول ویس هاتین الرکبتین ما لقیتا فی

پس حضرت اپنے ہاتھ سے گھٹنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے اور یہ کہتے جاتے تھے ہائے کیوں دونوں گھٹنے کیا تکلیف پا گئے ہیں

هذه اللیلة لیلة النصف من شعبان ینزل الله فیها الی السماء الدنیا

آج کی رات شعبان کی پندرھویں کی اللہ تعالیٰ اس میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے

فیغفر لعباده الا المشرک او المشاحن رواه البیهقی قال الشیخ الامام

پس اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ ور کو نہیں اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے شیخ امام

والمؤمنين والمؤمنات والشهداء. عن عائشة رضي الله عنها انها قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه

وسلم فوضع عنه ثوبيه ثم لم يستتم ان قام فلبسهما فاخذتني

غيرة شديدة فظننت انه يأتي بعض صويحباتي فخرجت اتبعه فادركته

بالبقيع بقيع الغرقد يستغفر للمؤمنين والمؤمنات والشهداء فقلت

بابي انت وامي انت في حاجة ربك وانا في حاجة الدنيا فانصرفت فدخلت

حجرتي ولي نفس عال ولحقني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما هذا

النفس يا عائشة فقلت بابي انت وامي اتيتني فوضعت ثوبيك ثم لم

تستتم ان قمت فلبستهما فاخذتني غيرة شديدة وظننت انك تأتي

بعض صويحباتي حتى رأيتك بالبقيع تصنع ما تصنع فقال يا عائشة أكنت

تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله بل اتاني جبريل فقال هذه الليلة

ليلة النصف من شعبان ولله فيه عتقاء من النار بعدد شعور غنم كلب

لا ينظر الله فيها الى مشرك ولا الى مشاحن ولا الى قاطع رحم ولا الى مسبل

ولا الى عاق لوالديه ولا الى مدمن خمر قالت فوضع ثوبيه فقال يا عائشة

الليلة وقال به من التابعين خالد بن معدان ومكحول ولقمان بن عامر و
کے ہیں اور تابعین میں سے خالد بن معدان اور مکحول اور لقمان بن عامر قائل ہوئے ہیں اور

خالف في ذلك عطاء وابن ابي مليكة وغيرهم وعليه اصحاب مالك والشافعي
اس باب میں عطا اور ابن ابی ملیکہ وغیرہ مخالف ہوئے ہیں اور علماء مالکی اور شافعی بھی اسی پر ہیں

وقال خالد بن معدان ولقمان بن عامر ووافقهما اسحق بن راهويه يستحب
اور خالد بن معدان اور لقمان بن عامر اور ان کے موافق اسحق بن راہویہ کہتے ہیں کہ مستحب

جماعة في المسجد وكان خالد ولقمان يلبسان فيها احسن الثياب
ہیں اکٹھے ہو کر جاگیں اور خالد اور لقمان اس رات کو اچھے اچھے کپڑے پہنا کرتے تھے اور

ويكتحلان ويقومان في المسجد تلك الليلة فاذا احياه الرجل لنفسه فالظاهر
سرمہ لگاتے تھے اور اس رات کو مسجد میں ٹھہرے رہا کرتے تھے پھر اگر کوئی شخص تنہا جاگے تو ظاہر

ندبه للاحاديث السابقة ومثلها يعمل به في الفضائل قاله الاوزاعي
مستحب ہے کیونکہ حدیثیں گزر چکی ہیں اور فضائل کے باب میں ایسی حدیثوں پر عمل ہوتا ہے اور اوزاعی اس کا قائل ہوا ہے

وروي عن عمر بن عبد العزيز انه كتب لعامله بالبصرة عليك باربع ليال
اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ انہوں نے بصرہ کے عامل کو لکھا تھا سال بھر میں چار راتوں کی

من السنة فان الله يفرغ فيهن الخير افراغا اول ليلة من رجب وليلة النصف
حفاظت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان راتوں میں خیر و برکت برسا دیتا ہے رجب کی پہلی رات اور شعبان کی پندرھویں

من شعبان وليلة الفطر وليلة الاضحى لكن النظر في صحته عنه وقال
شب اور عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات لیکن عمر بن عبد العزیز سے اس روایت کی صحت میں تامل ہے اور شافعی

الشافعي فان الدعاء يستجاب في خمس ليال ليلة الجمعة والعيدين واول
کہتا ہے کہ دعا پانچ راتوں میں مقبول ہوتی ہے جمعہ کی رات کو اور دونوں عید کی رات کو اور رجب

ليلة من رجب ونصف شعبان ولا نص للامام احمد في احيائها وخرج
کی پہلی رات اور شعبان کی پندرھویں شب کو اور امام احمد کا ان شبوں کے جاگنے میں کچھ نص نہیں اور امام

في احيائها عنه روايتان من احياء ليلة العيد انتهى ومما ثبت من فعله
احمد سے عید کی رات کے جاگنے میں دو روایت آئی ہیں انتہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صلى الله عليه وسلم انه اتى المقبرة ليلة النصف ليستغفر للمومنين
سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلعم پندرھویں شب مقبرہ میں تشریف لے گئے کہ مومنین اور مسلمات

ويرحم للمسترحمين ويؤخر اهل الحقد كما هم رواه البيهقي فهذا يروى من الصلوات

اور رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے اور کینہ وروں کو جیسے کہ تھے ویسا ہی چھوڑ دیتا ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور وہ نمازیں جو اس

في هذه الليلة عن علي قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة

شب میں پڑھی جاتی ہیں علی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان کی پندرھویں

النصف من شعبان قام فصلى اربع عشرة ركعة ثم جلس بعد الفراغ فقرأ

شب میں دیکھا کہ آپ اٹھے اور چودہ رکعت پڑھیں پھر فارغ ہوکر بیٹھ گئے پھر سورۂ فاتحہ

بام الكتاب اربع عشرة مرة وقل هو الله احد اربع عشرة مرة وقل اعوذ

چودہ بار اور قل ھو اللہ احد چودہ بار اور قل اعوذ برب الفلق

برب الفلق اربع عشرة مرة وقل اعوذ برب الناس اربع عشرة مرة وآية الكرسي

چودہ بار اور قل اعوذ برب الناس چودہ بار اور آیۃ الکرسی

مرة ولقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز الآية فلما فرغ من صلاته سألته

ایک بار اور یہ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر تک پڑھی جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا جو آپ نے

عما رأيت من صنيعه قال من صنع مثل الذي رأيت كان له كعشرين حجة مبرورة

کیا تھا اس کے بارہ میں فرمایا جو شخص ایسا کرے گا جیسا تو نے دیکھا تو اس کو بیس [illegible]

وقيام عشرين سنة مقبولة فان اصبح في ذلك اليوم صائما كان له كصيام

اور بیس برس کے مقبول شب بیداری کا [illegible] اگر اس دن روزہ رکھے تو [illegible]

سنتين سنة ماضية وسنة مستقبلة رواه البيهقي في شعب الايمان وقال

دو برس ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ [illegible] روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا

يشبه ان يكون هذا الحديث موضوعا وفيه انه مجهول وهو منكر

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اسکے راوی مجہول ہیں اور یہ حدیث منکر ہے

واخرجه الجوزقاني في الاباطيل وابن الجوزي في الموضوعات وقال موضوع

اور جوزقانی نے اسکو اباطیل میں اور ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا اور کہا یہ موضوع ہے

واسناده مظلم وفي تنزيه الشريعة في الاحاديث الموضوعة حديث علي

اور اسکی سند تاریک ہے اور تنزیہ الشریعہ میں موضوع حدیثوں میں نقل کیا ہے علی سے یہ حدیث منقول ہے

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يا علي من صلى مائة ركعة في ليلة النصف

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جس نے شعبان کی پندرھویں شب میں سو رکعتیں [illegible]

تأذنین فی قیام هذه اللیلة فقلت نعم بأبی أنت وأمی فقام فسجد طویلا حتی

اس رات کے قیام کی اجازت دیتی ہو میں نے عرض کیا ہاں تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور قیام کیا اور سجدہ کیا یہاں تک کہ

ظننت أنه قبض فقمت ألتمسه ووضعت یدی علی باطن قدمیه فتحرك

میں نے گمان کیا کہ آپ نے وفات پائی پھر میں کھڑی ہو کر ڈھونڈنے لگی اور میں نے اپنا ہاتھ آپ کے تلووں پر رکھا تو وہ ہلا

ففرحت وسمعته یقول فی سجوده أعوذ بعفوك من عقابك وأعوذ برضاك

پس میں خوش ہو گئی اور میں نے آپ کو سنا کہ سجدہ میں یہ کہتے تھے تیرے عقاب سے تیرے عفو کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے غصہ سے تیری

من سخطك وأعوذ بك منك جل وجهك لا أحصی ثناء علیك أنت كما

رضامندی کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ لیتا ہوں تیرا وجہ بزرگ ہے تیری ثنا کا شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے

أثنیت علی نفسك فلما أصبح ذكرتهن له فقال یا عائشة تعلمیهن وعلمیهن

تو نے اپنی ثنا کی ہے جب صبح ہوئی تو میں نے ان دعاؤں کا ذکر کیا پس فرمایا اے عائشہ ان کو سیکھ لے اور سکھا دے

فإن جبرئیل علیه السلام علمنیهن وأمرنی أن أرددهن فی السجود رواه

کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعائیں مجھ کو سکھائی ہیں اور کہا ہے کہ سجدہ میں انکو بار بار پڑھا کروں اسکو بیہقی

البیهقی وعنها رضی الله عنها قام رسول الله صلی الله علیه وسلم من اللیل

نے روایت کیا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات سے اٹھ کر

یصلی فأطال السجود حتی ظننت أنه قبض فلما رأیت ذلك قمت حتی

نماز شروع کی اور سجدہ بہت دراز کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ حضرت نے وفات پائی جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں اٹھی یہاں تک کہ

حركت إبهامه فتحرك فرجعت فلما رفع رأسه من السجود وفرغ من صلاته

آپکا انگوٹھا ہلایا تو وہ ہلا پھر میں پھر آئی جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو

قال یا عائشة أو یا حمیراء أظننت أن النبی قد خاس بك فقلت لا والله

فرمایا اے عائشہ یا کہا اے حمیرا کیا تو نے یہ گمان کیا کہ نبی نے تجھ سے غدر کیا پس میں نے عرض کیا نہیں قسم اللہ کی

یا رسول الله ولكنی ظننت أنك قبضت لطول سجودك فقال أتدرین

یا رسول اللہ پر میں نے سجدہ کی درازی سے یہ گمان کیا کہ آپ نے وفات کی پھر فرمایا تو جانتی ہے

أی لیلة هی قلت الله ورسوله أعلم قال هذه لیلة النصف من شعبان

یہ کونسی رات ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول ہی خوب جانتا ہے فرمایا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے

إن الله یطلع علی عباده فی لیلة النصف من شعبان فیغفر للمستغفرین

بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر طلوع فرماتا ہے پھر مغفرت مانگنے والوں کو بخش دیتا ہے

في الكتب الصحيحة المعتبرة بل ولا في غير المعتبرة ولم يرو فيها حديث
لا ضعيف ولا موضوع ولا يعتاد ذلك في غير بلاد الهند من البلاد
العربية من الحرمين الشريفين زادهما الله تعظيما وتشريفا ولا في
غيرهما ولا في البلاد العجمية ما عدا بلاد الهند بل عسى ان يكون ذلك
وهو ظن الغالب اتخاذا من رسوم الهنود في ايقاد السرج للديوالي فان
عامة الرسوم والبدعة الشنيعة بقيت من ايام الكفر في الهند و
شاعت في المسلمين بسبب المجاورة والاختلاط واتخاذهم الجواري
والزوجات من النساء الكافرات وقال بعض المتأخرين من العلماء ان
استيقاد السرج الكثيرة في الليالي المتبركة من البدعة الشنيعة
فان كثرة الوقيد زيادة على الحاجة لم يرد باستحبابه اثر في الشرع في
موضع قال علي بن ابراهيم واول حدث الوقيد من البرامكة
وكانوا عبدة النار فلما اسلموا ادخلوا في الاسلام ما يموهون انه
من سنن الهدى ومقصودهم عبادة النيران حيث سجدوا مع المسلمين

من شعبان يقرء في كل ركعة بفاتحة الكتاب و قل هو الله احد عشر مرات
رکعت میں پڑھے سورہ فاتحہ ایک بار اور گیارہ گیارہ بار قل ہو اللہ احد پڑھے

الحديث الى اخره و يأمر الكاتبين ان لا تكتبوا على عبدي سيئة واكتبوا له
آخر حدیث تک اور کراماً کاتبین کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندہ کے گناہ مت لکھو اور اسکے حسنات

حسنات الى ان يحول عليه الحول ومن صلى هذه الصلوة فان يجعل له
جب تک پورا سال گزر جاوے لکھتے رہو اور جو کوئی یہہ نماز پڑھتا ہے تو پروردگار اسکے واسطے

نصيبا من عبادة تلك الليلة قال ابن الجوزي فيه مجاهيل وضعفاء حديث
اس رات کی عبادت میں حصہ مقرر کر دیتا ہے ابن جوزی کہتا ہے اسمیں راوی مجہول اور ضعیف ہیں حدیث

من قرأ ليلة النصف من شعبان الف مرة قل هو الله احد في مائة ركعة
جو شعبان کی پندرھویں شب کو ہزار بار قل ہو اللہ احد سو رکعت میں پڑھے تو

لم يخرج من الدنيا حتى يبعث الله عليه في منامه مائة ملك ثلثون يبشرونه
دنیا سے نہیں نکلیگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اسکے خواب میں سو فرشتے بھیجیگا تیس فرشتے تو اسکو جنت کا

بالجنة وثلثون يؤمنونه من النار وثلثون يعصمونه من ان يخطى وعشرة
مژدہ دینگے اور تیس فرشتے آگ سے بچاوینگے اور تیس اسکو خطا سے بچاوینگے اور دس

يكتبون من عاداه قال ابن الجوزي فيه مجاهيل ومتهمون حديث
اسکے دشمنوں کو جھٹلاوینگے ابن جوزی کہتا ہے اسمیں مجہول اور بدنام راوی ہیں حدیث

على رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة النصف من شعبان قام فصلى
علی سے منقول ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان کی پندرھویں شب کو دیکھا کہ اٹھے اور چودہ

اربع عشرة ركعة الحديث واسناده مظلم وقال البيهقي يشبه ان يكون
رکعت پڑھیں آخر حدیث تک اور اسکی سند نا معلوم ہے اور بیہقی کہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ

موضوعات ومن البدع الشنيعة ما تعارف الناس في اكثر بلاد الهند
حدیث موضوع ہے اور بدعت شنیعہ سے ہے یہہ جو ہندوستان کے اکثر شہروں میں لوگوں نے

من ايقاد السرج ووضعها على البيوت والجدران وتفاخرهم بذلك
رواج دے رکھا ہے روشنی کرنی اور گھروں پر اور دیواروں پر چراغ جلانے اور اسمیں فخر کرنا

واجتماعهم للهو واللعب بالنار واحراق الكبريت فانه مما لا اصل له
اور آتشبازی کے لہو و لعب کو جمع ہونا اور گندھک شورہ پھونکنا یہہ تو وہ امر ہے کہ کتب صحیحہ

بعض الليالي ثم تركها وبين العذر في ترك المواظبة وهو خشية ان يكتب

راتون میں پڑھا پھر چھوڑ دیں اور مداومت کے ترک کا عذر بیان فرمایا ایسا نہو کہ ہم پر فرض

علينا ثم واظب عليها الخلفاء الراشدون خصوصا امير المؤمنين عمر رضي

ہو جاوین پھر خلفاء راشدین نے تراویح پر مداومت کی خصوصاً امیر المومنین عمر رضی اللہ

الله عنهم اجمعين كما جاء في الاحاديث وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم

عنہم اجمعین نے چنانچہ حدیثون میں آیا ہے اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي وذكر في بعض كتب

کہ اپنے اوپر میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت لازم کر لو اور فقہ کی بعض کتابون مین

الفقه لو ترك اهل البلدة التراويح قاتلهم الامام على ذلك ويروى ان

مذکور ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ تراویح چھوڑ دیویں تو اس ترک پر ان سے امام مقاتلہ کرے اور روایت کی گئی ہے کہ عائشہ رضی

عائشة تقوم خلف ذكوان مولى لها وكذلك ام سلمة كانت تقوم بجماعة

اپنے مولیٰ ذکوان کے پیچھے تراویح پڑھا کرتی تھیں اور ایسے ہی ام سلمہ رضی عورتون کی جماعت ساتھ قیام کرتی

النساء امتهما مولاة لها ام الحسن البصري وذكر الكلام فيها في عدة فصول

تھیں ان کی لونڈی جو حسن بصری کی ماں ہیں امامت کرتی تھیں اور تراویح میں گفتگو چند فصلون میں ذکر کی گئی ہے

الفصل الاول في تعداد ركعاتها فعندنا عشرون

پہلی فصل رکعات کی گنتی میں سو ہمارے نزدیک تراویح بیس

ركعة لما روى البيهقي باسناد صحيح انهم كانوا يقومون على عهد عمر رضي

رکعتیں ہیں کیونکہ بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے کہ وہ لوگ عمر رضی کے عہد میں بیس

بعشرين ركعة وفي عهد عثمان وعلي رضي مثله وروى ابن عباس انه

رکعت پڑھا کرتے تھے اور عثمان رضی اور علی رضی کے عہد میں ایسے ہی پڑھتے تھے اور ابن عباس رضی یہ روایت کرتے ہیں کہ

صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة في رمضان ثم اوتر بعدها

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں بیس رکعتیں پڑھیں پھر ان کے بعد تین وتر

بثلث لكن المحدثين قالوا ان هذا الحديث ضعيف والصحيح ما روت عائشة

پڑھے لیکن محدث کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور صحیح وہی ہے جو عائشہ رضی نے روایت کی ہے

انه صلى احدى عشرة ركعة كما هو عادته في قيام الليل وروى انه كان

کہ حضرت نے گیارہ رکعت پڑھیں جیسے کہ قیام لیل میں آپ کی عادت تھی اور روایت ہے کہ بعضے

إلى تلك السرج وقد جعلها جهلة أئمة المساجد مع صلوٰة الرغائب

سجدہ کرتے تھے اور اسکو مساجد کے جاہل اماموں نے صلوٰۃ الرغائب کے ساتھ

شبكة لجمع العوام وطلب الرياسة والتقدم وملأ بذكرها القصاص

عوام کے جمع کرنے کو ریاست اور تقدم کی تلاش میں جال بنا لیا اور قصہ خوانوں نے اس کے ذکر سے

مجالسهم ثم إنه تعالى أقام أئمة الهدى في سعي إبطال أمثال هذه المنكرات

مجلسوں کو پر کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے منکرات دور کرنے کے لئے ہدایت کے امام قائم کئے پھر یہ منکرات

فتلاشى أمرها وتكامل إبطالها في البلاد المصرية والشامية في أوائل

پریشان ہو گئے اور سنہ آٹھ سو کے اوائل میں اسکا ابطال بلاد مصری اور شامی سے

المائة الثامنة وقد ذكر الطرطوسي الاجتماع ليلة الختم ونصب المنابر و

خوب طرح ہو گیا اور طرطوسی نے تو ختم کی شب میں اجتماع سے اور منبر قائم کرنے سے اور

اختلاط الرجال والنساء والتلاعب بينهم حتى يكون زنا في التذكرة

عورت مردوں کے اختلاط اور آپس کے بازیچہ سے انکار کیا ہے یہانتک کہ جو ہوتا ہے زنا ہوتا ہے یہ تذکرہ میں ہے

شهر رمضان

رمضان کا مہینا

وأما شهر رمضان ففيه صيام وقيام والمراد بالقيام التراويح فنذكر

اور رمضان کا مہینا سو اسمیں روزہ دن کو اور رات کی نماز اور قیام سے مراد تراویح ہیں اب ہم بیان

ههنا أحكامها والمسائل المتعلقة بها اعلم أنه قد اختلف العلماء في

اسکے احکام اور اور مسائل جو اس سے متعلق ہیں ذکر کرینگے سمجھ لے کہ علما نے تراویح میں

التراويح هل تسمى سنة فقال بعضهم لا هي من النوافل وتسمى مستحبة

اختلاف کیا ہے کہ آیا انکو سنت کہیں پس بعضے علما کہتے ہیں نہیں یہ تو نفلوں میں ہیں انکو مستحب کہیں

وقال بعضهم تسمى سنة وهو الأصح وهي سنة مؤكدة للرجال والنساء

اور بعضے کہتے ہیں انکو سنت کہنا چاہئے اور یہی اصح ہے اور تراویح مردوں اور عورتوں کے حق میں سنت مؤکدہ ہیں

توارثها الخلف عن السلف وانقطع الخلاف برواية الحسن عن أبي حنيفة

پچھلے لوگ پہلوں سے لیتے چلے آئے اور حسن کی روایت سے جو ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے

رحمه الله إنها سنة لا ينبغي تركها وهذا لأن النبي صلى الله عليه وسلم قد أقامها

خلاف جاتا رہا کہ وہ سنت ہیں انکا ترک سزاوار نہیں ہے اور یہ ثابت ہے اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو پڑھا

بالجماعة مكروه لانه لو كان مستحبا لكانت افضل كالمكتوبات ولو كانت
جماعت سے مکروہ ہوئی ہیں اسلئے کہ اگر مستحب ہوتیں تو افضل ہوتی جیسے فرائض جماعت سے افضل ہوتی ہیں اور اگر

افضل لكان المتهجدون والقائمون بالليل يجتمعون فيصلون جماعة طلبا
افضل ہوتیں تو تہجد گزار اور رات کے قائم رہنے والے جمع ہو کر فضیلت کی طلب میں جماعت سے پڑھا کرتے

للفضيلة فلما لم يرو ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن اصحابه
اور چونکہ یہ فضیلت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب سے رضوان اللہ

رضوان الله عليهم اجمعين علم انه لا فضل في ذلك الفصل
علیہم اجمعین سے مروی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں ہے دوسری

الثاني المستحب ان يجلس بين كل ترويحتين مقدار ترويحة و
فصل مستحب یہ ہے کہ ہر دو ترویحوں میں بقدر ایک ترویحہ کے آرام لیا کرے اور

كذلك بين الخامسة والوتر وهو المروي عن ابي حنيفة ولان التراويح
ایسے ہی درمیان پانچویں ترویحہ اور وتر کے آرام لے اور یہ امام ابو حنیفہ سے بھی روایت کی گئی اور تراویح کا لفظ

مأخوذ من الراحة ففيه تحقيق اسمها وهو المروي عن السلف واهل
راحت میں سے نکلا ہے پس تو اس آرام کرنے میں لفظ کے نام کا ثبوت ہو جاتا ہے اور یہ سلف سے مروی چلا آتا ہے اور دونوں

الحرمين كانوا مجمعين على ذلك اما اهل مكة فانهم يطوفون اسبوعا
حرم والے اسی پر متفق تھے رہے مکہ والے سو یہ لوگ سات طواف کیا کرتے ہیں

واهل المدينة يصلون اربعا وكذا اهل كل بلد من بلاد المسلمين هم
اور مدینہ والے چار رکعت پڑھ لیتے ہیں اور ایسے ہی مسلمانوں کے شہروں میں سے ہر ایک شہر والے بھی اسکو

بالخيار ان شاء سبح او هلل او صلى او قرأ القرآن او سكت ولو ترك
اختیار ہے چاہے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ پڑھے یا نماز پڑھے یا قرآن کی تلاوت کرے یا چپ بیٹھا رہے اور اگر ایک

الاستراحة بين كل ترويحتين فقيل لا بأس به وقيل لا يستحب لانه
دو ترویحوں میں استراحت کو ترک کرے تو کہتے ہیں اسکا کچھ ڈر نہیں اور کوئی کہتا ہے غیر مستحب ہے کیونکہ

يخالف عمل اهل الحرمين الشريفين زادهما الله تعظيما وتشريفا قال
حرمین شریفین والوں کے عمل سے اللہ انکی تعظیم اور تشریف زیادہ کرے برخلاف ہے بندہ

العبد الضعيف اصلح الله حاله واحسن مآله وماله ان الانتظار

بعض السلف في عهد عمر بن عبد العزيز يصلون احدى عشرة ركعة قصداً

عمر بن عبد العزیز کے عہد میں گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اس غرض سے کہ

للتشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم والذي استقر عليه الامر واشتهر من

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت ہو جائے اور وہ گنتی جو ٹھہر گئی ہے

الصحابة والتابعين ومن بعدهم هو العشرون وما روي انها

صحابہ اور تابعین سے اور انکے بعد کے لوگوں سے مشہور چلا آتا ہے سو بیس ہے اور جو روایت ہے

ثلث وعشرون فلحسابهم الوتر معها وقال مالك وروي عن الشافعي ايضاً

کہ تراویح تیئیس رکعت ہیں سو وتر کو تراویح کے ساتھ ملا لیا ہے اور امام مالک نے اور شافعی سے بھی روایت ہے کہ تراویح

انها ست وثلثون او تسع وثلثون مع الوتر فهو عمل اهل المدينة خاصة قالوا

مع وتر چھتیس یا انتالیس ہیں سو یہ خاص مدینہ والوں کا عمل ہے اور کہتے ہیں کہ

سبب ذلك ان اهل مكة يطوفون بالبيت سبوعاً ويصلون ركعتي

اسکا سبب یہ ہے کہ مکہ والے کعبہ کے سات طواف کرتے ہیں اور طواف کی دو دو رکعتیں ہر دو ترویحوں کے بیچ میں

الطواف بين كل ترويحتين واهل المدينة لما بعدوا من ادراك هذه

پڑھتے ہیں اور مدینہ والے چونکہ اس فضیلت کے حاصل کرنے سے دور ہیں

الفضيلة صلوا بين ذلك اربع ركعات فيسمونها الست عشرية واستمر

تو انھوں نے انکے بیچ میں چار رکعت پڑھنی شروع کر دیں اور انکا نام ست عشریہ رکھ دیا اور انکی

عادتهم على ذلك الى الآن وقد يروى ذلك عن عمر وعلي رضي الله عنهما

عادت آجتک اسی چلی آتی ہے اور کبھی یہی روایت عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے بھی آتی ہے

لكنه غير مشهور عنهما فان صلى غيرهم ايضاً لا بأس ويستوي فيه الامام

پر انسے مشہور نہیں ہے پس اگر انکے سوا کوئی اور بھی پڑھ لے تو کیا ڈر ہے اور اسمیں امام اور غیر امام

وغيره وينبغي ان يصلوا فرادى لان التنفل بالجماعة في غير التراويح

سب برابر ہیں اور بہتر یہ ہے کہ الگ الگ پڑھیں اسواسطے کہ سوا تراویح اور نوافل جماعت سے

مكروه عندنا لكن اهل المدينة يصلونها بالجماعة والتنفل بالجماعة

ہمارے نزدیک مکروہ ہیں لیکن مدینہ والے انکو جماعت سے پڑھتے ہیں اور نفلیں جماعت سے

لا يكره عندهم قال الشيخ قاسم الحنفي من متاخري علماء مصر التنفل

انکے نزدیک مکروہ نہیں اور شیخ قاسم حنفی مصر کے متاخر علماء میں سے کہتا ہے کہ نفلیں

وسائر السنن تتأدى بمطلق النية لانها نوافل والنوافل تتأدى بمطلق
اور تمام سنتیں مطلق نیت سے ادا ہو جاتی ہیں کیونکہ یہ نفلیں ہیں اور نفلیں مطلق نیت سے ادا ہو جاتی ہیں
والاحتياط ان ينوي التراويح او سنة الوقت او قيام الليل في شهر
اور احتیاط اسمیں ہے کہ تراویح کی یا وقت سنت کی یا ماہ رمضان کی قیام لیل کی
رمضان وفي سائر السنن ينوي السنة او ينوي الصلوة متابعة لرسول
نیت کرے اور تمام سنتوں میں سنت کی نیت کیا کرے اور اس نماز کی نیت کرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الله صلى الله عليه وسلم ليكون ابعد عن الاختلاف ثم قيل يحتاج لكل
کی متابعت ہے یعنی متبوع ہیں تاکہ اختلاف سے بچ جاوے پھر کہتے ہیں کہ تراویح کے
شفع من التراويح على حدة ان ينويها والاصح انه لا يحتاج اذ الكل
ہر دو رکعت کے واسطے جدا جدا نیت چاہیئے اور صحیح یہ ہے کہ نیت کی حاجت نہیں کیونکہ سب کی
بمنزلة صلوة واحدة الفصل الرابع في قدر القراءة
سب بمنزلہ ایک نماز کے ہے چوتھی فصل تراویح کی قرأت کی
في التراويح اختلفوا فيه فقيل يقرأ مقدار ما يقرأ في المغرب
مقدار میں اسمیں اختلاف کرتے ہیں بس کوئی کہتا ہے کہ اتنی قرأت پڑھے جتنی نماز مغرب میں پڑھتے ہیں
لانها اخف من المكتوبات وهذا غير سديد لانه لا يقع بهذا
کیونکہ تراویح مکتوبات سے ہلکی ہے اور یہ قول استوار نہیں ہے کیونکہ اس مقدار سے
المقدار الختم في رمضان وقال بعضهم يقرأ كما يقرأ في العشاء لانها
رمضان میں ختم پورا نہیں ہوگا اور بعضے کہتے ہیں اتنا پڑھے جتنا عشاء میں پڑھتے ہیں کیونکہ تراویح
تبع للعشاء في وقتها وروى الحسن عن ابي حنيفة رح ان يقرأ في كل
اپنے وقت میں عشاء کی تابع ہے حسن امام ابو حنیفہ رح سے روایت کرتا ہے کہ ہر رکعت میں دس
ركعة عشر آيات ونحوها لانه يقع بها الختم مرة لان عدد ركعات
آیتیں کم و بیش پڑھے کیونکہ اس مقدار میں قرآن ایکبار ختم ہو جاویگا اسلیئے کہ تراویح کی تمام رکعتیں
التراويح ستمائة وآيات القرآن ستة الاف فيكون في كل ركعة
چھ سو ہوتی ہیں اور قرآن کی آیتیں چھ ہزار ہیں تو ہر ایک رکعت میں تخمینا
عشر آيات تقريبا وقال بعضهم يقرأ في كل ركعة عشرين الى ثلثين
دس آیتیں پڑھی جائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر ایک رکعت میں بیس آیتوں سے تیس تک پڑھے

بين الترويحتين على ما تعارف بين الحفاظ في هذا الزمان من تطويل القراءة

اس رواج کے موافق جو اس زمانہ کے حافظوں میں تراویح کی قرات بہت دراز ہوتی ہے

في التراويح صعب على المصلين بل يمكن ان ينقضي الليل بذلك وبهذا

اختلاف کرنا نمازیوں پر دشوار ہوتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ ساری رات اسی میں گزر جائے اور اس سے

يظهر ان تطويل القراءة غير مستحسن لاستلزام فوات هذا العمل المستحب

ظاہر ہوتا ہے کہ قرات کی طوالت اچھی نہیں ہے کیونکہ اس سے اس عمل کا فوت ہو جانا جو کہ مستحب

المتوارث من السلف بل ينبغي رعاية الاعتدال في القراءة كما تسمى التراويح

سلف سے بطور وراثت کے چلا آتا ہے لازم آتا ہو بلکہ قرات میں میانہ روی کی رعایت میں ترویحات آسانی سے ہو جاویں

وسياتي حكم القراءة في التراويح ولو استراح مقدار اربع ركعات بقراءة

سزاوار ہیں اور تراویح میں قرات کا حکم قریب آتا ہے اور اگر بمقدار چار رکعت کے قرات درمیانہ سے

معتدلة دون قدر ما صلى الترويحة لكفى ان شاء الله وترجو من الله القبول

استراحت کرے اس قدر نہیں جتنی دیر میں ترویحہ پڑھا ہو تب بھی ان شاء اللہ کافی ہے اور اللہ سے قبولیت کی امید ہے

الفصل الثالث في نية التراويح فان نوى التراويح او السنة

تیسری فصل تراویح کی نیت میں پس اگر تراویح کی یا وقتی

الوقت او قيام الليل في رمضان جاز وان نوى صلوة مطلقة او نوى

سنت کی یا رمضان میں قیام لیل کی نیت کرے تو جائز ہے اور اگر مطلق نماز کی نیت کرے یا صرف

تطوعا فحسب اختلف المشائخ فيه حسب اختلافهم في اداء السنن الرواتب

تطوع کی نیت کرے تو اس میں مشائخ کا وہی اختلاف ہے جو سنتوں رواتب کے ادا میں اختلاف کرتے ہیں

ذكر بعض المتقدمين ان الاصح انه لا يجوز لانها سنة والسنة لا تتادى

بعضے متقدمین یہ ذکر کرتے ہیں کہ اصح یہ ہے کہ جائز نہیں کیونکہ تراویح سنت ہیں اور سنت تطوع

بنية التطوع او بنية مطلق الصلوة كما روى الحسن عن ابي حنيفة

کی نیت سے یا مطلق نماز کی نیت سے ادا نہیں ہوتیں چنانچہ حسن نے ابو حنیفہ سے در باب دو رکعت نماز فجر کے

في ركعتي الفجر وهذا لانها صلوة مخصوصة كالمكتوبات فتجب مراعاة

روایت کرتا ہے اور یہ اس لئے کہ تراویح فرائض کی طرح مخصوص نماز ہے سو اس صفت کی رعایت

الصفة فلا تتادى بمطلق النية وذكر اكثر المتاخرين ان التراويح

ضروری ہے پس مطلق نیت سے ادا نہیں ہونگی اور اکثر متاخرین یہ ذکر کرتے ہیں کہ تراویح

ختمة ثلثين في الليالي وثلثين في الأيام وواحدة في التراويح وقد روي

رکھتے تھے تیس ختم تو راتوں میں اور تیس دنوں میں اور ایک ختم تراویح میں اور مواہب لدنیہ

في المواهب اللدنية مثل ذلك عن الشافعي رحمة الله عليهم أجمعين فقه قالوا

میں امام شافعی رحمہ اللہ علیہم اجمعین سے ایسی ہی روایت ہے فقہاء کہتے ہیں کہ

الأفضل تعديل القراءة بين التسليمات كما روى الحسن عن أبي حنيفة

تمام تسلیمات یعنی تمام دوگانوں میں قراءت برابر کرنا افضل ہے چنانچہ حسن رح ابو حنیفہ رح سے روایت کرتا ہے

وجاء عن عمر فلا بأس به وأما التسليمة الواحدة فإنه لا يستحب تطويل

اور عمر رضی سے آیا ہے اس کا کچھ ڈر نہیں ہے اور ایک دوگانہ میں سو دوسری رکعت میں قراءت

القراءة في الثانية بلا خلاف كما في سائر الصلوات وإن طول القراءة في

کی درازی بالاتفاق غیر مستحب ہے جیسے تمام اور نمازوں میں اور اگر پہلی رکعت میں قراءت

الأولى على الثانية فلا بأس وأما المختار فإنه يجب أن يكون على

دوسری رکعت سے دراز کرے تو کچھ ڈر نہیں اور رہا بہتر اور پسندیدہ سو اس میں اختلاف

الاختلاف عند أبي حنيفة وأبي يوسف يكون المختار التسوية بين

ضروری ہے امام ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف رح کے نزدیک دونوں رکعتوں میں برابری

الركعتين ويكون المختار عند محمد تطويل الركعة الأولى على الثانية

پسندیدہ ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک دوسری رکعت پر پہلی رکعت کی درازی پسندیدہ ہوگی

كما في الصلوات المفروضة مسئلة إذا غلط في التراويح فترك

جیسے تمام فرض نمازوں میں مسئلہ جب تراویح میں غلطی کر کے چھوڑ دی کوئی

سورة أو آية وقرأ ما بعدها فالمستحب أن يقرأ المتروكة ثم المقروءة ليكون

سورت یا کوئی آیت اور اس کے بعد کی پڑھ جاوے تو بہتر ہے کہ اس متروکہ کو پڑھ کر پھر پڑھی ہوئی کو پڑھے تاکہ

على الترتيب مسئلة وإذا فسد شفع من التراويح وقد قرأ فيه

ترتیب وار رہے مسئلہ اور اگر تراویح کا کوئی دوگانہ فاسد ہو جائے اور اس میں کچھ قرآن پڑھ چکا تھا تو

هل يعيد ما قرأ قيل لا يعيد لأن المقصود هو القراءة ولا فساد في

اس کو پھر دوہرائے کوئی کہتا ہے نہ دوہرائے اس واسطے کہ مقصود تو قراءت تھی اور قراءت میں کچھ فساد

القراءة وقيل يعيد ليكون الختم في الصلوة الصحيحة وحكم الفقيه

نہیں ہوا اور کوئی کہتا ہے پھر دوہرائے تاکہ ختم صحیح نماز میں واقع ہووے اور بتا دے کا حکم

لما روي عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه دعا ثلثة من الائمة فامر احدهم ان يقرأ
کیونکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے تین امام بلائے پھر ایک کو کہا ہر ایک رکعت

في كل ركعة ثلثين اية وامر الثاني ان يقرأ خمسا وعشرين اية وامر
میں تیس آیتیں پڑھا کر اور دوسرے کو کہا کہ پچیس آیتیں پڑھا کر اور تیسرے کو

الثالث ان يقرأ عشرين اية في كل ركعة فما قاله عمر فضيلة وما قاله
کہا کہ ہر ایک رکعت میں بیس آیتیں پڑھا کر سو عمر رضہ کا قول تو فضیلت کا ہے اور ابو حنیفہ رح

ابو حنيفة سنة وهذا لان الامة اتفقوا على ان السنة الختم مرة والفضيلة
کا قول سنت کا ہے اور یہ اس لیے کہ امت کا اتفاق ہو گیا کہ ایک بار ختم مسنون ہے اور فضیلت یہ ہے کہ

الختم مرتين والافضلية ثلث مرات والختم يقع مرة بما قال ابو حنيفة رح
دو بار ختم ہو اور فضیلت سے بڑھ کر یہ ہے کہ تین بار ختم ہو اور امام ابو حنیفہ رح کے قول کے موافق ایک ختم ہو جاتا ہے

ومرتين او ثلث مرات بما امر عمر رض كذا قالوا ومنهم من استحسن الختم في
اور عمر کے امر کے موافق دو یا تین ختم ہو جاتے ہیں ایسا ہی کہا ہے اور بعضے فقیہ ستائیسویں شب کے

ليلة السابعة والعشرين رجاء ان ينالوا فضيلة ليلة القدر اذ الاخبار
ختم کو بہتر سمجھتے ہیں اس امید پر کہ لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کر لیں کیونکہ حدیثیں

تظاهرت وكثرت على انها هي ليلة القدر ولذا جعل مشايخ بخارا القران
اس باب میں کہ یہی شب لیلۃ القدر ہے ایک دوسرے کی معاون ہو کر کثرت سے ہیں اسی لیے بخارا کے مشائخ نے قرآن کے

خمس مائة واربعين ركوعا واعلموا المصاحف بها ليقع الختم في ليلة السابعة
پانسو چالیس رکوع مقرر کئے ہیں اور مصاحف پر نشان لگائے ہیں تاکہ ستائیسویں شب میں ختم

والعشرين ومن المتقدمين من مشايخنا قال الافضل ان يقرأ في كل ركعة
واقع ہوا کرے اور ہمارے مشائخ میں سے بعضے متقدمین کہتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں

ثلثين اية ويختم في كل عشر ختمة لان كل عشر من الشهر مخصوص
تیس آیتیں پڑھا کرے اور ہر دہے میں ایک ختم کیا کرے کیونکہ مہینہ کا ہر دہا خاص الگ ہے

وقد جاء في الحديث انه شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة واخره عتق
اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس کے اول میں رحمت ہے اور بیچ میں مغفرت ہے اور آخر میں آگ سے

من النار وروي عن ابي حنيفة رح انه كان يختم في شهر رمضان احدى وستين
رستگاری ہے اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں اکسٹھ قرآن ختم کیا

عليه في الحرمين وسائر ديار العرب التكبير عند الختم من والضحى إلى آخر

ہیں اور عرب کے تمام دیار میں مروج ختم کے وقت سورہ والضحیٰ سے آخر تک تکبیر پڑھنے کا دستور ہے

القرآن والمختار فيه لا إله إلا الله والله أكبر ولو اكتفى بالله أكبر صح ولو

اور پسندیدہ یہ ہے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہے اور اگر صرف اللہ اکبر پر اکتفا کرے تو صحیح ہے اور اگر

لم يكن الإمام حافظ القرآن فقيل الأفضل أن يقرأ سورة الإخلاص

امام قرآن کا حافظ نہ ہو تو کوئی کہتا ہے کہ افضل یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں قل ہو اللہ

في كل ركعة وقيل الأفضل أن يقرأ في كل ركعة سورة من القصار

احد پڑھے اور کوئی کہتا ہے کہ افضل یہ ہے کہ ہر رکعت میں کوئی سورت چھوٹی سورتوں سے پڑھے

وهذا أحسن لئلا يشتبه عليه عدد الركعات ولا يشتغل قلبه بحفظها

اور یہ بہت اچھا ہے تاکہ مصلی پر رکعات کی گنتی میں شبہ نہ پڑے اور نہ اس کا دل اس کی حفاظت میں لگے

فيتفرغ للتدبر والتفكر والمتعارف في هذا الزمان في الحرمين وديار

پھر تو فہم اور تفکر ہی میں لگا رہے گا اور رواج اس زمانہ میں حرمین اور عرب کے دیار میں یہ ہے

العرب أن يقرأ في الركعة الأولى من الشفع الأول سورة الفيل وفي الثانية

رواج ہے کہ پہلے دوگانہ کے پہلی رکعت میں سورۂ فیل پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں

قل هو الله أحد وفي الأولى من الشفع الثاني سورة لإيلاف وفي الثانية

قل ہو اللہ احد اور دوسرے دوگانہ کی پہلی رکعت میں سورۂ لایلاف اور دوسری رکعت میں

قل هو الله أحد وهكذا حتى يقرأ في الشفع الثامن قل هو الله أحد

قل ہو اللہ احد اور اسی طرح یہاں تک آٹھویں دوگانہ میں دونوں رکعت میں قل ہو اللہ احد

في الركعتين وفي التاسع قل هو الله أحد وقل أعوذ برب الفلق وفي

پڑھتے ہیں اور نویں دوگانہ میں قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور

العاشر قل هو الله أحد وقل أعوذ برب الناس الفصل الخامس

دسویں دوگانہ میں قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الناس پانچویں فصل

في أداء التراويح بجماعة من ترك التراويح بالجماعة و

تراویح کو جماعت سے ادا کرنے میں جو شخص تراویح کو جماعت سے ترک کرے اور

صلاها في البيت ففيه اختلاف المشائخ منهم من قال يكون تاركا

گھر میں پڑھا کرے تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ وہ سنت کا

على ما عرف في الصلوات الاخر من الاختلاف فيه والفتوى على عدم

مختلف فیہ ہے جیسا کہ اور نمازوں میں معلوم ہو لیا ہے اور فتویٰ ہے عدم فساد

الفساد وقيل لا اختلاف في التراويح لمكان الضرورة وقالوا لا ينبغي

پر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ تراویح میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ ضرورت ہے اور فقہا کہتے ہیں قوم کو نہیں

للقوم ان يقدموا في التراويح الخوش خوان ولكن يقدموا الدرست خوان

چاہیے کہ تراویح میں خوش گلو کو امام کریں پر درست خوان یعنی صحیح پڑھنے والے کو امام کریں کیونکہ

فان الامام اذا كان يقرء بصوت حسن يشغل عن الخشوع والتدبر والتفكر

کیونکہ امام اگر خوش آوازی سے پڑھیگا تو سننے والا خشوع اور فہم و فکر سے باز رہیگا

وكذا اذا كان لحانا لا بأس بان يترك مسجده كذا في سنن الهدى ولو كان

اور ایسے ہی اگر امام اعراب میں غلطی کرتا ہو تو کچھ ڈر نہیں ہے کہ اپنی مسجد کو چھوڑ دے یہ سنن الہدیٰ میں ہے اور اگر کوئی

الفقيه قاريا فالافضل له ان يصلي بقراءة نفسه ولا يقتدي بغيره

فقیہ شخص قاری ہو تو اسکو افضل یہ ہے کہ اپنی قرأت سے آپ پڑھ لے اور اور کا مقتدی نہ بنے

ولا ينقص تسبيحات الركوع والسجود عن الثلثة ولا يترك الثناء والاستفتاح

اور رکوع اور سجود کی تسبیحات تین بار سے کم نہ کرے اور سبحانک اللہم پڑھنا اور نبی

والصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم ايضا لانها سنن وقد ذكر في بعض

صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنی ترک نہ کرے کیونکہ یہ سب سنتیں ہیں اور فقہ کی

كتب الفقه خلافه والصحيح هو الاول واما باقي الدعوات فان علم

بعض کتابوں میں اسکا خلاف مذکور ہے اور صحیح پہلی روایت ہے اور باقی دعائیں سو اگر قوم کے

من حال القوم انه لا يثقل يأتي بها والا لا واذا قرأ في الشفع الاخير

حال سے معلوم ہوتا ہو کہ دشوار نہیں ہیں تو پڑھے اور نہیں تو نہیں اور اگر پچھلے دوگانہ کی

في الركعة الاولى المعوذتين قيل قرء في الثانية فاتحة الكتاب وشيئا

پہلی رکعت میں معوذتین پڑھ لے تو کوئی کہتا ہے کہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور کچھ

من البقرة فيكون حالا مرتحلا وقيل يعيد قل اعوذ برب الناس

سورہ بقر میں سے پڑھے تو گویا ہوگا منزل پر پہنچتے ہی چل پڑا اور کوئی کہتا ہے کہ قل اعوذ برب الناس کو دوبارہ پڑھے

ولا يقرأ شيئا من البقرة مراعاة للنظم والترتيب والمسنون المعمول

اور سورہ بقرہ میں سے کچھ نہ پڑھے تاکہ نظم اور ترتیب کی رعایت رہے اور مسنون اور رواج میں

هي كسائر السنن تصلى فرادى اذ هو اقرب الى الاخلاص وابعد عن

تراویح اور سنتوں کی طرح الگ الگ پڑھی جاوین کیونکہ یہہ اخلاص سے نزدیک تر اور ریا سے

الرياء وقد ورد في الصحيح افضل صلوة المرء في بيته الا المكتوبة

دور تر ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آدمی کی افضل نماز مکتوبات سے علاوہ گھر میں ہے

اقول وهذا القول غير مختار لانه انما يكون في غير ما ورد فيه الجماعة

میں کہتا ہوں یہہ قول مختار نہیں ہے اس واسطے کہ یہہ قول تو ان نمازوں میں ہے جن میں جماعت نہیں آئی

والتراويح قد ورد فيها الجماعة كما ذكرنا وعن ابي يوسف انه ان امكنه

اور تراویح میں جماعت آئی ہے چنانچہ ہم ذکر کرچکے ہیں اور ابو یوسف سے یہہ روایت ہے کہ اگر ممکن ہو سکے کہ

اداؤها في بيته مع مراعات سنة القراءة واشباهها فليصلها في

گھر میں سنت قراءت وغیرہ کی رعایت سے ادا کرسکے تو گھر میں

بيته الا ان يكون فقيها كبيرا يقتدى به ويكثر الجماعة به فلا ينبغي

پڑھے مگر اس صورت میں کہ وہ شخص بڑا فقیہ ہو کہ لوگ اقتدا کرتے ہوں اور اسکی امامت سے لوگ کثرت سے جمع ہوتے ہوں تو

له ترك الجماعة مسئلة يكره ان يستاجر رجلا ليؤمهم اذ استيجار

اسکو جماعت کا ترک کرنا مناسب نہیں مسئلہ کسی شخص کو امامت کے واسطے اجرت پر مقرر کرنا مکروہ ہے کیونکہ امام کو اجرت پر

الامام فاسد مسئلة لو اقام التراويح بامامين فصلى كل منهما

مقرر کرنا فاسد ہے مسئلہ اگر مصلی تراویح کو دو اماموں کے پیچھے پڑھیں کہ ہر ایک امام

بتسليمة فالصحيح انه لا يستحب وانما يستحب ان يصلي كل امام ترويحة

دو گانہ دوگانہ پڑھے تو صحیح یہہ ہے کہ اچھا نہیں ہے اور بہتر یہی ہے کہ ہر ایک امام ایک ترویحہ پڑھے

وعلى هذا يجوز ان يصلي الفريضة احدهما والاخر التراويح مسئلة

اور بنا بریں یہہ جائز ہے کہ فرض ایک امام پڑھاوے اور دوسرا امام تراویح پڑھاوے مسئلہ

لو صلى الامام الواحد التراويح في مسجدين في كل على الكمال اختلف فيه

اگر ایک امام نے تراویح دو مسجدوں میں پوری پوری پڑھائیں تو اس میں اختلاف ہے

فقيل يجوز لاهل المسجدين كما اذن المؤذن واقام وصلى ثم اتى

پھر کوئی کہتا ہے کہ دونوں مسجد والوں کی نماز جائز ہے جیسے کہ کوئی مؤذن اذان کہے اور تکبیر کہے اور نماز پڑھے پھر دوسری

مسجدا واذن وصلى معهم فانه لا يكره الفصل السادس

مسجد میں جا کر وہاں بھی اذان دے اور انکے ساتھ نماز پڑھے تو یہہ مکروہ نہیں ہے فصل چھٹی

السنة وهو مسئ لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قدر ما صلى
تارک ہوگیا اور وہ برا کرتا ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے جتنی تراویح

التراويح صلى بالجماعة وهكذا نقل عن اصحابه رضوان الله تعالى عليهم
پڑھیں سو جماعت سے پڑھیں اور ایسا ہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے

اجمعين وعليه اتفاق فقهاء الامصار ومنهم من قال كان تارك الفضيلة ولا باس
منقول ہے اور اسی پر ملک کے فقہا کا اتفاق ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ شخص فضیلت کا تارک ہے گنہگار نہیں ہے

لما روي عن بعض السلف ذلك ولان النبي صلى الله عليه وسلم بعدما ترك
کیونکہ بعضے بزرگوں سے یہی روایت ہے اور اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے ساتھ تراویح ترک

القيام بالقوم تركهم يصلون في بيوتهم كيف شاءوا وكان الامر على
کردینے کے بعد انکو یونہی چھوڑ دیا تھا وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں جس طرح چاہتے تھے پڑھ لیتے تھے

عهد ابي بكر وصدر من خلافة عمر هكذا ثم استقر الامر على الجماعة
اور ابو بکر رض کے عہد میں اور کچھ عمر رض کی خلافت میں یہی حال رہا پھر تراویح نے جماعت پر قرار پایا

وهو افضل قال الشيخ قاسم الحنفي والصحيح ان اقامتها بالجماعة سنة
اور یہ افضل ہے شیخ قاسم حنفی کہتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ تراویح کا جماعت سے پڑھنا سنت

على الكفاية حتى لو ترك اهل المسجد كلهم الجماعة فقد تركوا السنة
کفایہ ہے یہانتک کہ اگر کسی مسجد کے تمام مصلی جماعت ترک کر دیں تو بیشک ترک سنت کیا

واساءوا في ذلك وان اقيمت التراويح بالجماعة في المسجد فمن تخلف
اور اسمیں برا کیا اور اگر مسجد میں تراویح جماعت سے ہونے لگیں پھر اگر کوئی شخص

عنها من افراد الانسان وصلى في بيته فقد ترك الفضيلة ولم يكن
لوگوں میں سے پیچھے رہ گیا اور اکیلا گھر میں پڑھ لیں تو اسنے فضیلت ترک کی اور برا

مسيئا وان صلوها بالجماعة في البيت اختلف فيه المشائخ والصحيح
گنہگار نہیں ہوا اور اگر وہ سب جماعت کے ساتھ گھر میں پڑھیں تو اسمیں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ

ان للجماعة فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة اخرى فهذا قد حاز
ہے کہ ایک جماعت کی فضیلت ہے اور جماعت کی مسجد میں دوسری فضیلت ہے پس اسنے

احدى الفضيلتين وترك الاخرى وهكذا في المكتوبات انتهى وقيل
دونوں فضیلتوں میں سے ایک تو حاصل کرلی دوسری ترک کی اور یہی حال مکتوبات یعنی فرائض کا ہے انتہی کوئی کہتا ہے

بعضهم يجوز عندهم جميعا وهذا هو الصحيح لانهم لو قعدوا جاز فاذا

سب ہیں کہ ان سب کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ وہ لوگ اگر بیٹھے تو بھی جائز ہوتی جب

قاموا كان بالجواز اولى اما الكلام في الاستحباب فعند ابي حنيفة و

کھڑے ہو کر پڑھیں تو بطریق اولی جائز ہیں اور رہی کلام بہتر ہونے میں سو ابوحنیفہ رح اور ابو یوسف رح

ابي يوسف المستحب ان يقوم القوم لا بعده لانه جاز لهم القعود

کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں بعد سے کیونکہ انکو کھڑے رہ کر اور بیٹھ کر

والقيام فالقيام افضل لا محالة وعند محمد المستحب ان لا يقوموا ان

دونوں جائز ہیں تو پھر کھڑے رہ کر بیشک افضل ہے اور امام محمد کے نزدیک بیٹھ کر بہتر ہے کیونکہ

هذا الاختلاف معتبر عنده حتى منع الفرض من الجواز فكذا يمنع النفل

یہ اختلاف امام محمد کے نزدیک معتبر ہے یہاں تک کہ فرض کو جائز نہیں کہتے ایسے ہی نفل کو بہتر

من الاستحباب مسئلة يكره للمقتدي ان يقعد في التراويح فاذا

نہیں کہتے مسئلہ مقتدی کو مکروہ ہے کہ تراویح میں بیٹھا رہے پھر جب

اراد الامام ان يركع يقوم لان فيه اظهار التكاسل في الصلوة و

امام رکوع کرنے لگے تو کھڑا ہو جائے کیونکہ اس میں نماز کی کاہلی ظاہر ہوتی ہے اور

التشبه بالمنافقين قال الله تعالى واذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى

منافقوں سے مشابہت ہوتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہارے

وكذا اذا غلبه النوم يكره ان يصلي مع النوم بل ينصرف حتى يستيقظ

اور ایسے ہی جب مقتدی پر نیند غلبہ کرے تو نیند میں نماز پڑھنی مکروہ ہے بلکہ چلا جائے یہاں تک کہ جاگ جائے

لان في الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترك التدبر وكذا الوصل

کیونکہ سوتے ہوئے نماز پڑھنے میں سستی اور غفلت ہے اور ترک تدبر ہے اور ایسے ہی گرمی کے

على السطح لاجل الحر كذا في الخلاصة وقد قال الله تعالى قل نار جهنم

مارے چھت پر نماز نہیں یہ خلاصہ میں ہے حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے تو کہہ دوزخ کی آگ

اشد حرا لو كانوا يفقهون الفصل السابع الافضل ان

اور بھی سخت گرم ہے اگر انکو سمجھ ہوتی فصل ساتویں افضل یہ ہے کہ

يوتر بجماعة في رمضان فقط وعليه اجماع المسلمين واختلفوا

وتر فقط رمضان میں جماعت سے پڑھیں اور اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور افضلیت میں

إذا صلى التراويح قاعدا من غير عذر فالكلام فيه في موضعين في الجواز و
جب بلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھے تو اس میں دو جگہ گفتگو ہے جواز میں اور

الاستحباب أما الكلام في الجواز فقد اختلف المشايخ فيه منهم من قال لا يجوز ومنهم من قال
بہتر ہونے میں پس جواز میں تو جو کلام ہے کہ مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ بعضے ان میں کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں

يجوز وهذا هو الصحيح وأجمعوا على أن ركعتي الفجر قاعدا من غير عذر
جائز ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اس پر سب متفق ہیں کہ فجر کی دو رکعت سنت کے بلا عذر بیٹھ کر

لا يجوز هكذا روى الحسن عن أبي حنيفة رحمة الله عليه نصا فمن قال
جائز نہیں ہیں حسن رح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا ہی روایت کرتا ہے پھر جو شخص ناجائز کہتا ہے

لا يجوز قال هذه سنة تشابه ركعتي الفجر ومن قال يجوز قال هذه
تو یہ استدلال کرتا ہے کہ سنت تراویح فجر کی دو رکعت کے مانند ہیں اور جو شخص جائز کہتا ہے وہ یہ استدلال کرتا ہے کہ تراویح

نافلة لم تختص بزيادة توكيد مثل سنة الفجر فصارت كسائر السنن
نفل ہیں ان میں کوئی تاکید فجر کے سنتوں سے زیادہ نہیں ہے پھر تو ایسی ہو گئیں جیسی اور سب سنتیں

والنوافل والدليل رواية أبي سليمان عن أبي حنيفة رح وأبي يوسف رح
اور نفلیں اور بڑی دلیل ابو سلیمان کی روایت ہے امام ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف رح اور

ومحمد رح لم يفصلوا بين العذر وغير العذر وأما الكلام في الاستحباب
محمد رح سے اور انہوں نے عذر اور بلا عذر میں کچھ فرق نہیں کیا اور [illegible] گفتگو بہتر ہونے کی

فالصحيح أنه لا يستحب لأنه يخالف المتوارث من عمل السلف وإذا صلى
تو صحیح یہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھنا اچھا نہیں ہے کیونکہ سلف کے متواتر عمل سے مخالف ہے اور اگر امام

الإمام قاعدا التراويح بعذر أو بغير عذر والقوم قياما فالكلام في
تراویح کو بعذر یا بلا عذر بیٹھ کر اور مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں تو

هذا الفصل أيضا في موضعين الجواز والاستحباب أما الكلام في
اس باب میں بھی دو جگہ گفتگو ہے جواز میں اور بہتر ہونے میں پھر جواز میں تو یہ

الجواز فاختلف المشايخ فيه منهم من قال جاز عند أبي حنيفة رح
کلام ہے کہ اس میں مشائخ اختلاف کرتے ہیں بعضے تو ان میں سے کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رح

وأبي يوسف رحمة الله عليه ولم يجز عند محمد رح اعتبارا بالفرض وقال
اور ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہیں اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہیں ہیں جیسے فرض جائز نہیں اور بعضے

مسئلة لو ركع الامام في الوتر قبل ان يفرغ المقتدي من القنوت

مسئلہ اگر وتر میں مقتدی دعا قنوت سے ابھی فارغ نہیں ہوا کہ امام رکوع میں چلا گیا

فانه يتابعه لان القنوت ليس بموقت ولا مقدر مسئلة المسبوق

تو مقتدی امام کی پیروی کرے کیونکہ قنوت نہ تو وقت بندھا ہوا ہے اور نہ اندازہ کی ہوئی ہے مسئلہ مسبوق

في الوتر اذا قنت مع الامام لا يقنت في قضاء ما فاته مسئلة اذا شكوا

جب امام کے ساتھ قنوت پڑھ چکے تو فائتہ کی قضا میں ایک مرتبہ نہ پڑھے مسئلہ جب کہ مصلیوں کو

انهم صلوا تسع تسليمات او عشرا اختلف المشائخ فيه قال بعضهم

یہ شک واقع ہو کہ نو دوگانہ پڑھے یا دس تو اس میں مشائخ اختلاف کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ

اعادوا تسليمة واحدة بالجماعة احتياطا وقال بعضهم لا يزيد ولان

احتیاطاً ایک دوگانہ جماعت سے اعادہ کرے اور بعض کہتے ہیں زیادہ نہ کرے کیونکہ

الزيادة على التراويح بالشك لا يجوز والصحيح انهم يصلون تسليمة

شک سے تراویح پر اعادہ زیادہ کرنا جائز نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ لوگ ایک دوگانہ

اخرى فرادى حتى يقع الاحتياط في فضل السنة بالاتمام ويقع

اکیلے اکیلے پڑھیں تاکہ فضل سنت کے پورا کرنے میں احتیاط ہو جائے اور ... بچے

احتراز عن اداء النافلة بجماعة غير التراويح مسئلة اذا صلى

... جماعت سے ... بچ جاویں مسئلہ اگر ایک

الترويحة الواحدة امامان كل امام تسليمة اختلفوا فيه قيل

ترویحہ کو دو امام ... ہر ایک امام ایک دوگانہ تو اس میں اختلاف کیا گیا کوئی کہتا ہے

لا باس به والصحيح انه لا يستحب في ... كل ترويحة يؤديها امام

کچھ ڈر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ اچھا نہیں ہے ... ہر ایک امام ایک ترویحہ ...

واحد وعليه عمل اهل الحرمين وغيرهم ولكن تبديل الامام انما ...

اور اسی پر ... حرمین وغیرہ کا عمل ہے ... امام ... بدلا جائے

الانتظار الفصل للناس في وقت التراويح اختلف

... آٹھویں ...

المشائخ فيه قالت جماعة من اصحابنا الحنفية ومنهم الشيخ اسمعيل

مشائخ ... ہمارے اصحاب حنفیہ ... شیخ اسمٰعیل ...

في الافضل فقال بعضهم الافضل الجماعة وقال الآخرون الافضل
اختلاف کرتے ہیں بعضے تو کہتے ہیں جماعت ہی افضل ہے اور کہتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ

ان يوتر في منزله منفردا وهو المختار لان الصحابة لم يجتمعوا على الوتر
وتر گھر جا کر اکیلا پڑھے اور یہی قول پسندیدہ ہے کیونکہ صحابہؓ نے وتروں کی جماعت پر اجماع

بجماعة كاجتماعهم على التراويح كذا في التبيين وشرح الهداية لابن
نہیں کیا جیسے تراویح پر اجماع کیا ہے یہ تبیین میں اور ابن ہمام کی شرح

الهمام والعناية وفي رواية يوتر بعدها بجماعة الا ان يكون له التهجد
ہدایہ میں اور عنایہ میں ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ وتر تراویح کے بعد جماعت سے پڑھیں مگر وہ شخص تہجد گزار ہو

فيجعل الوتر بعده ويجهر الامام في الوتر في رمضان في الثلث والمنفرد
تو وہ اپنا وتر تہجد کے بعد پڑھے اور امام نماز وتر کی تینوں رکعت میں رمضان میں پکار کر پڑھے اور منفرد

بالخيار واختلفوا في القنوت فقيل يجهر وقيل لا يجهر لكن دون جهر
مختار ہے اور دعا قنوت میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ پکار کر پڑھے اور کوئی کہتا ہے چپکے سے لیکن قراءت کی

القراءة واختلفوا في ارسال اليدين حال القنوت والاعتماد واختلفوا
آواز سے کمتر اور قنوت کے وقت دونوں ہاتھ چھوڑنے میں اور باندھنے میں اختلاف کرتے ہیں اور وتر میں

في المقتدي في الوتر فقيل يقنت الى قوله بالكفار ملحق ثم يسكت
مقتدی کے حق میں اختلاف کرتے ہیں پس کوئی کہتا ہے کہ دعا قنوت بالکفار ملحق تک پڑھے اور اب چپکا ہو رہے

وقيل يؤمن وقيل هو بالخيار ان شاء امن وان شاء قنت وفي
اور کوئی کہتا ہے آمین کہے اور کوئی کہتا ہے کہ مقتدی کو اختیار ہے چاہے آمین کہے اور چاہے دعا قنوت پڑھے اور

التبيين ويتبع المؤتم قانت الوتر في قنوته ويخفي لانه دعاء وقيل
تبیین میں لکھا ہے کہ نماز وتر کا مقتدی دعا قنوت میں قنوت پڑھنے والے کی پیروی کرے اور چھپا کر پڑھے کیونکہ یہ دعا ہے اور کوئی کہتا ہے

يجهر وقيل عند محمد يقنت الامام دون المؤتم كما لا يقرء والصحيح الاول
قنوت پکار کر پڑھے اور کوئی کہتا ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک امام تو دعا قنوت پڑھے مقتدی نہ پڑھے جیسے قراءت نہیں پڑھتا اور صحیح اول قول ہے

مسئلة اذا فاتته ترويحة او ترويحتان وقام الامام في الوتر
مسئلہ اگر مقتدی کا ایک ترویحہ یا دو ترویحے فوت ہو جاویں اور امام وتر شروع کرے

اختلف فيه فقيل يوتر مع الامام ثم يقضي ما فاته وقيل يقدم القضاء
تو اس میں اختلاف ہے پھر کوئی کہتا ہے کہ پیچھے امام کے ساتھ وتر پڑھے پھر فائتہ ادا کرے اور کوئی کہتا ہے پہلے فائتہ ادا کرے

الافضل في التراويح استيعاب اكثر الليل بالصلوة والانتظار والاستراحة

کہ تراویح میں افضل یہ ہے کہ اکثر شب کو نماز اور انتظار اور استراحت میں پوری کر دے

ولو اخرها الى آخر الليل الصحيح انه يجوز من غير كراهة مسئلة

اور اگر آخر شب تک تاخیر کر دے تو صحیح یہی ہے کہ بلا کراہت جائز ہے مسئلہ

اذا فاتت التراويح هل تقضى بعد وقتها بالجماعة او بغير الجماعة فالجواب

اگر تراویح فوت ہو جاوے تو آیا تراویح کے وقت کے بعد جماعت سے یا بلا جماعت قضا کی جاویں تو جواب یہ ہے

لا تقضى بجماعة واما القضاء بغير جماعة فاختلف المشايخ فيه قال

کہ جماعت سے قضا نہ کریں اور رہی قضا بلا جماعت تو اس میں مشائخ اختلاف کرتے ہیں بعضے

بعضهم تقضى من الغد ما لم يدخل وقت تراويح اخرى وقال بعضهم

کہتے ہیں اگلے دن جب تک دوسری تراویح کا وقت نہ آوے قضا کر لیوے اور بعضے کہتے ہیں

تقضى ما لم يمض شهر رمضان وقال بعضهم لا تقضى اصلا وهو الصحيح

جب تک رمضان کا مہینہ نہ گزر جائے قضا کر لے اور بعضے کہتے ہیں ہرگز قضا نہ کرے اور یہی صحیح ہے

لانها ليست باكد من السنة بعد المغرب والعشاء وتلك لا تقضى

کیونکہ تراویح میں مغرب اور عشاء کے سنتوں سے کچھ زیادہ تاکید نہیں اور وہ تو ہمارے اصحاب کے

وحدها عند اصحابنا فكذلك هذه والدليل على انها لا تقضى بجماعة

نزدیک اکیلے قضا نہیں کی جاتیں تو ایسے ہی تراویح اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تراویح کی قضا جماعت کے ساتھ نہ

بالاجماع ولو كانت تقضى لقضيت كما فاتت فان قضاها منفردا

بالاتفاق نہیں ہے اور اگر تراویح کی قضا ہوتی تو ویسے ہی قضا ہوتی جیسے فوت ہوئی ہیں اگر تراویح کو اکیلا قضا کرے

كان مستحبا كسنة المغرب اذا قضاها كذا قال الشيخ قاسم الحنفي

تو اچھا ہے جیسے مغرب کی سنتیں اگر قضا کرے شیخ قاسم حنفی نے ایسا ہی کہا ہے

ونقل في ستر الهدى عن السراجية لو قضاها منفردا كان نفلا

اور ستر الہدی میں سراجیہ سے منقول ہے اگر تراویح کو اکیلا قضا کرے تو اچھا

تمت مسائل التراويح

تراویح کے مسئلے تمام ہو چکے

شهر شوال

شوال کا مہینہ

الاكثر هذا الليل كله الى طلوع الفجر وقتها ما قبل العشاء او بعدها وقبل

واضح یہ ہے کہتے ہیں کہ ساری رات طلوع صبح صادق تک تراویح کا وقت ہے عشاء سے پہلے یا عشاء کے بعد اور وتر

الوتر او بعده لانها قيام الليل وكان شرطها الليل فحسب وقال عامة

سے پہلے یا وتر کے بعد کیونکہ یہ سب قیام لیل ہے اور اس کی شرط صرف رات ہی ہے اور بخارا کے عام مشائخ

مشائخ بخارا وقتها ما بين العشاء والوتر فلو صلاها قبل العشاء

کہتے ہیں کہ تراویح کا وقت عشاء اور وتر کے بیچ میں ہے پس اگر تراویح عشاء سے پہلے

او بعد الوتر لم يؤدها في وقتها لان الآثار قد وردت هكذا وانما

یا وتر کے بعد پڑھے تو تراویح کو وقت پر نہ ادا کیا کیونکہ آثار اسی طرح کے آئے ہیں اور

يتبع في التراويح الآثار والصحيح ان وقتها ما بعد العشاء الى طلوع

تراویح میں آثار ہی کی پیروی کی جاتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد طلوع صبح

الفجر حتى لو صلاها بعد الوتر جاز ولو صلاها قبل العشاء لا يجوز

صادق تک ہے یہاں تک کہ اگر تراویح وتر کے بعد پڑھے تو جائز ہے اور اگر عشاء سے پہلے پڑھ لے تو جائز نہیں

لانها نوافل سنة بعد العشاء فاشبه التطوع المسنون بعد العشاء

کیونکہ تراویح سنتیں عشاء کے بعد مسنون ہیں تو اب رمضان کے علاوہ عشاء کے بعد کے

في غير رمضان ويجوز الصلوة بعد الوتر غاية ان الافضل ان يكون

مسنون نفل کے مشابہ ہو گئیں اور وتر کے بعد نماز جائز بھی ہوتی ہے غایت ما فی الباب یہ ہے کہ رات کی

الوتر آخر صلوة الليل كما حقق في موضعه والمستحب تاخيرها الى

نمازوں میں وتر پیچھے ہو جہاں افضل ہو جیسا کہ اپنی جگہ میں ثابت ہو چکا ہے اور مستحب تہائی یا

ثلث الليل او نصفه وقيل يكره اداءها بعد النصف تشبيها بتاخير

آدھی رات تک تراویح کی تاخیر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ آدھی رات کے بعد تراویح کا پڑھنا مکروہ ہے جیسے عشاء کی تاخیر

العشاء والصحيح انه لا يكره لانها صلوة الليل والافضل فيها

مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ رات کی نماز ہے اور اس میں آخر وقت

آخره وفي فتاوى قاضيخان ويستحب تاخير التراويح الى ما

افضل ہوتا ہے اور فتاوی قاضی خان میں یہ ہے کہ تراویح کی تاخیر آدھی رات کے

بعد نصف الليل في بعضهم قالوا به وهو الصحيح وفي الخلاصة

بعد تک مستحب ہے اور بعضوں کا یہ قول ہے اور یہی صحیح ہے اور خلاصہ میں یہ ہے

احد في منامه انه يأكل حلوا كان تعبيره ان يكون له نصيب من لذة

خواب میں یہ دیکھے کہ شیرینی کھاتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ آئندہ واسطے ایمان کی لذت کا

الايمان ولهذا كان الافطار بالحلو افضل كالعسل والتمر مما في

حصہ ہے اور اسی لئے روزہ کا افطار شیرینی سے افضل ہے جیسے شہد اور چھوہارے باوجودیکہ

التمر من خواص خصوصا في تمر المدينة على ما ذكر في موضعه ثلاثا او خمسا

چھوہارے میں بہت خواص ہیں خصوصاً مدینہ منورہ کے تمر میں جیسا اپنی جگہ میں ذکر کر دیئے ہیں کھانا چاہیے یا پانچ

او سبعا ثم يخرج الى المصلى ومما جاء في هذا الشهر صيام ستة ايام

یا سات پھر عیدگاہ کو چلے اور اس مہینے میں سے جو اس مہینہ میں ثابت ہوا ہے چھ روزے رکھنا ہیں

فقد روى مسلم في صحيحه عن ابي ايوب الانصاري ان رسول الله

چنانچہ مسلم نے اپنی کتاب میں ابو ایوب انصاری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم قال من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے پیچھے چھ روزے شوال میں رکھے

كان كصيام الدهر وهذا اذا صامها مدة عمره واما اذا صام في عمره كان كصيام

تو ایسا ہے گویا تمام زمانہ کے روزے رکھے اور یہ جب ہے کہ تمام عمر رکھا ہو اور اگر ایک برس میں رکھے تو گویا ایک برس کے روزے رکھے

سنة وقد ورد في هذا المعنى ايضا حديث ثوبان رواه ابن ماجه و

اور اسی مضمون میں ثوبان کی حدیث بھی آئی ہے اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور

في رواية فاتبعه بالفاء وليس المراد التعقيب الحقيقي لاستلزامه

ایک روایت میں ثم اتبعہ کی جگہ فاتبعہ فا سے ہے اور اس سے تعقیب حقیقی مراد نہیں ہے کیونکہ وہ عید کے

صوم يوم العيد فيصح من اول الشهر وبعده والمختار عند الشافعي

دن کا روزہ لازم آتا ہے پس اول ماہ میں اور اس کے بعد بھی صحیح ہے اور شافعی کے نزدیک

من اول الشهر متتابعة وعندنا اعم وكذا عند احمد بل قالوا ان عندنا

اول ماہ میں پے در پے اور ہمارے نزدیک عام ہے اور ایسے ہی احمد کے نزدیک بلکہ

ابعد عن الكراهة والتشبه بالنصارى وقد حكم الفقهاء بسنية الغسل

کراہت سے اور نصاریٰ کی مشابہت سے بہت بعید ہے اور فقہاء نے حکم دیا ہے کہ دونوں عید کے دن

يوم العيدين وعلم ثبوتها قياسه على الجمعة لعلة الاجماع وقد

شہر شریف من اوائل اشہر الحج ویسمی شہر الفطر وفیہ یوم العید وہو
یہ ماہ بزرگ اشہر الحج کا پہلا مہینہ ہے اور شہر الفطر اسکا نام ہے اور اسمیں عید کا دن گناہوں کی

مغفرۃ الذنوب وقد ورد فی الحدیث عن انس انہ اذا کان یوم العید
مغفرت کا دن ہے اور حدیث میں انس سے آیا ہے کہ جب عید کا دن ہوتا ہے

باہی اللہ تعالیٰ بعبادہ الصائمین ملائکتہ فقال یا ملائکتی ما جزاء اجیر
تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں اپنے روزہ دار بندوں سے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو ایسے مزدور کی جزا کیا ہے جو اپنا عمل

وفی عملہ قالوا ربنا جزاؤہ ان یوفی اجرہ قال یا ملائکتی فان عبیدی
پورا کر چکا ہو وہ کہتے ہیں اے پروردگار اسکی جزا یہی ہے کہ اسکا اجر پورا دیا جائے اللہ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں

وامائی قضوا فریضتی علیہم ثم خرجوا یعجون الی الدعاء وعزتی وجلالی
نے میرا فرض جو انکے ذمہ تھا ادا کیا پھر نکلے کہ پکار کر دعا کریں مجھے اپنی عزت اور جلال

وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنہم فیقول ارجعوا قد غفرت لکم
اور کرم اور علو اور درجہ کی بلندی کی قسم ہے میں انکی دعا قبول کروں گا پھر اللہ فرماتا ہے چلے جاؤ میں نے تمکو بخشدیا

وبدلت سیاتکم حسنات قال فیرجعون مغفورا لہم رواہ البیہقی
اور تمہاری برائیوں کو نیکیاں بنا دیں انس کہتا ہے پس وہ بخشے بخشائے چلے آتے ہیں اسکو بیہقی نے

فی شعب الایمان ومن السنۃ فی یوم عید الفطر ان یفطر قبل ان یخرج
شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور عید الفطر کے دن یہ مسنون ہے کہ عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے

الی المصلی وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل تمرات وترا ھکذا جاء
کچھ کھا لے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاق چھوہارے کھایا کرتے تھے

فی روایۃ البخاری عن انس وروی الحاکم عن عتبۃ بن حمید کان یاکل
انس سے بخاری کی روایت میں یہی آیا ہے اور حاکم عتبہ بن حمید سے روایت کرتا ہے کہ حضرت صلعم تین یا

ثلثا او خمسا او سبعا او اقل او اکثر وقالوا الحکمۃ فی استحباب اکل التمر
پانچ یا سات یا کم و زیادہ کھایا کرتے تھے اور کہتے ہیں چھوہارا کھانا مستحب ہونے میں مقصود

حلاوتہ والحلاوۃ یقوی البصر الذی یضعفہ الصوم وایضا الحلو
اسکی شیرینی ہے اور شیرینی بینائی کو قوت دیتی ہے جسکو روزہ ضعیف کر دیتا ہے اور شیرینی

یرق القلب ویوافق مزاج الایمان ولذا ورد المؤمن حلوی فان رای
[illegible]

الحديث فيه والجهر بالتكبير في طريق المصلى سنة عند الائمة الثلثة

حدیث صحیح ہو اور تکبیر عیدگاہ کے راستے میں تینوں اماموں کے نزدیک اور ابو یوسف

وعند ابي يوسف ومحمد واما عند ابي حنيفة فهو سنة في عيد الاضحى

اور محمد کے نزدیک پکار کر پڑھنا مسنون ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک تکبیر پکار کر پڑھنا عید الضحی میں سنت ہے

دون الفطر والخلاف في الجهر اما ان كبر بدون الجهر فهو حسن وذكر

نہ عید الفطر میں اور خلاف پکار کر پڑھنے میں ہے اگر آہستہ سے تکبیر پڑھے تو یہ اچھا ہے اور اللہ کا

الله مستحب في جميع الاوقات كذا يفهم من الخلاصة ان الخلاف في اصل

نام لینا تمام اوقات میں خوب ہوتا ہے اور خلاصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلاف اصل تکبیر

التكبير وقد روي عن ابي حنيفة الجهر ايضا كذا في شرح ابن الهمام واستدل

ہی میں ہے اور کبھی ابو حنیفہ رحمہ سے پکار کر پڑھنا بھی مروی ہوا ہے یہ ابن الہمام کی شرح میں ہے اور ائمہ

الائمة بحديث رواه الدارقطني عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله

اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم يكبر يوم الفطر اذا خرج الى المصلى وقال البيهقي في رفع

عید الفطر کے روز جب عیدگاہ کو تشریف لیجاتے تو تکبیر پڑھا کرتے تھے اور بیہقی کہتا ہے کہ اس حدیث کا

هذا الحديث كلام والصحيح انه موقوف على ابن عمر وقال الشيخ ابن

مرفوع ہونے میں کلام ہے اور صحیح یہ ہے کہ ابن عمر پر موقوف ہے اور شیخ ابن ہمام

الهمام هذا الحديث ضعيف من جهة موسى بن محمد بن عطاء احد

کہتا ہے کہ یہ حدیث موسی بن محمد بن عطا کی جہت سے ضعیف ہے کہ یہ بھی اسکے راویوں میں سے ہے

رواته وايضا هو لا يدل على الجهر وقول الصحابي لا يعارض عموم

ضعیف ہے اور یہ بھی کہ یہ حدیث جہر پر دلالت نہیں کرتی اور صحابی کا قول اس آیت کے عموم کا معارض نہیں

الاية ودون الجهر من القول وروي عن ابن عباس انه سمع الناس

ہو سکتا اور پکار سے کم آواز بولنے میں اور ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو تکبیر کہتے ہوئے

يكبرون فسال من كان يقوده هل كبر الامام قال لا قال ادركنا

سنا تو اپنے جوار کش سے پوچھا کیا امام نے تکبیر کہی ہے کہا نہیں ابن عباس نے کہا ہم نے

مثل هذا اليوم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يكن احد منا يكبر

[illegible]

يروى في ذلك حديث عن فاكه بن سعد وكان له صحبة ولم يعرف له سوى
اور اس باب میں فاکہ بن سعد سے حدیث مروی ہے کہ اسکو صحبت بھی حاصل ہے اور سوا اسکے اس حدیث کے

هذا الحديث انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل يوم
اسکی اور حدیث بھی معلوم نہیں ہے کہ یہہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم عید الفطر کے دن

الفطر ويوم النحر ويوم عرفة رواه ابن ماجه في سننه والطبراني في معجمه
اور عید الضحی کے روز اور عرفہ کے دن نہایا کرتے تھے اسکو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں

والبزار في مسنده كذا قال الشمني ثم قال الشيخ ابن همام هذا الحديث ضعيف
اور بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا یہہ شمنی کا قول ہے اور شیخ ابن ہمام کہتا ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے

كذا ذكر النووي وغيره وفي شرح كتاب الخرقي مروي هذا الحديث وقال
یہہ نووی وغیرہ ذکر کرتے ہیں اور کتاب الخرقی کی شرح میں یہہ حدیث روایت کی ہے اور کہا ہے

كان فاكه بن سعد يأمر اهله بالغسل في هذه الايام وقال ورواه عبد الله
کہ فاکہ بن سعد اپنے اہل کو ان دنوں میں غسل کے واسطے کہا کرتا تھا اور کہا ہے کہ اسکو عبد اللہ بن احمد نے

بن احمد في المسند وابن ماجة واورد السيوطي في جمع الجوامع عن الشعبي
مسند میں اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور سیوطی جمع الجوامع میں شعبی سے اور وہ

عن زياد بن عياض الاشعري قال للقوم رايت منكم كل فعل رايته من
زیاد بن عیاض اشعری سے لایا ہے کہ کہتے قوم سے کہا تھا کہ سارے کام وہی دیکھے ہیں جو رسول اللہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انكم لا تغتسلون في العيدين رواه ابن
صلے اللہ علیہ و سلم سے دیکھے ہیں مگر اتنا ہی کہ تم عیدین میں نہیں نہاتے ہو اسکو ابن مندہ نے

منده وابن عساكر وقال صحيح عن عياض وقوله زياد غير محفوظ وقد حكم
اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ عیاض سے صحیح طریق پر ہے اور اسکا قول زیاد غیر محفوظ ہے اور بعض

بعض المحدثين بضعف هذا الحديث ايضا ولم يوجد في الكتب الستة
محدثین نے حکم کیا ہے کہ یہہ حدیث بھی ضعیف ہے اور کتب صحاح ستہ میں

حديث في هذا الباب سوى اثر ابن عمر انه كان يغتسل يوم الفطر قبل ان
اس باب کی کوئی حدیث نہیں ہے بجز اثر کے جو ابن عمر سے ہے کہ ابن عمر عید الفطر کے روز عید گاہ کیطرف

يخرج الى المصلى قالوا وشدة مبالغته في متابعة السنة يقتضي ان يصح
جانے سے پہلے نہایا کرتے تھے [illegible]

الصلوٰة قبل صلوٰة العيد وبعدها والاول اصح انتهى وقال في شرح كتاب

نماز سے پہلے اور پیچھے نماز جائز نہیں ہے اور قول اول اصح ہے انتہیٰ اور کتاب الخرقی کی شرح میں

الخرقي في مذهب الامام احمد بن حنبل استنهض علي ابا مسعود

جو امام احمد بن حنبل کے مذہب کی ہے کہا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو مسعود انصاری کو

الانصاري على الناس فخرج يوم العيد وقال ايها الناس ليس من

لوگوں پر خلیفہ کیا سو وہ عید کے دن باہر نکلے اور کہا اے لوگو سنت

السنة ان يصلي قبل الامام رواه النسائي وروى ابن سيرين ان

نہیں ہے کہ امام سے پہلے نماز پڑھنے لگو اسکو نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن سیرین روایت کرتا ہے کہ

ابن مسعود وحذيفة قاما ونهيا الناس ان يصلوا يوم العيد قبل

ابن مسعود اور حذیفہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو منع کیا کہ امام کے عیدگاہ میں آنے سے

خروج الامام الى المصلى رواه سعيد وقال الزهري ولم اسمع من احد

پہلے نماز پڑھنے لگیں اسکو سعید نے روایت کیا ہے اور زہری کہتا ہے کہ میں نے اپنے علما میں کسی سے

من علمائنا يذكر ان احدا من اسلاف هذه الامة صلى قبل صلوة العيد

نہیں سنا کہ یہ بیان کرتا ہو کہ اس امت کے اسلاف میں سے کسی نے عید کی نماز سے پہلے یا پیچھے

او بعدها رواه الاثرم وايضا الخلاف في ان هذا مخصوص بالمصلى

نماز پڑھی ہے اسکو اثرم نے روایت کیا ہے اور یہ بھی اختلاف ہے کہ آیا یہ ممانعت عیدگاہ سے مخصوص ہے

او شامل للمصلى والبيت فقال بعضهم ان صلى في غير المصلى فلا

یا عیدگاہ اور گھر دونوں کو شامل ہے سو بعضے کہتے ہیں کہ اگر عیدگاہ کے سوا مکان میں پڑھے تو کچھ ڈر

بأس به وروي عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

نہیں ہے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

كان لا يصلي قبل صلوة العيد فاذا رجع الى بيته صلى ركعتين رواه

عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے پس جب گھر پھر آتے تو دو رکعت پڑھتے اسکو ابن ماجہ

ابن ماجة واحمد وقال في الهداية ولا يتنفل في المصلى قبل صلوة العيد

اور احمد نے روایت کیا ہے اور ہدایہ میں کہتا ہے اور عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے نفل نہیں پڑھتے ہیں

فالكراهة في المصلى خاصة وفي الشرح ان صلى صلوة الضحى قبل

قبل الامام وقال ابو جعفر لا یمنع العامة من ذلک لقلة رغبتهم فی
تکبیر پڑھے اور ابو جعفر کہتا ہے کہ عوام کو تکبیر سے روکنا نہیں چاہیے کیونکہ عوام کو خیرات میں رغبت

الخیرات انتہی ومن السنة ان یخالف فی الطریق یوم العید بان یخرج
کم ہوتی ہے انتہی اور مسنون ہے کہ عید کے دن آنے اور جانے کا رستہ بدل دے اس طور کہ جائے

من طریق ویرجع من اخری فقد روی البخاری عن جابر قال کان النبی
ایک رستہ سے اور آوے دوسرے رستہ سے بیشک بخاری نے جابر سے روایت کیا ہے جابر کہتا ہے کہ نبی

صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق وروی الترمذی
صلے اللہ علیہ وسلم جب عید کا دن ہوتا تو راستہ بدل دیتے تھے اور ترمذی اور دارمی

والدارمی عن ابی هریرة کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خرج یوم
ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن

العید فی طریق رجع فی غیره وقد ذکروا فی هذا الفعل نکاتا واسرارا
ایک راستہ سے تشریف لیجاتے تو دوسرا راستہ بدلتے تھے اور علماء نے اس عمل کے بہت نکتے اور بھید

ذکرناها فی شرح سفر السعادة وقد اختلف فی انه للامام خاصة
بیان کئے ہیں جنہیں ہم نے شرح سفر السعادت میں ذکر کئے ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ تبدیل راہ امام کیواسطے خاص ہے

او یعم الناس ومما ینبغی ان ینبه علیه بیان حکم الصلوة قبل صلوة
یا سب لوگوں کے واسطے ہے اور یہ بتانا ضروری ہے کہ نماز نوافل کا حکم کیا ہے جو عید کی نماز سے

العید وبعده روی البخاری ومسلم وابو داود والترمذی والنسائی
پہلے اور پیچھے ہیں بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی ابن عباس

عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج یوم العید فصلی رکعتین
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عید کے روز تشریف لیگئے پھر دو رکعت عید کی پڑھیں

ولم یصل قبله ولا بعده الحدیث وقال الترمذی وفی الباب عن ابن عمر
اور نہ اس سے پہلے نماز پڑھی اور نہ اس کے پیچھے الحدیث اور ترمذی کہتا ہے اور اس باب میں ابن عمر اور عبد اللہ

وعبد الله بن عمرو وابی سعید والعمل علی هذا عند بعض اهل العلم
ابن عمرو اور ابو سعید سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے

من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وبعدهم وبه یقول طائفة من اهل العلم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن اقتدی فقد اهتدی والحاصل انہ لم یثبت

صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں پڑھی اور جنے رسول صلعم کی پیروی کی اسنے ہدایت پائی اور حاصل یہہ ہے کہ عید کی نماز کے

لصلوۃ العید سنۃ لا قبل ولا بعد لا عند البعض قیاسا علی الجمعۃ

واسطے سنت ثابت نہیں ہے نہ پہلے اور نہ پیچھے مگر کسی کے نزدیک جمعہ پر قیاس کرنے سے

واما مطلق النفل فلم یثبت المنع عنہا بدلیل خاص الا فی وقت الکراھۃ

اور رہی مطلق نفل سو اسکی مخالفت کسی خاص دلیل سے بجز اوقات مکروہہ میں ثابت نہیں ہوئی ہے

انتہی ثم اعلم انہم اختلفوا فی صلوۃ العید بعد ما فات وظاہر

انتہی پھر سمجھ لے کہ علمارنے عید کی نماز میں فوت ہوچکے بعد اختلاف کیا ہے اور ظاہر

المذہب عند ابی حنیفۃ انہ لا قضاء لصلوۃ العید لان ہذہ الصلوۃ

مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ کے نزدیک یہہ ہے کہ عید کی نماز قضا نہیں ہے کیونکہ یہہ نماز

لم تثبت الا بھذہ الخصوصیۃ وفی بعض شروح الہدایۃ ان شاء صلی

بدون اس خصوصیت کے ثابت نہیں ہے اور ہدایہ کی بعضی شرحوں میں یہہ ہے کہ اگر چاہے دو

رکعتین او اربع رکعات مثل الضحی کما یصلی فی سائر الایام ونقل

رکعتیں یا چار رکعت چاشت کے مثل پڑھ لے جیسا اور دنوں میں پڑھتا ہے اور محیط

عن المحیط وفتاوی قاضیخان ان من جاء المصلی ولم یدرک الصلوۃ

اور فتاوی قاضیخان سے یہہ منقول ہے کہ جو شخص عیدگاہ میں پہنچے اور امام کے ساتھہ

مع الامام ان شاء رجع الی بیتہ وان شاء صلی ثم انصرف والافضل

نماز نپاوے تو وہ اگر چاہے اپنے گھر چلا آوے اور اگر چاہے نماز پڑھے پھر چلا آوے اور افضل یہہ ہے کہ

ان یصلی اربع رکعات فتکون لہ صلوۃ الضحی کما نقل عن ابن مسعود

چار رکعت پڑھے تب اسکے واسطے چاشت کی نماز ہوجاویگی چنانچہ ابن مسعود سے صحیح

باسناد صحیح انہ قال من فاتتہ صلوۃ العید صلی اربع رکعات

اسناد کے ساتھہ منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جس شخص کی عید کی نماز رہ جاوے تو وہ شخص چار رکعت پڑھ لے

کذا فی فتح الباری وقرأ فیہا فی الرکعۃ الاولی سبح اسم ربک الاعلی وفی

یہہ فتح الباری میں ہے اور ان رکعات میں سے پہلی رکعت میں تو سورہ سبح اسم ربک الاعلی پڑھے اور

الثانیۃ والشمس وضحیہا وفی الثالثۃ واللیل اذا یغشی وفی الرابعۃ

دوسری میں سورہ والشمس وضحیہا اور تیسری میں واللیل اذا یغشی اور چوتھی میں

الضحى [illegible] الى الجبانة لم يكره وقيل في المصلى وغير المصلى وقال الرافعي في

چاشت کی نماز پڑھے تو مکروہ نہیں ہے اور کوئی کہتا ہے کہ مصلی اور غیر مصلی میں مکروہ نہیں ہے اور شرح میں

الشرح هذا النفي باطلاقه يتناول الامام دون القوم جميعا وقال

یہہ بھی کہا ہے کہ یہہ عدم کراہت عام ہے امام اور قوم سب کو شامل ہے اور امام شافعی رحمہ

الشافعي كره للامام دون القوم وقيل المراد من هذا النفي انها غير مسنونة

کہتے ہیں کہ امام کو مکروہ ہے قوم کو مکروہ نہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اس نفی سے یہہ مراد ہے کہ وہ نماز مسنون نہیں ہے

لا انها مكروهة وقال في فتح الباري المنع عن الصلوة قبل صلوة العيد

یہہ مراد نہیں کہ نماز مکروہ ہے اور فتح الباری میں کہا ہے عید کی نماز سے پہلے اور پیچھے نماز کی ممانعت

وبعدها يحتمل ان يكون المراد به منع التنفل ومنع الراتبة وعلى المنع

میں احتمال ہے کہ اس سے مراد نفل پڑھنے کی ممانعت ہو یا راتبہ کی ممانعت ہو اور جس صورت میں نفل کی

عن التنفل اما ان يكون الكراهة في الوقت او اعم منها وعلى كل تقدير

سے ممانعت ہو تو یا یہہ مراد ہو کہ وقت ہی میں کراہت ہو یا اس سے عام ہو اور ہر صورت میں یا امام سے

مخصوصة بالامام او يتناول الامام والماموم او مخصوصة بالمصلى او شاملة للمصلى

مخصوص ہے یا امام اور مقتدی کو شامل ہو اور شاید عیدگاہ سے مخصوص ہے یا عیدگاہ اور گھر دونوں

والبيت اختلف السلف في الجميع قال الكوفيون بعد لا قبل وهو مذهب

کو شامل ہو اور سلف نے ان سب صورتوں میں اختلاف کیا ہے کوفہ والے کہتے ہیں پیچھے ہے پہلے نہیں اور اوزاعی

الاوزاعي والثوري والحنفية وقال البصريون يصلي قبل لا بعد

اور ثوری اور حنفیوں کا یہی مذہب ہے اور بصرے والے کہتے ہیں پہلے ہے پیچھے نہیں

وهو مذهب الحسن البصري وجماعة اخرى وقال اهل المدينة

اور حسن بصری رحمہ اور ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اور مدینہ والے کہتے ہیں

لا قبل ولا بعد وهو مذهب الزهري وابن جريج واحمد ونقل بعض

نہ پہلے ہے اور نہ پیچھے اور زہری اور ابن جریج اور احمد کا یہی مذہب ہے اور بعضے

المالكية الاجماع على عدم التنفل للامام في المصلى ومن جوز قال

مالکی علماء نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ امام عیدگاہ میں نفلیں نہ پڑھے اور جسنے جائز رکھا ہے یہہ دلیل

انه وقت مطلق الصلوة لا كراهة فيه ومن منع قال لم يصل رسول

بیان کرتا ہے کہ یہہ وقت مطلق نماز کا ہے اسمیں کراہت نہیں ہے اور جو شخص منع کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

[illegible]

ما من ایام العمل الصالح فیہن احب الی اللہ من ہذہ الایام العشر قالوا یا رسول

کوئی دن ایسے نہیں ہیں کہ عمل صالح ان میں اللہ کو محبوب تر ہوں جیسے ان دس دنوں میں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ قالوا ولا الجہاد فی

اور نہ اللہ کی راہ میں جہاد فرمایا اور نہ اللہ کی راہ میں جہاد پھر عرض کی اور نہ اللہ کی

سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ

راہ میں جہاد فرمایا اور نہ اللہ کی راہ میں جہاد مگر وہ شخص کہ اپنی جان اور مال

ومالہ فلم یرجع من ذلک بشیء رواہ البخاری وفی صحیح ابی عوانۃ

لیکر جائے پھر اس میں سے کچھ نہ لاوے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور ابو عوانہ کی صحیح

وصحیح ابن حبان عن جابر ما من ایام افضل من عشر ذی الحجۃ

اور ابن حبان کی صحیح میں جابر سے روایت ہے کہ عشرہ ذی الحجہ سے کوئی دن افضل نہیں ہے

قال العلماء لو نذر احد صیام افضل ایام السنۃ انصرف الی ہذہ

علماء کہتے ہیں اگر کوئی شخص سال میں سے افضل دنوں کے روزہ کی منت مانے تو ان

الایام وان نذر صوم یوم افضل من سائر الایام فالی یوم عرفۃ

دنوں کی طرف متوجہ ہو اور اگر تمام دنوں سے افضل دن کی روزہ کی منت مانے تو یوم عرفہ کی طرف متوجہ ہو

وان نذر یوم افضل یوم من الاسبوع فالی یوم الجمعۃ والمختار

اور اگر ہفتہ میں سے افضل دن کی منت مانے تو جمعہ کے دن کی طرف متوجہ ہو اور مختار

ان ایام ہذہ العشر افضل لما فیہا من عرفۃ ولیالی عشر

یہ ہے کہ اس عشرہ کے دن اس واسطے افضل ہیں کہ انہیں عرفہ کا دن ہوتا ہے اور عشرہ رمضان کی

رمضان لما فیہا من لیلۃ القدر ہذا ہو القول الفصل وقد جاء

راتیں اسلیے افضل ہیں کہ انہیں لیلۃ القدر ہے اور قول فیصل یہی ہے اور بیشک

فی صیام عشر ذی الحجۃ وفضیلتہ واستحبابہ ایضا احادیث فی

عشرہ ذی الحجہ کے روزہ دن میں اور اسکی فضیلت اور مستحب ہونے میں احادیث آئی ہیں یعنی

تسعۃ ایام منہ فقد روی ابو داود والنسائی عن بعض ازواج

اس عشرہ میں سے نو دنوں میں سو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ ایام ذی الحجۃ ویوم عاشوراء

بعض ازواج مطہرات سے روایت کیا ہے کہ ذی الحجہ میں سے نو دن اور روز عاشوراء

والضحی وروی ابن مسعود فی هذا من رسول الله صلی الله علیه

سورہ والضحی اور ابن مسعود نے اسکی ثواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

وسلم وعدا جمیلا واجرا جزیلا وجاء مثل هذا فی مذهب

نیک وعدہ اور بڑا اجر روایت کیا ہے اور ایسا ہی امام احمد کے مذہب میں

احمد وذکر واهذا الاثر من ابن مسعود قال احمد ویقوی هذا

آیا ہے اور ابن مسعود کی یہی اثر استدلال میں ذکر کی ہے امام احمد کہتے ہیں اور اسکی قوت دیتا ہے وہ روایت کہ

ما جاء عن علی انه امر رجلا ان یصلی بضعفاء القوم اربع

جو علی سے آئی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو فرمایا کہ ضعیف ناتوان لوگوں کو چار

رکعات بلا تکبیر وخطبة وذکر البخاری فی ترجمة باب ان انسا

چار رکعت بے تکبیر اور بے خطبہ پڑھاوے اور بخاری نے باب کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ انس نے

جمع اهله وولده فی الزاویة موضع علی فرسخین من البصرة و

اپنی اہل اور اولاد کو موضع زاویہ میں جو بصرہ سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے جمع کیا اور

صلی صلوة العید بجمع اهل السواد ویصلون رکعتین مثل صلوة

عید کی نماز گرد نواح کے لوگوں کے ساتھ پڑھی اور وہ لوگ دو رکعت عید کی نماز کی

العید مع الامام وقال الکرمانی لو فات صلوة العید مع الامام

طرح امام کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور کرمانی کہتا ہے اگر عید کی نماز امام کے ساتھ ہاتھ نہ آوے تو

قال مالک والشافعی یصلی رکعتین وقال احمد اربع رکعات وخیر

امام مالک اور امام شافعی کہتے ہیں کہ دو رکعت پڑھ لے اور امام احمد کہتے ہیں چار رکعت پڑھ لے اور امام

عند ابی حنیفة رحمة الله علیه ان شاء صلی وان شاء لم یصل وصلی

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اختیار ہے چاہے پڑھے اور چاہے نہ پڑھے اور اگر

تقدیر ان یصلی خیر بین الرکعتین واربع رکعات والله اعلم

پڑھے تو پھر اختیار ہے کہ دو رکعت پڑھے یا چار رکعت پڑھے واللہ اعلم

شهر ذی الحجة

ذی الحجہ کا مہینا

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

ابن عباس رضی سے روایت ہے کہتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يأخذ من شعره ولا من اظفاره وفي جامع الاصول من حديث

بال نہ منڈوائے اور نہ ناخن کتروائے اور جامع الاصول میں مسلم کی حدیث

مسلم عن عمر بن مسلم ابن عمار الليثي قال كنا في الحمام قريبا من

عمر بن مسلم بن عمار لیثی سے ہے کہتا ہے کہ ہم اضحیٰ کے نزدیک حمام میں

يوم الاضحى فاطلى بعض بنورة جماعة فقال بعض اهل الحمام قد نهوا

حمام میں تھے پھر ایک جماعت نے لیپ کیا یعنی نورہ لگایا تب حماموں میں سے کسی نے کہا اس سے تو منع

من هذا ثم لقيت سعيد بن المسيب فذكرت له قول الحمامي فقال

کرتے تھے پھر میں سعید بن المسیب سے ملا تو میں نے اسی حمامی کا قول ذکر کیا انہوں نے جواب دیا

يا ابن اخي هذا حديث نسيه الناس وتركوه حدثتني ام سلمة

اے بھتیجے یہ وہ حدیث ہے کہ اسکو لوگ بھول گئے ہیں اور چھوڑ دی ہے مجھسے ام سلمہ نبی صلی اللہ

زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت قال رسول الله صلعم

علیہ وسلم کی بی بی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا

من راى هلال ذي الحجة الحديث واما يوم عرفة فقد اختلف

جسنے ذی الحجہ کا چاند دیکھا آخر حدیث تک اور رہا عرفہ کا دن سو اسمیں اختلاف ہے

في انه افضل او يوم الجمعة وقيل عرفة افضل ايام السنة والجمعة

کہ یہ روز افضل ہے یا جمعہ کا دن اور کوئی کہتا ہے عرفہ سارے سال کے دنوں سے افضل ہے اور جمعہ

افضل ايام الاسبوع والدلائل باسرها مذكورة في كتاب سفر

ہفتہ کے دنوں سے افضل ہے اور تمام دلیلیں کتاب سفر السعادۃ کے

السعادة في باب الجمعة وصوم يوم عرفة الجمهور على انه سنة وقيل

باب جمعہ میں مذکور ہیں اور روزہ عرفہ کا تو جمہور علما اسپر ہیں کہ سنت ہے

سنة لغير الواقفين بعرفة وعن ام الفضل بنت الحارث ان

اور کوئی کہتا ہے ان لوگوں کو سنت ہے جو عرفات پر نہیں ہیں اور ام الفضل بنت الحارث سے روایت ہے کہ

ناسا تماروا عندها يوم عرفة في صيام رسول الله صلى الله عليه

عرفہ کے روز انکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں لوگوں کو تکرار ہوا

فقال بعضهم هو صائم وقال بعضهم ليس بصائم فارسلت اليه

کسی نے کہا حضرت روزہ سے ہیں اور کسی نے کہا روزہ سے نہیں ہیں سو انہوں نے حضرت صلعم کو دودھ کا

وثلثة ايام من كل شهر ومن اول الاثنين فيه ومن اول الخميس فيه
اور ہر مہینہ میں سے تین دن اور دوشنبہ سے پہلے پیر کا دن اور پنجشنبہ سے پہلے جمعرات کا دن

وفي رواية اخرى كان يصوم العشر وثلثة ايام من كل شهر وما
اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلعم اس عشرہ میں روزہ رکھتے اور ایک مہینہ میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور وہ جو

روى مسلم والترمذي وابو داود عن عائشة رضي الله عنها قالت
مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں

ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم صائما في العشر قط فلا ينافيه
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عشرہ میں کبھی روزہ رکھتے نہیں دیکھا سو یہ روایت اسکی منافی نہیں ہے

لانها انما اخبرت عن عدم رؤيتها فلعلها لم تطلع على صيام
کیونکہ عائشہ رضہ نے تو یہ ہی خبر دی ہے کہ میں نے نہیں دیکھا تو شاید کہ عائشہ کو رسول اللہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان له مانع منه من مرض او سفر
صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کی اطلاع نہیں ہوئی اور انکو اس سے کوئی مانع ہوا ہو بیماری یا سفر

او غيرهما هذا ويلزم مما ورد في فضل مطلق العمل الصالح في هذا
یا سوا اسکے کچھ اور یہ یاد رکھو اور یہ جو اس عشرہ میں مطلق عمل صالح کی فضیلت ثابت ہوتی ہے

العشر فضل الصوم ايضا ومن السنن التي تركها الناس ان من اراد
اس سے روزہ کی بھی فضیلت لازم آتی ہے اور ان سنتوں میں سے جسکو لوگوں نے چھوڑ رکھا ہے یہ ہے کہ جو شخص

ان يضحي فرضا كان او نفلا فلا ينبغي ان ياخذ من شعره وظفره
قربانی کرنا چاہے فرض ہو یا نفل سو اسکو نہیں چاہیے کہ بال منڈوائے اور ناخن کتروائے

حتى يضحي فقد روى مسلم عن ام سلمة انها قالت قال رسول الله
جبتک قربانی نہ کرے پس بیشک مسلم نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم اذا دخل العشر واراد بعضكم ان يضحي فلا يمس
علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب یہ عشرہ آ جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ کرے تو اپنے بالوں

من شعره وبشره شيئا وفي رواية فلا ياخذن شعرا ولا يقلمن
اور بدن کو ذرا نہ چھیڑے اور ایک روایت میں ہے تو بال نہ منڈوائے اور ناخن نہ

ظفرا وفي رواية من راى هلال ذي الحجة واراد ان يضحي فلا
کتروائے اور ایک روایت میں ہے جسنے ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور قربانی کا ارادہ ہو تو اپنے

فی غیر روایة الاصول انه لا یکره لما روی عن ابن عباس رضی الله عنهما انه

اصول کی روایت سے جدا کتابوں میں روایت ہے کہ یہہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے

فعل ذلک بالبصرة کذا فی التبیین وفی الجامع الصغیر البرهانی

بصرہ میں ایسا کیا تھا یہہ تبیین میں ہے اور جامع الصغیر برہانی میں ہے

ان قولهم التعریف الذی یصنعه الناس لیس بشیء لم یرد به

کہ علماء کا یہہ قول کہ تعریف جسکو لوگ کرتے ہیں کچھ نہیں ہے اس سے مشروع

نفی الشرعیة لانه دعاء وتسبیح وتضرع الی الله تعالی وانما

ہونیکی نفی مراد نہیں ہے کیونکہ یہہ تو دعاء اور تسبیح اور اللہ تعالی کی درگاہ میں تضرع ہے بلکہ اس

اراد به نفی وجوبه ونفی کونه سنة کذا فی کتاب نجم الدین

مراد وجوب کی نفی اور سنت ہونے کی نفی ہے یہہ ذکر نجم الدین بلخی کی

البلخی وفی الجامع الصغیر والتعریف الذی یصنعه الناس

کتاب میں ہے اور جامع الصغیر میں ہے اور وہ تعریف جسکو لوگ عمل میں لاتے ہیں

لیس بشیء وذلک ان جمیع الصلحاء والعارفین یجتمعون

کچھ نہیں ہے اور تعریف یہہ ہوتی ہے کہ تمام صلحاء اور عارف وغیرہ عرفہ کے

فی یوم عرفة فی کل بلدة ویهللون ویکبرون تشبها بالحاج

روز ہر ایک شہر میں جمع ہوتے ہیں اور تہلیل اور تکبیر پڑھتے ہیں جیسے حاجی

فی عرفات فذلک لیس بشیء یعنی لیس بشیء من السنة

عرفات میں پڑھتے ہیں سو یہہ اور کچھ نہیں ہے یعنی سنت میں سے نہیں ہے

ولکن هو فی نفسه من جملة الدیانات والخیرات والمستحبات

پر بجائے خود ایک دیانت اور خیرات اور خیر ات میں ہے

المبرات وذکر فی الکافی وقیل یستحب لانه تشبه باهل

کرنے کی بات ہے اور کافی میں ہے اور کہتے ہیں کہ یہہ مستحب ہے کیونکہ اہل طاعت کی

الطاعة فیکون لهم ثوابهم هکذا نقل فی سنن الهدی

مشابہت ہے سو انکو انکا سا ثواب ہوویگا یہہ سنن الہدی میں منقول ہے

ولا یخفی ان الذکر والتسبیح والتهلیل والدعاء

اور یہہ بات ظاہر ہے کہ ذکر اور تسبیح اور تہلیل اور دعاء

بقدح لبن وهو واقف على بعيره بعرفة فشربه متفق عليه وقد

پیالہ بھیجا اور حضرت صلعم عرفات میں اپنے اونٹ پر سوار کھڑے تھے پس آپ نے وہ پی لیا مسلم اور بخاری نے اس پر اتفاق کیا ہے اور

روى نحو هذا الحديث عن ميمونة ايضا وقال الترمذي في الباب

ایسی ہی حدیث میمونہ رضہ سے بھی روایت ہوئی ہے اور ترمذی کہتا ہے اس باب میں

عن ابي هريرة وابن عمر وقد روى عن ابن عمر قال حججت مع النبي

ابو ہریرہ رضہ اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے اور ابن عمر رضہ سے یہ بھی روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ

صلى الله عليه وسلم فلم يصمه يعني يوم عرفة ومع ابي بكر فلم يصمه

علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا سو آپ نے اس روز یعنی عرفہ کے روز روزہ نہیں رکھا اور ابو بکر کے ساتھ سو انہوں نے بھی روزہ نہیں رکھا

ومع عمر فلم يصمه وانا لا اصومه ولا امر به ولا انهى عنه والعمل

اور عمر رضہ کے ساتھ سو انہوں نے بھی روزہ نہیں رکھا اور میں نہ روزہ رکھتا ہوں اور نہ کسی کو کہتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں اور اکثر

على هذا عند اكثر اهل العلم يستحبون الافطار بعرفة ليتقوى

علماء کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ عرفہ کے دن افطار بہتر جانتے ہیں تاکہ آدمی میں

به الرجل على الدعاء وقد صام بعض اهل العلم يوم عرفة بعرفة

دعا کرنے کی قوت باقی رہے اور بیشک بعضے علماء نے عرفہ کے دن عرفات پر روزہ رکھا ہے

انتهى وقد ورد في فضل يوم عرفة انه يكفر السنة التي بعده والتي

انتہی اور بیشک روز عرفہ کی فضیلت میں یہ آیا ہے کہ روز عرفہ ایک سال آئندہ اور ایک سال گزشتہ کا کفارہ

قبله فالمختار ان صوم عرفة مستحب الا للحاج اذا لم يقووا على الدعاء

ہوتا ہے سو پس مختار یہی ہے کہ روز عرفہ کا روزہ مستحب ہے مگر حاجیوں کو اگر دعا اور احکام

والاجتهاد فيه والله اعلم ومما ينبغي ان ينبه عليه بيان حكم التعريف

ادا کرنے کی قوت نہ رکھتے ہوں پس اللہ اعلم اور ان احکام میں سے جنکا جتا دینا مناسب ہے وہ بیان حکم تعریف کا ہے

الذي يفعله بعض الناس في البلاد فاعلم انه قد ذكر بعض علمائنا

جسکو بعضے لوگ ملکوں میں کرتے ہیں سو سمجھ لے کہ بعضے حنفی علماء نے ذکر

الحنفية ان التعريف وهو ان يجمع الناس يوم عرفة في بعض المواضع

کیا ہے کہ تعریف یعنی عرفہ کے روز کسی جگہ میں لوگوں کا جمع ہونا تاکہ عرفات پر ٹھہرنے والوں سے

تشبيها بالواقفين بعرفة ليس بشيء وعن ابي يوسف ومحمد

مشابہت پیدا کریں کوئی چیز نہیں ہے اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح سے

شرح مواقف عربی
حاشیہ میر زاہد امور عامہ شرح تجرید
[illegible] الاسلام از مولوی عبد الحق [illegible]
تفسیر حقانی
سراجی نظامی
[illegible] ترجمہ اردو سراجی [illegible]
[illegible] مجتبائی
[illegible] العرفی [illegible] نظامی
[illegible]
[illegible] نظامی
دستور المبتدی [illegible] نظامی
ایضاً کشوری
[illegible] از مولانا بحر العلوم مجتبائی
[illegible] اکبری [illegible] نظامی
مراح الارواح محشی بحواشی جدیدہ
مطبوعہ مجتبائی
[illegible] نظامی
[illegible]
ایضاً نظامی
[illegible] مجتبائی [illegible]
شرح [illegible] کلاں نظامی
کافیہ محشی مع شرح فارسی مجتبائی -
شرح ملا [illegible] مجتبائی -
مبادی الحکمت [illegible]
[illegible] -
شرح سلم [illegible] بحر العلوم مجتبائی -
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شرح ہدایۃ الحکمۃ
[illegible] سعیدیہ
میر زاہد ملا جلال محشی مرتضوی
قطبی شرح شمسیہ [illegible] بحواشی جدیدہ
[illegible] مجتبائی -
نفحات [illegible] مجتبائی
[illegible] احادیث
سید المرسلین مع مختصر [illegible]
مطبوعہ مصر -
عوارف المعارف عربی -
آداب السلام عربی -
[illegible]
حکایات الصالحین عربی -
مکتوبات حضرت شیخ عبد الحق [illegible]
[illegible] مکتوبات حضرت
[illegible] حضرت مرزا مظہر جان جاناں
شہید مع [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی و حضرت شاہ غلام علی
[illegible] مجتبائی -
[illegible] حضرت مرزا
صاحب [illegible]
[illegible]
حضرت شاہ غلام علی [illegible]
[illegible] -
[illegible] مصنفہ حضرت [illegible]
[illegible] حضرت نظام الدین [illegible]
[illegible] مجتبائی
[illegible] -

ہدایۃ الطالبین فارسی مجتبائی
یہ کتاب حضرت شاہ احمد سعید صاحب
نقشبندی مجددی دہلوی کی ہے آپ نے
اس کتاب میں علاوہ [illegible]
کے اپنی حصول [illegible] حال
[illegible] حضرت قطب [illegible]
شاہ غلام علی [illegible]
[illegible]
پیر صاحب [illegible]
یہ کتاب عجیب و غریب ہے -
سراج السالکین ترجمہ اردو [illegible]
منہاج العابدین مع حاشیہ اردو
از مولانا [illegible]
ارشاد [illegible] مجتبائی
ضیاء القلوب فارسی -
شفاء العلیل مع ترجمہ قول الجمیل
[illegible] نظامی
کمالات عزیزی مع [illegible]
[illegible] شریف
کشکول شریف فارسی [illegible]
[illegible] حضرت شاہ کلیم اللہ
جہان آبادی مجتبائی -
صراط مستقیم [illegible]
صاحب [illegible] مجتبائی -
ارشاد الطالبین از حضرت قاضی
ثناء اللہ پانی پتی رح
تذکرہ [illegible]
تحفۃ [illegible]
[illegible] مجتبائی

نظام المطابع [illegible] حضرت نظام [illegible]
اورنگ آبادی [illegible]

شمائل شریف ترمذی مترجم

الحمد للہ کہ اس مطبع مجتبائی [illegible]
[illegible] ہندوستان میں [illegible]
[illegible]
[illegible] شمائل شریف بطرز
[illegible]
[illegible] -
اس شمائل کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] -
[illegible]
[illegible]

لا بأس به لانها مشروعة في كل الامكنة والازمان ولكن
کوئی ڈر کی بات نہیں کیونکہ یہ سب ہر جگہ اور ہر وقت مشروع ہیں لیکن

الكلام في لباس الاحرام والتلبية وسائر آداب الحج التي
احرام کے لباس پہننا اور لبیک پکارنے میں اور حج کے تمام آداب میں جنکو

يفعلها الواقفون في ذلك المقام فان الظاهر اختصاصها
اس مقام میں موجود ہونیوالے لوگ کرتے ہیں کلام ہے کیونکہ ظاہر حال یہ ہے یہ امور انہی سے خاص ہیں

بهم والله اعلم بحقيقة المرام هذا واما سائر العبادات
اور اللہ حقیقت حال کو خوب جانتا ہے یہ یاد رکھو اور رہے اور تمام عبادات

والادعية والاحكام فمذكورة في كتب الفقه ورسائل
اور دعائیں اور احکام سو فقہ کی کتابوں میں اور مناسک کے رسالوں میں

المناسك فليطلب ثمه ولكن هذا آخر ما قصدنا ايراده في هذه
مذکور ہیں وہاں سے ڈھونڈھ لینا چاہیے اور یہ جانئے اس مقصود کی تمامی ہے جسکو ہم اس رسالہ میں لانا

الرسالة وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله
چاہتے تھے اور ہمارا آخری دعویٰ ہے کہ سب تعریف واسطے اللہ پروردگار عالم کے ہے اور اللہ رحمت کرے

على سيد المرسلين وامام المتقين محمد وآله واصحابه واتباعه
مرسلین کے پیشوا اور متقیوں کے امام یعنی محمد صلعم پر اور انکے آل و اصحاب و اتباع پر

هداة طريق الحق ومحيي علوم الدين آمين آمين آمين
کہ حق کے راستہ کی ہدایت اور دینی علوم کے زندہ کرنیوالے ہیں آمین آمین آمین